حقیقت ایمان

کے فضائل وفوائد

یعنی ایمان کتنی بڑی دولت ہے

مؤلف

ابو عکاشہ مفتی نور الرحیم اورگزئی

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظات

حضرتِ اقدس مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہم
مہتمم جامعہ خلفائے راشدین مدنی کالونی گریکس ماڑی پور کراچی

حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب
دامت برکاتہم العالیہ استاذ ورفیق دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی۔

دعائیہ کلمات

نور المشائخ حضرت اقدس مولانا حافظ نور محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
صاحبزادہ (پیرِ طریقت، رہبر شریعت، ولی کامل، شیخ المشائخ حضرت
اقدس مولانا خواجہ محمد عبد المالک صدیقی نقشبندی نور اللہ مرقدہ)
پیر حضرت مولانا خواجہ محمد عبد الماجد صدیقی نقشبندی، دامت برکاتہم العالیہ

اسلامی کتب خانہ کراچی

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون: 021 34927159

انتساب

میں اس کتاب کا انتساب اپنے والد (سید رحیم مرحوم) (اللہ تعالی ان کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائیں) والدہ صاحبہ اور بڑے بھائی سے کرتا ہوں کہ جن کی محنت اور پر خلوص دعاؤں سے میں اس کتاب کو ترتیب دینے کا قابل ہوا۔ اللہ تعالی انہیں بھی دنیا آخرت میں اعلی درجات عطا فرمائیں، آمین۔

www.besturdubooks.net

اجمالی فہرست

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

تفصیلی فہرست

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقال اللہ تعالی وماارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لاالہ الاانافاعبدون (سورۃالانبیاء۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے جو رسولؑ بھی بھیجا ہے اُس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وقال تعالی انماالمومنون الذین اذا ذکراللہ وجِلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون (الانفال۲)

سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دِل اللہ کا ذِکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے، اور اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

وقال تعالی والذین آمنو اشدحباللہ (البقرۃ۱۶۵)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے وہ خوب اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

وقال تعالی واذارایت ثم رایت نعیماو ملکاکبیرا (الدھر)

اور جب تو دیکھے گا جنت میں تو بہت بڑی راحت و بادشاہت دیکھے گا۔

کلمہ طیبہ (ایمان) بنیاد ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لاالہ الا اللہ وان محمدرسول اللہ واقام الصلوۃوایتاء الزکوۃوالحج وصوم رمضان (رواہ

www.besturdubooks.net

البخاری باب دعائکم رقم ۸)

فرمایا۔اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے،سب سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی گواہی دینا۔یعنی اس بات اور حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں(عقیدہ یہ رکھنا کہ عزت، ذلت، صحت، بیماری،گرمی،سردی،اولاد کا دینا،لینا یا بالکل نہ دینا،لڑکے یا لڑکیاں دینا،مال ودولت کا دینا،لینا،موت زندگی یہ سب کچھ اللہ رب العزت کے قبضہ قدرت میں ہے۔وہی اکیلے اس کائنات کے خالق ،مالک،رازق ،مشکل کشا اورحاجت رواہے جو ذات وصفات میں شریک سے پاک ہے)نماز قائم کرنا،زکوۃ ادا کرنا،حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا(بخاری)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دل سے تصدیق اور زبان کے اقرار کے بغیر کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں کہلائے گا۔اور نہ ہی اسکی طرف سے اچھے اعمال قبول ہوں گے۔

تمام انبیاءعلیہم السلام تین چیزوں میں مشترک رہے ہیں۔توحید، نبوت، قیامت اور جو بھی نبی دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے دنیا میں آکر اپنی قوم سے یہی فرمایا۔ **قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون**۔اے لوگو تم یہ کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں تو تم کامیاب ہوجاؤ گے۔

یہی کلمہ اسلام اور کفر کے درمیان فرق اور تقسیم کرتا ہے کہ جو اس کلمہ کو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ پڑھے گا وہ مسلمان کہلائے گا اور جو نہیں پڑھے گا وہ کافر کہلائے گا۔تو اس کلمہ نے تقسیم کردی کہ ایک جماعت اس کلمہ کو پڑھ کر اس

www.besturdubooks.net

کے مطابق اعتقاد رکھ کر عمل کرنے والے مسلمانوں کی ہے اور دوسری جماعت **الکفر ملة واحدة**۔ ہو کر اس کلمہ کو نہ پڑھنے والے کافروں کی ہے۔رہے منافقین اعتقادی جو ظاھرا مسلمانوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں وہ دراصل کافر ہی ہیں۔

دیکھئے سورۃ بقرۃ کی شروع کی پانچ آیات میں ایمان والے متقین کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون باالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون الخ الآیہ (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: اس کتاب (قرآن مجید کے منجانب اللہ حق ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ کتاب قرآن کریم متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ایمان والے وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں (یعنی اللہ کو نہیں دیکھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کو نہیں دیکھا، جنت، جہنم، ملائکہ، پل صراط اور قیامت کو نہیں دیکھا مگر ایمان ویقین رکھتے ہیں کہ یہ سب برحق ہیں) اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے ان میں سے وہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔اور ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب (قرآن مجید) پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اور ان کتب (سماوی) پر بھی جو آپ سے پہلے (انبیاء) پر نازل ہوئی ہیں اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں (کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ حساب وکتاب، جزا وسزا کے لئے زندہ کیا جائے گا)۔یہی لوگ ہیں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر اور یہی لوگ ہیں پورے کامیاب (البقرۃ۔آیات۔۱۔تا۔۵ تک)

www.besturdubooks.net

اس کے بعد والی دو آیات میں کفار کا ذکر ہے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔،،اس کے بعد تفصیل سے منافقین کا ذکر فرمایا ہے۔

ارشادخداوندی ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا با اللہ والیوم الآخر وماھم بمؤمنین(البقرۃ)

اورلوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پراوروہ ہرگز مومن نہیں۔

یعنی منافقین دل سے ایمان نہیں لائے جو حقیقت میں ایمان ہے صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہارایمان کرتے ہیں (تفسیر عثمانی)

اس سے معلوم ہوا کہ نفاق دوقسم پر ہے ایک نفاق عملی ہے جس پر کفر کا حکم نہیں لگتا۔جیسے ایک حدیث پاک میں فرمایا۔،،

آیۃ المنافق ثلاۃ اذا حدث کذب ،اذا وعد اخلف،واذا ئتمن خان۔۔فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں ۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے،،جب وعدہ کرے تو خلاف کرے،،جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے ۔اب ظاہر بات ہے جھوٹ بولنا،وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہیں جس کے ارتکاب پر سخت عذاب ہوگا مگر کافر نہیں ہوگا۔یعنی ان کا ارتکاب کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

دوسری قسم نفاق اعتقادی کی ہے یہ وہ گروہ ہے جو درحقیقت دل سے ضروریات دین کو نہیں مانتا تو اس قسم کے منافقین مومن نہیں بلکہ کافر ہی ہیں ۔قرآن مجید میں منافقین کی سزا کافروں سے بھی سخت بتائی گئی ہے ۔فرمایا۔ ان

www.besturdubooks.net

المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ کسی ذی عقل باشعور انسان سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ایمان اور عقیدے کا انسان کے عمل و کردار سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض فرقوں نے ایمان و عمل کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے اور ایک عظیم گروہ نے عمل کو ایمانی حقیقت کا جز و حقیقی تسلیم کیا ہے جس کے انتفاء سے انتفاء کل لازم آتا ہے۔ کتاب وسنت کی بے شمار نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان عمل کے لئے تخم اور جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ ایمان ہی بمنزلہ تخم کے ہے۔

صحیح عقیدہ اور کامل ایمان سے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی شاخیں پھیلتی ہیں اور پھول و پھل اور نتائج وثمرات کے شگوفے نکلتے ہیں۔ جیسا کہ رب کائنات نے خود فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

الم تر کیف ضرب الله مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء تؤتی أکلها کل حین بأذن ربها و یضرب الله الأمثال للناس لعلهم یتذکرون (ابراہیم)

ترجمہ: تو نے نہ دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال (کلمہ طیبہ، ایمان کی) بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں۔

ایمان کے بغیر کلماتِ طیبہ اور اعمال صالحہ دربارِ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتے۔

www.besturdubooks.net

ارشاد خداوندی ہے۔

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ(سورۃ فاطر)

ترجمہ: اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اس کو اٹھالیتا ہے۔

اس صعود اور رفع کے لئے شرط اولین ایمان ہے۔اسی بنیاد پر تمام اوامر اور نواہی کا حکم دینے سے پہلے اللہ جل شانہ۔**یا ایھا الذین آمنوا**۔کا عنوان قائم فرمایا کرتے ہیں۔اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ ثابت کرتے ہیں تو مومن یا مسلم کی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔جیسے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ(مشکوۃ)

کامل مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔

تو ایمان کی اسی اہمیت کی وجہ سے اکثر علماء سلف نے اپنی کتابوں میں کتاب الایمان کو اولیت دی ہے۔ہر دور میں اہمیت وحقیقت ایمان پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔مشہور محدث وفقیہ اور متکلم امام حافظ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان کے نام سے وہ بے مثال کتاب لکھی ہے جس کے صفحہ صفحہ بلکہ سطر سطر کے مطالعہ سے ایمان کی تازگی اور نورانیت ورونق پیدا ہوتی ہے۔

تو یہ کلمہ بنیاد ہے کہ اس کو پڑھنے والا جنت کا مستحق بن جاتا ہے اور نہ پڑھنے والا جہنم کا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایمان لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ہے،اور دین کی خاص اصطلاح میں خبر رسول کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔

www.besturdubooks.net

اسی طرح حقیقت میں ایمان تصدیق ہی کا نام ہے وہی تصدیق تین محل میں تین ناموں سے موسوم ہوئی جب تک دل میں ہے تو اس کا نام ہوا تصدیق بالجنان، یا عقیدہ پھر وہی تصدیق جب زبان پر آئی تو اس کا نام اقرار باللسان ہوا، پھر وہی تصدیق جب جوارح، یعنی اعضا جسمانی پر آئی تو اس کا نام ہوا عمل۔ تو جب تصدیق تینوں سے ہوسکتی ہے تو ایمان بھی تینوں سے ہوگا۔

حدیث پاک میں کلمہ طیبہ: **لاالہ الا اللہ** کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لاالہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان (رواہ مسلم باب بیان عدد شعب الایمان رقم ۱۵۳)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے سب سے افضل شاخ **لاالہ الا اللہ** کا کہنا ہے اور ادنی شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹانا اور حیاء ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے (مسلم)

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قَبِل منی الکلمۃ التی عرضتُ علی عمی فردھا علی فھی لہ نجاۃ (احمد)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؛ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا (ابو طالب) پر (ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں اسے رد کردیا تھا وہ کلمہ اس شخص کے لئے نجات (کا ذریعہ) ہے (مسند احمد)

www.besturdubooks.net

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ جددوا ایمانکم قیل یارسول الله و کیف نجدد ایماننا قال اکثروا من قول لاالٰہ الا اللہ (رواہ احمد و الطبرانی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ کو کثرت سے کہتے رہا کرو (مسند احمد، طبرانی، ترغیب)

عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال لاالٰہ الا اللہ مخلصا دخل الجنة قیل و ما اخلاصها قال ان تحجزه عن محارم الله (رواه الطبرانی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ: لا الہ الا اللہ۔ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے (طبرانی، فضائل اعمال)

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال افضل الذکر لاالٰہ الا اللہ و افضل الدعاء الاستغفار ثم قرء فاعلم انه لاالٰہ الا اللہ واستغفر لذنبک (اخرجه الطبرانی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل لا الہ الا اللہ، ہے۔ اور تمام دعاؤں میں افضل دعا استغفار ہے۔ پھر اس کی تائید میں سورۃ محمد کی آیت۔ فاعلم انه لا اله الا الله؛ آیت تلاوت فرمائی (طبرانی)

www.besturdubooks.net

کلمہ طیبہ اسلام کا پہلا رکن ہے ۔اس کو پڑھے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہ کلمہ پڑھ کر آدمی مسلمان شمار ہوتا ہے تو یہ ایمان اتنی بڑی دولت ہے کہ مرنے کے بعد ایمان والوں کو کیا ملے گا؟ دیکھئے حدیث پاک میں ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالی عز وجل اعددت لعبادی الصلحین مالا عین رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرءو ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین (بخاری ومسلم)

اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا؛ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال آیا ہے۔ اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھ لو کہ پس کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ جنتیوں کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا رکھا ہے (بخاری، مسلم)

تو آنے والے صفحات میں حقیقتِ ایمان، کلمہ طیبہ بمع فضائل وفوائد، شرک اور توحید، جنت اور اس کی دائمی نعمتوں کا ذکر ہوگا اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ بندہ فقیر الی اللہ کو حق لکھنے کی توفیق عطا فرما کر ہم سب کو کلمہ بار بار پڑھنے اور کلمہ کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

(طالب دعا، ابوحمدان محمد عکاشہ، احقر نور الرحیم، اورگزئی۔ یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۔ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

www.besturdubooks.net

تقریظ

حضرتِ اقدس مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلم، مہتمم جامعہ خلفائے
راشدین مدنی کالونی کریکس ماڑی پور کراچی۔
(تلمیذ رشید مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ
خلیفہ مجاز عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

زیرِنظر رِسالہ،،حقیقت ایمان کے فضائل وفوائد ،،میں ماشآءاللہ تعالیٰ،، برخوردار مولانا نورالرحیم سلمہٗ ،، نے کافی محنت سے ایمان اور اس سے متعلق بکھرے ہوئے مضامین کونہایت خوبصورتی سے ایک جگہ جمع کردیا ہے جس سے امید بلکہ یقین ہے کہ ہر پڑھنے والے کا عقیدہ جو اسلام کی بنیاد ہے،، بفضلِ الٰہی درست ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ،، برخوردار مولانا نورالرحیم سلمہٗ ،، کی ان مساعی کوقبول فرمائیں اور اِس رِسالہ کو ہر خاص وعام کے لئے انتہائی مفید بنائیں اور ہم سب کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائیں،، آمین۔

احمد ممتاز۔جامعہ خلفائے راشدین
مدنی کالونی کریکس ماڑی پور کراچی۔
۱۲ صفر ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۵ نومبر ۲۰۱۵ء

www.besturdubooks.net

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب

دامت برکاتہم العالیہ استاذ ورفیق دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد

اللہ رب العزت کا احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے ایمان کی دولت ہمیں عطافرمائی ۔درحقیقت ایمان ہی راہِ نجات ہے ،ایمان کے بغیر نجات ممکن نہیں،اگرکوئی شخص ایمان لاتے ہی مرجائے ،اعمالِ صالحہ کی اسے نوبت نہ آئے تو وہ بھی قانونِ خداوندی میں مغفوراور کامیاب شمار ہوگا،اوراگرایمان لانے کے بعداسے وقت ملا،لیکن اس نے اعمالِ صالحہ نہیں کیئے ، بلکہ معاصی میں مبتلا رہا،تواس کے لئے قانوناً دخولِ اُولیٰ نہیں، البتہ سزا کے بعد مستحقِ جنت ہوگا۔یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا مومن بھی کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں رہے،اگرچہ وہ اعمال کے لحاظ سے کیسا ہی فاسق وفاجر کیوں نہ ہو۔

ایمان کے لئے ضروری ہے کہ اُن تمام چیزوں اورحقیقتوں (توحید،رسالت، قیامت ،جنت،دوزخ وغیرہ) کی جو اللہ کے پیغمبر اللہ عزوجل کی طرف سے لائے تصدیق کی جائے اوران کوحق مان کرقبول کیا جائے۔

ایمان کی حقیقت اس وقت ہی نصیب ہوسکتی ہے کہ جب آدمی کی نفسانی خواہشات کُلی طور پر ہدایات نبویؐ کے تابع اور ماتحت ہوجائیں،حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:،،تم میں سے

کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا ، جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہوجائے۔،، لہٰذا صرف زبان سے کلمہ پڑھنا کافی نہیں جب تک دل میں ایمان کی حقیقت راسخ نہ ہوجائے۔

جب دل میں حقیقتِ ایمان جا گُزین ہوجاتی ہے تو پھر بندہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں پر اپنی جان فدا کرنے کے لئے ہر دم سر بکف تیار رہتا ہے، اسی کو ایمان کی حقیقت کہتے ہیں۔

اللہ عز وجل،، ہمارے برادرِ مکرم کو اجرِ جزیل عطا فرمائیں کہ انہوں نے اس موضوع کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر قلم اٹھایا اور اسے کتابی شکل میں مرتب کیا جو ،،حقیقتِ ایمان کے فضائل وفوائد،، کے نام سے موسوم ہے ،عزیز موصوف نے اس میں بڑی محنت کے ساتھ ایمان کی حقیقت ،اس کے متعلقات اور فضائل وفوائد قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر کی ہیں۔اندازِ بیان ماشاء اللہ بہت دلکش ،آسان فہم اور عمدہ مثالوں سے مزین ہے جو ہر عام وخاص کے لئے نہایت مفید ہے۔

مجھے اللہ رب العزت کی ذات سے اُمید ہے کہ اگر طالبِ حق کے جزبے سے اس کتاب کو پڑھا جائے تو ،،ان شاء اللہ،، یہ دلوں سے شکوک وشبہات دور کردے گی اور اس سے ایمان ویقین میں پختگی پیدا ہوگی۔

دِل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی اس کاوِش کو اپنی بارگاہ میں

www.besturdubooks.net

شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، اس کو تمام مسلمانوں کے لئے مفید اور نافع بنائیں اور عزیز موصوف کو اس قسم کی مزید علمی وتحقیقی کاموں میں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ویرحم اللہ عبداً قال اٰمینا

وانا العاصی بانواع المعاصی

عبدالباری غفرلہ

رفیق دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی۔

۸ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ، بمطابق، ۲۰ دسمبر ۲۰۱۵ء

www.besturdubooks.net

دُعائیہ کلِمات

نورالمشائخ حضرت اقدس مولانا حافظ نورمحمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

عثمانیہ مسجد بہادرآباد کراچی

خلیفہ مجاز ولی کامل شیخ المشائخ

حضرت مولانا محمد خواجہ عبدالمالک صدیقی نقشبندی نوراللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حدیث پاک میں آتا ہے؛ **الدال علی الخیرِ کفاعله**: خیر اور نیکی کی طرف رہنُمائی کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ وہ خود یہ نیک کام کرتا ہے۔

زیرنظر،، کتاب ،، حقیقتِ ایمان کے فضائل وفوائد یعنی ایمان کتنی بڑی دولت ہے۔جس میں ایمان اور توحید جیسے اہم موضوع پر ایمان کے فضائل وفوائد کے بکھرے مضامین کو یکجا جمع کردیا گیا ہے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کوقبولیت سے نوازے۔اورلوگوں کے لئے ایمان میں اضافے اور ھدایت کا سبب بنا کر مفید بنائیں۔مؤلف سمیت ہم سب کے لئے نجات کا ذخیرہ بنائے۔آمین۔

بندہ،نورمحمد،عثمانیہ مسجد بہادرآباد کراچی۔

۸ ربیع الاول، ۱۴۳۷ھ۔ بروز اتوار، بمطابق، ۲۰ دسمبر ۲۰۱۵ء

www.besturdubooks.net

دُعائیہ کلِمات

صاجزادہ (پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، ولی کامل، شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ محمد عبد المالک صدیقی نقشبندی نور اللہ مرقدہ)

(خانیوال) خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر فضل علی قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیر حضرت مولانا خواجہ محمد عبد الماجد صدیقی نقشبندی، دامت برکاتہم العالیہ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب حقیقتِ ایمان کے فضائل وفوائد یعنی ایمان کتنی بڑی دولت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ایمان وہ بڑی نعمت اور سرمایہ ہے کہ جس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ تو یہ اس اہم موضوع پر لکھی گئی کتاب ہے جس میں ایمان کے فضائل وفوائد کے حوالہ سے بکھرے مضامین کو یکجا کر کے ترتیب دی گئی ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مؤلف بندہ ابو عکاشہ اورگزئی، کی عمر، عمل، علم میں برکتیں نصیب فرمائیں۔ اور اس کتاب کو قبولیت عطا فرما کر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن کر مفید بنائیں، امین۔

(خواجہ محمد عبد الماجد صدیقی نقشبندی، خانیوال

۸ ربیع الاول، ۱۴۳۷ھ۔ بمطابق۔ ۲۰، دسمبر ۲۰۱۵ء)

www.besturdubooks.net

باب حقیقت ایمان کے بارے میں کہ ایمان کیا ھے؟

اس باب کے اندر حقیقتِ ایمان کہ ایمان کیا ہے۔ایمان کیسے کہتے ہیں۔ایمان کے لغوی، اصطلاحی، شرعی معنی، وغیرذٰلک کے حوالے سے کچھ مفید یں باتیں تحریر کی گئیں ہیں۔

ایمان کے لغوی معنی

❶ **الایمان التصدیق التھذیب واما الایمان فھو مصدر آمن یومن ایمانا فھو مؤمن واتفق اھل العلم من اللغویین وغیرھم ان الایمان معناہ التصدیق (لسان العرب للامام العلامۃ ابن منظور بروت)**

❷ **آمن ایماناً امن** میں ہونا، امن والا ہونا، یقین کرنا، ایمان لانا، مان لینا۔قرآن پاک میں ہے۔وما انت بمؤمن لنا (سورۃ یوسف)

اورآپ تو ہمارا یقین کریں گے ہی نہیں)

الایمان لغۃً: یقین، اعتماد، تصدیق کرنا، مان لینا، خدائے تعالی کی وحی پر دل و جان سے ایمان لانا۔شرعاً دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنا (القاموس الوحید،، المعجم الوسیط،، مصباح اللغات،، المنجد)

❸ ایمان امن سے ہے اس کے اصل معنی امن دینے کے ہیں۔اگر اس کا صلہ لام کے ساتھ آئے تو اس کے معنی تصدیق کرنے اور اگر، با کے ساتھ آئے تو یقین اور اعتماد کرنے کے ہوتے ہیں۔ایمان کی حقیقی روح یقین، اعتماد اور اعتقاد

www.besturdubooks.net

ہے۔(حقیقت ایمان۔ج۔۱)

۲ ایمان امن سے ماخوذ ہے جو خوف کی ضد ہے ۔امن کے معنی ہیں سکون و اطمینان۔خوف میں قلق واضطراب ہوتا ہے اور امن نام ہے زوال خوف اور حصول طمانیت کا۔قرآن مجید میں ارشادخداوندی ہے۔**ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً** (نور) اللہ تعالیٰ ضرور تبدیل فرمادیں گے ان کے خوف کو امن سے۔،،اس سے معلوم ہوا کہ امن کی ضد خوف ہے تو امن نام ہوا زوال خوف اور مطمئن ہوجانے کا۔ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

المؤمن من امنه الناس علی دمآءھم واموالھم (ترمذی)

مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان اور مال کے بارے میں امن میں ہوں۔
(ملخص ازنصر الباری شرح اردو بخاری شریف)

ایمان کے شرعی واصطلاحی معنی

شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں ہر تصدیق کا نام ایمان نہیں چنانچہ ۔**السماء فوقنا والارض تحتنا** ۔آسمان ہمارے اوپر ہے اور زمین ہمارے نیچے ہے کی تصدیق کو ایمان نہیں کہا جائے گا۔اصطلاح شریعت میں ایمان نام ہے۔**تصدیق الرسل علیه السلام فی کل ما علم مجیئه به باالضروة تصدیقاً جازماً الخ (عمدة القاری ۔ج۔۱۔ص۔۱۰۲)** یعنی ایمان ان تمام اشیاء کی تصدیق اور مان لینے کا نام ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آئے ہیں۔مختصر یہ کہ تمام ضروریات دین کے ماننے کو شریعت میں ایمان کہتے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

واما فی الشرع فهوالتصدیق بماعلم مجیئ‌النبی ﷺ به ضرورة تفصیلاً فیما تفصیلاً واجمالاً فیما علم اجمالاً وہذامذهب الجمہور المحققین (فتح الملہم ج۱ص۱۵۲)

یعنی جن چیزوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لانے کا واضح طور پر علم ہوجائے تو تفصیلی چیزوں کی تفصیل کے ساتھ اور اجمالی چیزوں کی اجمال کے ساتھ تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں یعنی سچا قرار دینا اور سچا ماننا ایمان ہے صرف سچا جاننا ایمان نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض چیزیں تفصیل سے منقول ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ اسلام کے ایسے احکام ہیں کہ ان احکام کا ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد تواتر اور علم ضروری کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے۔

اور بعض چیزیں اجمالاً منقول ہیں جیسے قیامت آنے والی ہے، لیکن اس کے وقت کی تعلیم نہیں دی گئی جیسا کہ حدیث جبرئیل اور بہت سی آیات سے ظاہر ہے۔ اسی طرح عذاب قبر کہ اس کا ثبوت بھی تواتر سے ثابت ہے مگر اجمالاً اتنا ثابت ہے کہ عذاب قبر ہوگا۔ کس کیفیت سے ہوگا؟ اس کی تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں تو اب اجمالاً اتنی بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ عذاب قبر مستحقین کے لئے ہوگا۔ کیفیات کی تفصیل کہ عذاب صرف جسم یا صرف روح یا دونوں کو ہوگا ایمان لانا ضروری نہیں۔

اور بعض امور ایسے ہیں جہاں کچھ تفصیل بھی ہے اور اجمال بھی وہاں تفصیل پر تفصیلاً۔ اجمال پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہوگا۔ مثلا جملہ انبیاء کی نبوت وحقانیت پر

www.besturdubooks.net

ایمان لانا فرض ہے بعض انبیاء کی تفصیل نام بنام آئی ہے اور کچھ انبیاء ایسے بھی ہیں جن کا تفصیلی ذکر نہیں آیا فقط اتنا بتلا دیا گیا کہ اور بھی انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (مؤمن)

بعض ان پیغمبروں میں وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ (بحوالہ نصر الباری شرح اردو بخاری شریف)

جس چیز کے متعلق اس بات کا علم ضروری حاصل ہوجائے کہ پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سے لائے ہیں اس کو سچا قرار دینا اور سچا ماننا ہی ایمان ہے۔

یہاں الفاظ میں بہت خیال رکھا جائے۔ سچا قرار دینا اور سچا ماننا۔ سچا جاننا نہیں۔ اس ترجمہ سے تصدیق میں اختیار کا معتبر ہونا ظاہر ہوگیا۔ علم ضروری سے مراد یہ ہے کہ اس چیز کا دین میں سے ہونا مسلمانوں میں ہر خاص و عام جانتے ہوں مگر خاص و عام سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو امور دین سے ایک قسم کا لگاؤ اور اشتغال ہو اور جو لوگ دین سے بالکل بے بہرہ ہیں ان کو دین کی کوئی خبر ہی نہیں نہ دین اور دینی امور کی طرف کوئی التفات و اہتمام ہے۔ ان کے جاننے نہ جاننے کا کچھ اعتبار نہیں جیسا کہ آج کل جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں بہت سے آدمی ایسے ملتے ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں دین سے ان کو ذرا بھی مس نہیں اور نہ امور دین کی ان کو کچھ خبر ہے۔ اکثر حصہ عمر کا کمانے اور بے دین لوگوں کے درمیان اور پیرس، امریکا، برلن، لندن جیسے کفرستان میں گزرا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ مسائل جن کو ہر خاص و عام مسلمان جانتے ہیں کہ یہ اسلام کے احکام ہیں ان کی مشروعیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

www.besturdubooks.net

ثابت ہے۔جب کسی چیز کا دین سے ہونا اس طرح ثابت ہوجائے کہ وہ چیز فی نفسہ فرض وواجب نہیں بلکہ سنت ومستحب ہے جس کے کرنے سے ثواب ہے اور نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا مگر اس کی مشروعیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ثبوت حد تواتر اور علم ضروری کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے ایسی چیز کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔اور ویسا ہی کافر ہے جیسا منکر رسالت اور نماز، روزہ وغیرہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا۔کیونکہ فی نفسہ یہ حکم فرض نہیں مگر اس کی کسی درجہ میں مشروعیت جب حد تواتر وعلم ضروری کے مرتبہ میں پہنچ چکی ہے تو اس سے انکار کرنا در پردہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کرنا ہے وگرنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی مشروعیت ثابت ہونے کے باوجود کیوں اس کا انکار کرتا ہے۔مثلاً مسواک کرنا یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کا امر دین سے ہونا ہر شخص کو معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فی نفسہ اس کی مشروعیت وثبوت درجہ سنت میں ہے اور عمر بھر بھی اگر کوئی شخص اس کو نہ کرے ویسا گنہگار نہ ہوگا مگر ایک مرتبہ بھی اس کی مشروعیت کا انکار کردے تو وہ کافر ہے (حقیقت ایمان۔ص ۷۸)

ایمان اور تواتر

ضروریات دین کے بیان کے ذیل میں تواتر کا ذکر آیا ہے اس لئے تواتر کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

ایمان کی تعریف شرعی میں کہا گیا تھا کہ جس کا دین سے ہونا ضرورتاً معلوم ہو۔ضرورت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا دین ہونا تواتر سے ثابت ہو خواہ وہ بات اپنی جگہ بدیہی ہو یا نظری اور پھر وہ بات اس درجہ مشہور ہوگئی ہو کہ عوام وخواص کی ایک قابل

www.besturdubooks.net

ذکر تعداد نے جن کو دین کے ساتھ اشتغال ہوا سے جان لیا ہو۔ جیسے توحید، نبوت، ختم رسالت، حشر ونشر، عذاب قبر وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں اپنی جگہ نظری ہیں لیکن ان کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد ضرورت کو پہنچا ہوا ہے۔ ضرورت کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اس کا منجملہ دین ہونا تواتر سے ثابت ہو خواہ فی نفسہ وہ حکم نظری ہو اور نہ ضرورت کا یہ مطلب ہے کہ اس پر عمل ضروری ہے کیونکہ دین میں ایسی ہی چیزیں ہیں جن کی اباحت کا اعتقاد ضروری ہے۔ اس طرح کا علم ضروری اجماع وتواتر سے حاصل ہوسکتا ہے اور تواتر کی چار قسمیں ہیں۔

❶ تواتر اسنادی ❷ تواتر طبقہ ❸ تواتر عمل ❹ تواتر قدرِ مشترک۔

❶ تواتر اسنادی

تواتر اسناد یہ وہ تواتر ہے جو محدثین کے نزدیک تواتر کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی تعریف کی جاتی ہے۔

ان یروی الحدیث من الاول الاسناد الی آخرہ جماعۃ یستحیل اجتماعھم علی الکذب

ترجمہ: تواتر اسنادی وہ ہے کہ جس کو اول سے آخر تک اتنے لوگ بیان کرتے آئیں جن کا جھوٹ پر اجتماع (جمع) ہونا محال (ممکن نہ) ہو۔

جیسا کہ ایک حدیث کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے،۔۔

من کذب علی متعمدا فلیتوء مقعدہ من النار (بخاری)

ترجمہ: جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ا ص ۲۰۳ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث تیس مختلف صحابہ کرام سے مختلف صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ بے شمار

www.besturdubooks.net

راویوں نے روایت کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر سو سے زائد صحابہ سے اور بحوالہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ دوسو صحابہ کرام سے اس حدیث کے مروی ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔(اکفار الملحدین)

❷ تواتر طبقہ

اس میں سند نہیں ہوگی بلکہ ہر دور میں ایک طبقہ اس امر کو پہلے سے اخذ کرتا ہے پھر اس سے بعد والا طبقہ، **وھلم جراً**۔جیسے قرآن کریم تواتر طبقہ کے ساتھ متواتر ہے۔ہر زمانہ میں شرقاً وغرباً ایک طبقہ دوسرے طبقہ سے یہ نقل کرتا چلا آیا ہے کہ قرآن کریم وہی ہے جو محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا تھا جس کو ان سے صحابہ کرام نے صحابہؓ سے تابعین نے لیا اور اسی طرح طبقہ در طبقہ اور زمانہ در زمانہ نقل ہوتا ہوا آج ہمارے سامنے بغیر ردوبدل کے موجود ہے۔

❸ تواتر عمل

ایک امرِ دین ایسا ہے کہ اس پر ہر دور میں عمل ہوتا چلا آرہا ہے تو اس کو متواتر بتواتر عمل کہیں گے۔جیسے مسواک سنت ہے ہر زمانہ میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔اس کی سنیت کا اعتقاد فرض ہے۔اسی طرح **صلوات الخمسة فی الیوم واللیل** میں یہی تواتر ہے۔صیام رمضان میں بھی یہی تواتر ہے۔

❹ تواتر قدر مشترک

اس میں یہ ہوتا ہے کہ راویوں کے الفاظ مختلف ہوتے ہیں (ا) ایک چیز کو نقل

www.besturdubooks.net

کرنے میں واقعات مختلف ہوتے ہیں لیکن ان سب کو ملانے سے ایک چیز ان میں مشترک نظر آتی ہے۔اس کو متواتر بتواتر قدر مشترک یا بتواتر معنوی کہتے ہیں۔جیسے کوئی ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ فلاں موقع پر حاتم طائی نے سائل کو ایک سو دینار دیئے۔فلاں موقع پر حاتم طائی نے اس کو ایک سو اونٹ دے دیئے۔فلاں موقع پر سائل کو اس نے بیس گھوڑے دے دیئے وھکذا۔اب یہ واقعات مختلف ہیں لیکن ان سب میں قدر مشترک طور پر ایک امر موجود ہے وہ ہے حاتم طائی کی جود و سخاوت۔اب یہ متواتر بتواتر قدر مشترک ہے۔اسی طرح شجاعت علیؓ ہے کہ سنانے والوں نے مختلف واقعات سنائے کہ فلاں موقع پر یہ کیا فلاں موقع پر یہ کیا اور اسی طرح اس میں اور بھی جزءی جزءی واقعات تو متواتر نہیں لیکن ان میں شجاعت علیؓ قدر مشترک کے طور پر متواتر ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب) (شرح نخبۃ الفکر الورد الطری علی جامع الترمذی اشرف التوضیح تقریر اردو مشکوۃ المصبیح)

ایمان کی چند اقسام

1. ایمانِ مطبوع۔یہ انبیاء علیہم السلام کا ایمان ہے۔
2. ایمانِ معصوم۔یہ فرشتوں کا ایمان ہے۔
3. ایمانِ مقبول۔یہ عام مومنین کا ایمان ہے۔
4. ایمانِ موقوف۔یہ اہل زیغ و بطلان اور اہل بدعت کا ایمان ہے۔
5. یمانِ مردود۔یہ منافقین کا ایمان ہے۔جو قبول نہیں (توضیحات مشکوۃ)

www.besturdubooks.net

ایمان کی تشریحات

شیخ التفسیر والحدیث حضرت العلامۃ مولانا الحافظ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

1. تصدیق قلبی سے محض علم ومعرفت مراد نہیں کیونکہ تصدیق اور چیز ہے اور علم اور معرفت اور چیز ہے۔علم کے معنی جاننے کے ہیں اور معرفت کے معنی پہچاننے کے ہیں ۔جبکہ تصدیق کے معنی ماننے کے ہیں اور ایمان نام ماننے کا ہے جاننے کا نام ایمان نہیں۔ کفار مکہ دلائل نبوت کو دیکھ کر جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں اور علماء یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب جانتے پہچانتے تھے کہ یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جن کی انبیائے کرام بشارت دیتے چلے آئے ۔آپؑ کی جو علامتیں توریت اور انجیل میں تھیں وہ تمام علامتیں اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھتے تھے۔

ارشادخداوندی ہے۔**یعرفونہ کمایعرفون ابنآءھم**۔(**سورۃ بقرۃ**) (یہود اپنے بیٹوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے تھے) مگر مانتے نہیں تھے اس لئے ایمان سے بے بہرہ تھے ۔ایمان صرف جاننے اور پہچاننے کا نام نہیں بلکہ اپنے اختیار اور ارادہ اور رضا ورغبت سے ماننے کا نام ایمان ہے۔ ارشادخداوندی ہے۔**وجحدوا بھا واستیقنتھآ انفسھم ظلماً وعلواً(سورۃ نمل)**
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا محض تکبر کی وجہ سے انکار کرتے ہیں مگر دل ان کے یقین کیے ہوئے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ محض علم اور ایقان ایمان کی حقیقت نہیں بلکہ ایمان کی حقیقت تسلیم اور اذعان (یقین) ہے یا بالفاظ دیگر ایمان جاننے اور پہچاننے اور یقین کرنے

www.besturdubooks.net

کا نام نہیں بلکہ ماننے کا نام ایمان ہے۔

❷ ایمان کی تعریف میں نبی کے بھروسہ اور اعتماد کی قید اس لئے لگائی گئی کہ ایمان وہی معتبر ہے کہ جو اللہ کی باتیں محض نبی کے کہنے سے اور محض نبی کے اعتماد اور بھروسہ پر مانے۔ مثلاً کوئی شخص توحید اور رسالت دونوں کا اقرار کرتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ میں توحید خداوندی کا فلاسفہ کی طرح محض دلائل عقلیہ کی بناء پر قائل ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے توحید کا قائل نہیں تو ایسے شخص کا ایمان معتبر نہیں اس کی توحید فلاسفہ یونان کی توحید ہے اہل ایمان کی توحید نہیں اس لئے ایسا آدمی کافر ہی کہلائے گا۔

❸ دین کی باتوں کا ماننا وہی معتبر ہے کہ جب ان کو اسی طرح مانا جائے کہ جس طرح اور جس ہیئت سے ان کا دین ہونا ثابت ہوا ہے۔

مثلاً کوئی شخص نماز کا شعارِ اسلام اور فریضہ دین ہونا تسلیم کرتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ صلوۃ سے مراد مطلق دعاء اور خشوع وخضوع مراد ہے اور نماز کی فرضیت بہ ہیئت مخصوصہ یعنی بطریق قیام وقعود اور رکوع اور سجود تسلیم نہیں کرتا تو ایسا شخص قطعاً دائرہ اسلام سے اور ایمان سے خارج ہے یا مثلاً زکوۃ کی فرضیت کو تو تسلیم کرے مگر یہ کہے کہ زکوۃ سے محض تزکیہ اور تطہیر مراد ہے یہ خاص نصاب اور مال کی خاص مقدار ضروری نہیں تو ایسا شخص مومن نہیں بلکہ ملحد اور زندیق ہے۔

اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو شریعت کے الفاظ کو بحال اور برقرار رکھے اور اس کی حقیقت کو بدل دے یہ ایمان نہیں بلکہ دین کا تمسخر اور مذاق ہے۔ اور حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔**واذا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس(سورۃ بقرۃ)** اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ یہ لوگ

www.besturdubooks.net

یعنی صحابہؓ ایمان لائے اسی طرف اشارہ ہے کہ ایمان میں وہی تصدیق اور اذعان (یقین) معتبر ہے کہ جو صحابہ کرامؓ کے قبول اور تسلیم اور ان کے تصدیق اور اذعان کے ہمرنگ ہو۔ یہ نہیں کہ نام تو وہی ہو اور حقیقت کچھ اور ہو۔

❹ اصل ایمان تو تصدیق قلبی ہے۔ اور زبانی اقرار حقیقت ایمان کی حکایت ہے اگر حکایت محکی عنہ (یہ حکایت کہنے والے۔ یعنی اگر زبانی اقرار دل کی تصدیق) کے مطابق ہے تو ٹھیک ہے ورنہ سوائے مکر وفریب کے کوئی شے نہیں محض ایک جھوٹ ہے جو صدق اور راستی کے لباس میں نمودار ہے۔

❺ حضرات متکلمین فرماتے ہیں کہ ایمان کی اصل حقیقت تو تصدیق قلبی ہے اور اقرارلسانی دنیاوی احکام کے جاری کرنے کے لئے شرط ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے۔ بغیر زبان کے دل کا حال کیسے معلوم ہو۔ تصدیق قلبی چونکہ ایک پوشیدہ چیز ہے ہر شخص اس کو نہیں جان سکتا اس لئے بطور علامت اقرارلسانی اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ ظاہری احکام جاری ہوسکیں ورنہ اگر کوئی شخص گونگا ہو یا کسی کے اکراہ اور زبردستی سے محض زبان سے کلمہ کفر کہے اور دل میں تصدیق موجود ہو تو کافر نہیں۔ یا تصدیق قلبی کے بعد مرجائے اور زبانی اقرار کی نوبت نہ آئے تو اس کے ایمان میں کوئی خلل نہیں۔

حضرات محدثین اگرچہ اقرار باللسان اور عمل بالارکان کو جزء ایمان قرار دیتے ہیں لیکن ایمان کی اصل اور جڑ تصدیق قلبی ہی کو بتاتے ہیں اور یہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایمان بغیر عمل صالح کے ناقص ہے کفر نہیں۔ حضرات متکلمین اور محدثین میں محض صوری نزاع ہے حقیقی اور معنوی نزاع نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع لمآب (ملخص از گلدستہ تفاسیر، ومعارف القرآن)

www.besturdubooks.net

ایمان شرعی

ارشادخداوندی ہے۔

اٰمن الرسول بمآ انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احدمن رسلہ(سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: رسولوں پر جواحکام نازل ہوئے وہ اس پر ایمان لائے اور مؤمنین بھی تمام ایمان لائے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ رسول ہوں یا مومن سب کا مومن بہ ایک ہے تو نفس مومن بہ کے اعتبار سے سب کا ایمان برابر ہے کوئی فرق نہیں (فضل الباری)

خدا کے وجود و وحدانیت کی تصدیق کریں اور خدا کے آخری نبی کی تصدیق کے ساتھ ان سب باتوں کے حق ہونے کا یقین کریں جو آپؐ کے ذریعہ ہم تک ضروری طور سے پہنچ گئیں۔ضروری طور سے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا دین محمدی میں ہونا سب پر روشن اور واضح ہو۔مثلا وجود انبیاء، کتب سماوی، ملائکہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین (آخری نبی) ہونا ،تقدیر خداوندی، عذاب قبر، قیامِ قیامت، ، فرضیت نماز، روزہ، حج، اور زکوۃ وغیرہ، غرض ایسی تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔(انوارالباری)

حقیقت ایمان کیا ہے؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں کہ التزام شریعت صحتِ

www.besturdubooks.net

ایمان کے لئےضروری ہے،،وہ فرماتے ہیں۔

اہل نجران کے واقعہ سے جو احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کافر کا صرف نبوت کا اقرار کرلینا اس کے مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے جب تک وہ ان تمام احکامِ اسلام پر عمل کرنے کا التزام نہ کرے (اس وقت مسلمان نہ ہوگا)

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛۔تم میں سے کوئی (اس وقت تک) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی طبعی خواہشات (اور نفس کے تقاضے) میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں (مشکوۃ)،،لہذا اب ایمان کی حقیقت یہ ہوئی۔

1. ان تمام عقائد واحکام کی تصدیق کرنا اوران کودل سے ماننا جورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔
2. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے تمام احکامِ شریعت کی پابندی اپنے ذمہ لینا اور قبول کرنا۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے علاوہ باقی تمام مذاہب وادیان سے بےتعلقی اور بیزاری کا اعلان کرنا۔

قرآن پاک میں اللہ وحدہ لاشریک لہ کا ارشاد پاک ہے۔

یاایھا الذین آمَنوا آمِنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ

www.besturdubooks.net

وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضللاً بعید) (سورۃ النسآء)

ترجمہ: ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا (ترجمہ، شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ تفاسیر

❶ اے ایمان والو! (یعنی جو مجملاً ایمان لا کر اس زمرہ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں) تم (عقائد ضروریہ کی تفصیل سن لو کہ) اعتقاد رکھو اللہ کی (ذات وصفات کے) ساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت) کے ساتھ اور اس کی کتاب (کے حق ہونے) کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالی نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمائی اور ان کتابوں (کے حق ہونے) کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتب سابقہ پر ایمان لانے میں ملائکۃ اور باقی انبیاء علیہم السلام اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا بھی داخل ہو گیا) اور جو شخص اللہ (کی ذات یا صفات) کا انکار کرے اور (اس طرح جو) اس کے فرشتوں کا (انکار کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کا (انکار کرے جس میں قرآن بھی آ گیا) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کا (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں انکار کرے) اور (اسی طرح جو) روزِ قیامت کا (انکار کرے) تو وہ شخص گمراہی میں (حق یعنی علم واقعی سے اور مقصد

www.besturdubooks.net

یعنی نجات سے بھی) بڑی دور جا پڑا (بیان القرآن)

❷ جو لوگ پہلے فرائض پورے کر چکے ہیں۔ انہیں حکم ہے کہ خدا تعالی کے احکام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق بھی ضرور کریں۔ یعنی جو شرع قانون کی آپؐ نے فرمائی ہے اس کا اتباع کریں اس کتاب کی اور جو کتابیں پہلے نازل ہو چکی ہیں ان سب کی تعظیم کریں (ومن یکفر باللہ۔ الآیۃ) یہ جو شخص قانون الٰہی اور فرائض انسانیت سے مبرا ہو۔ وہ اگرچہ اعلی درجہ کا عقلمند اور فلاسفر کہلائے لیکن وہ اعلی درجہ کا بد اخلاق ہوگا۔ اس کو شریف کہنا ہی غلط ہے۔ پرانے زمانہ کے فلاسفروں کا عموماً یہی حال ہے (قرآن عزیزی محشی۔ امام العلماء، راس الاتقیاء، مجاھد فی سبیل اللہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاھوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ص،،۱۵۸)

❸ **یاایھا الذین آمنوا**۔ آیت میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو کلمہ اسلام پڑھ کر اجمالاً تو ایمان لا چکے ہیں اور اسی لئے لقب مومنین سے مشرف ہیں اور ان ہی کو تاکید ہو رہی ہے کہ تفصیل کے ساتھ ایمانیات کے ایک ایک جز پر اپنا عقیدہ مضبوط کریں۔ **آمنوا باللہ**۔ یعنی اللہ کی ذات وصفات پر اس کی توحید کے تضمنات پر بالتفصیل ایمان لاؤ۔ **ورسولہ**۔ رسولؐ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی شریعت کے ہر ہر جز کو بے چوں و چرا مان لیا جائے۔
الکتاب الذی انزل من قبل۔ مراد یہاں جنس کتاب ہے یعنی ان کتابوں پر ایمان لایا جائے جو قرآن سے پہلے نازل ہو چکی ہیں (تفسیر ماجدی)

❹ المراد بہ جنس ما انزل علی الانبیاء قبلہ من الکتاب (کشاف)

مراد وہ تمام کتابیں ہیں جو اس قرآن سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔

www.besturdubooks.net

⑤ نزلت فی جمیع المؤمنین والمعنی یاایھا الذین صدقوا اقیموا علی تصدیقکم واثبتوا علیہ (التفسیر الجامع لاحکام القرآن القرطبی الجزء الثالث)

ترجمہ: (آیت یاایھا الذین امنوا) تمام مؤمنین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ معنی اس کا یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو (اللہ پر ایمان لاکر) تصدیق کرچکے ہوں تو اپنی تصدیق پر قائم اور پکے مضبوط رہو۔

⑥ یاایھا الذین آمنو بحسب الاستدلالات الجملیۃ آمنوا بحسب الدلائل التفصیلیۃ (التفسیر الکبیر للامام فخر الرازیؒ)

⑦ ان میں سے ہر ہر عقیدہ پر فرداً فرداً ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک عقیدہ سے بھی انکار دائرہ اسلام سے خارج کردینے کے لئے کافی ہے۔ لفظ واو یہاں چار جگہ لفظ او کے معنی میں ہے۔ **یکفر باللہ**۔ اللہ کی ذات سے انکار کی طرح اس کی صفات سے انکار بھی داخل کفر ہے۔ **وملائکتہ**۔ بجائے فرشتوں کے جاہلی قوموں کی طرح دیوتاؤں کو ماننا فرشتوں ہی سے کفر کی ایک شکل ہے۔ **وکتبہ**۔ جاہلی مشرک قومیں چونکہ عقیدہ وحی سے محروم ہیں اس لئے کتب آسمانی کی بھی قائل نہیں۔۔ **ورسلہ** ۔ بجائے پیغمبروں کے اوتاروں یا خدا کے مظہروں کو ماننا رسولوں سے کفر کرنا ہے (تفسیر ماجدی)

⑧ اللہ، رسول اور کتاب وغیرہ پر ایمان کی تاکید۔ کہ اے مسلمانو! تم خدا پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل کی گئیں ہیں سب پر ایمان رکھو (کیونکہ یہ مقتضا ہے انصاف اور شہادت دینے کا) اور (یہ یاد رکھو کہ) جو کوئی خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت (ان سب کا یا ان

www.besturdubooks.net

میں سے کسی ایک) کا انکار کرے (خواہ کلاً یا جزءاً) تو وہ سیدھے راستہ سے بہت دور ہٹ گیا (تفسیر حل القرآن للعلامہ حبیب احمد کیرانوی۔ ج۔ا۔ص ۲۷۶)

۹ ارکان ایمان ؛ یعنی جو اسلام قبول کرے اس کو ضروری ہے کہ اللہ تعالی کے تمام حکموں پر دل سے یقین لائے اس کے ارشادات میں سے اگر کسی ایک ارشاد پر بھی یقین نہ لائے گا تو وہ مسلمان نہیں ۔صرف ظاہر اور زبانی بات کا اعتبار نہیں (تفسیر عثمانی)

۱۰ اصول ایمان اس میں اصول ایمان بتائے ہیں ان چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں ۔حدیث جبرئیل میں تقدیر پر ایمان لانے کو بھی اصول ایمان میں شامل فرمایا ہے ۔ جب کوئی شخص ان چیزوں پر ایمان لائے گا تو آگے سارے دین پر ایمان لانا لازم ہو جائے گا کیونکہ سارا دین اللہ نے اپنی کتاب میں خود بتایا ہے یا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بتایا ہے جو بھی کسی چیز کا اللہ اور اس کے رسولؑ کی بتائی ہوئی چیزوں میں منکر ہوگا وہ کافر ہوگا اور ان چیزوں کا انکار بہت بڑی گمراہی ہے (تفسیر انوار البیان فی کشف اسرار القرآن) (بحوالہ حقیقت ایمان)

افتراقِ امت اور صراطِ مستقیم

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہی نجات پائیں گے

عن عبد اللہ بن عمر و قال قال رسول اللہ ﷺ لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذوا النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفرق امتی علی ثلاث

www.besturdubooks.net

وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ماانا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایۃ احمدوابی داودعن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لایبقی منہ عرق ولا مفصل الادخلہ(مشکوۃ ترمذی ابوداودمسنداحمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا۔ بلاشبہ میری امت پر ایک ایسازمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا (اور دونوں میں ایسی مماثلت ہوگی) جیسا کہ دونوں جوتے بالکل برابر اور ٹھیک ہوتے ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگرکسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا ہی کریں گے۔اور بنی اسرائیل بہتر۔ ۷۲۔فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھےلیکن میری امت تہتر۔ ۷۳۔فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی اوران میں ایک کےعلاوہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔صحابہؓ نے عرض کیایارسول اللہؐ وہ کون ہونگے؟فرمایاجومیرے اورمیرے صحابہ کے راستے پرچلیں گے(جامع ترمذی)اوراحمدابوداود نے جوروایت حضرت معاویہؓ سے نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ بہتر (۷۲) گروہ دوزخ میں جائیں گےاورایک گروہ جنت میں جائے گا۔اورجنتی گروہ جماعت ہےاورمیری امت میں کئی فرقے پیداہوں گے جن میں خواہشات (یعنی عقائد واعمال میں بدعات)اسی طرح سرایت کرجائیں گی جس طرح ہڑک والے میں ہڑک سرایت کرجاتی ہے کہ کوئی رگ اورکوئی جوڑااس سے باقی نہیں رہتا۔

تشریح: بنی اسرائیل اوراس امت کی مماثلت کوجوتوں کی برابری سے تشبیہ دی گئی

www.besturdubooks.net

ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے لوگ اپنے زمانہ میں بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے تھے اسی طرح ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جب اس امت کے لوگ بھی بالکل بنی اسرائیل کی طرح ہوجائیں گے اوران کے عقائدواعمال میں ان سے بالکل مطابقت ہوجائے گی۔

حدیث کے آخر میں جنتی گروہ کو جماعت کہا گیا ہے۔اس سے مراداہل علم ومعرفت اوراصحاب فقہ حضرات ہیں کہ ان کو جماعت کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ یہ حضرات کلمہ حق پر جمع ہوں گے اوردین شریعت پر متفق ہوں گے (حقیقت ایمان)

یادرہے کہ یہاں جو گروہ جماعت کو کہا گیا ہے جو نجات پائے گا جنت میں داخل ہوگا مرادوہ حضرات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ،، **ما انا علیه واصحابی** ،، پر عمل کرنے والے ہوں۔مطلق جماعت مراد نہیں۔اللہ ہم سب کوصراط مستقیم پر چلاکراستقامت نصیب فرمائیں۔

صحابہ کرام کی ایمان سے محبت اورکفر سے نفرت

ارشادخداوندی ہے۔

ولکن الله حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم وکره الیکم الکفر (سورة الحجرات)

ترجمہ: اور اللہ تعالی نے محبت ڈال دی تمہارے دلوں میں ایمان کی اور کھبادیا (داخل کردیا) اس کوتمہارے دلوں میں اورنفرت ڈال دی تمہارے دلوں میں کفر کی۔

دوسری جگہ صحابہ کرام کے بارے میں ارشادخداوندی ہے۔**اولئك کتب فی قلوبهم الایمان**۔،ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان۔

www.besturdubooks.net

یعنی ایمان انکے دلوں میں جمادیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کردیا (تفسیر عثمانی)

ایمان اور اسلام میں فرق

لغت میں ایمان کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا۔ ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا بھی قلب اور سب اعضاء وجوارح ۔لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محض دل میں تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار نہ کرے۔ اسی طرح زبان سے تصدیق کا اظہار یا فرمانبرداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک دل میں اللہ اور اس کے رسولؑ کی تصدیق نہ ہو۔

حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایمان اور اسلام کی مسافت ایک ہے فرق صرف ابتداء وانتہاء میں ہے، یعنی ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہری عمل پر پہنچ کر مکمل ہوتا ہے، اور اسلام ظاہری عمل سے شروع ہوتا ہے اور قلب پر پہنچ کر مکمل سمجھا جاتا ہے۔ اگر تصدیق قلبی ظاہری اقرار واطاعت تک نہ پہنچے وہ تصدیق ایمان معتبر نہیں۔ اسی طرح اگر ظاہری اطاعت واقرار تصدیق قلبی تک نہ پہنچے تو وہ اسلام معتبر نہیں۔

اصطلاح شرع میں خبر رسول کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔

لفظ غیب لغت میں ایسی چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جو نہ بدیہی طور پر انسان

www.besturdubooks.net

کومعلوم ہوں اور نہ انسان کے حواس خمسہ اس کا پتہ لگا سکیں۔یعنی نہ وہ آنکھ سے نظر آئیں،نہ کان سے سنائی دیں،نہ ناک سے سونگھ کر یا زبان سے چکھ کر ان کا علم ہو سکے،اور نہ ہاتھ سے چھو کر ان کو معلوم کیا جا سکے(معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ،گلدستہ تفاسیر)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،،متکلمین،،امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ،،امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ،،**الایمان هو التصديق بالقلب**،،ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے یعنی بسیط ہے۔

اقرار وعمل کے لئے کہتے ہیں ،،**الاقرار باللسان شرط لاجراء الاحکام ،والعمل بالارکان نتیجة التصدیق وثمرة الایمان**

نفس ایمان تو تصدیق قلبی کا نام ہے،باقی زبان سے اقرار احکام شرعیہ کے لاگو کرنے کے لئے شرط ہے۔اعضاء وجوارح سے عمل صادر ہونا اسی تصدیق وایمان کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔اجراء احکام کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا،نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ(گلدستہ تفاسیر)

خلاصہ یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے ایمان اور اسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن اور حدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان اور اسلام میں فرق کا ذکر بھی ہے مگر شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔

ایمان واسلام کی باہمی نسبت

امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ ایمان اور اسلام کے درمیان کیا نسبت ہے؟ ترادف وتساوی ہے یا عموم وخصوص؟ تحقیق یہ ہے کہ نسبت بیان کرنے کے لئے دونوں کا مفہوم متعین کرنا ضروری ہے۔اگر ایمان سے مراد ایمان کامل لیا جائے اور اسلام سے بھی اسلام کامل مراد لیا جائے تو اس صورت

www.besturdubooks.net

میں ترادف یعنی تساوی کی نسبت ہوگی جیسا کہ آئمہ ثلاثہ، حضرات، محدثین نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے اور ان حضرات کا مستدل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

فاخرجنا من كان فيها من المؤمنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين (الآية)

اسی بستی میں بالاتفاق ایک ہی گھر مسلمانوں کا تھا یعنی حضرت لوط علیہ السلام کا گھرانہ، انہیں کو مومن کہا اور انہیں کو مسلم بھی کہا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان میں ترادف و توارد ہے۔

اور اگر ایمان کی تعریف کی جائے ،،**هو الانقياد الباطنی بشرط الانقياد الظاهری** ،،اور اسلام کی تعریف کی جائے،،**هو الانقياد الظاهری بشرط الانقياد الباطنی**؛ تو اس صورت میں تلازم و تساوی کی نسبت ہوگی۔

اور اگر ایمان سے مراد لیا جائے تو صرف تصدیق قلبی یعنی انقیاد باطنی اور اسلام سے مراد لیا جائے مطلق انقیاد و اطاعت خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا جوارح سے تو عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ اسلام عام ہوگا اور ایمان خاص۔

اور اگر ایمان سے مراد لیا جائے صرف انقیاد باطنی اور اسلام سے صرف انقیاد ظاہری تو اس صورت میں اختلاف و تبائن کی نسبت ہوگی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم (الآية)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے بعضے مومن ہونگے مسلم نہ ہونگے۔ مثلاً دل میں تصدیق

www.besturdubooks.net

آئی اور اظہار کرنے کا موقع نہ ملا انتقال ہوگیا تو ایسا شخص مومن ہے (عند اللہ) مسلمان نہیں اور ایک شخص جو زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل میں تصدیق نہیں تو ایسا شخص مسلم ہے مومن نہیں جیسے منافق۔اور ایک وہ شخص ہے جو مومن بھی ہے اور مسلم بھی جیسے صحابہ کرامؓ اور ہر مخلص مومن۔

پس ایمان واسلام میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔اس صورت میں ایک مادہ اجتماع کا ہوگا اور دو مادے افتراق کے جیسا کہ مثال سے ظاہر ہے۔ بہت سے محققین نے اسی کو راجح قرار دیا ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،، **والحق ان بینھما عموماً وخصوصاً من وجہ (عمدہ، جلد اول، صفحہ ۱۰۹)** حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان واسلام کے شرعی استعمال کے متعلق ایک کلیہ بیان کیا ہے جو نہایت قیمتی اور آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔فرماتے ہیں۔

الاسلام والایمان کاسمی الفقیر والمسکین اذا اجتمعا تفرقا واذا تفرقا اجتمعا

پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں (ایمان واسلام) میں بلاشبہ فرق ہے حقیقت لغویہ کے رو سے بھی اور حقیقت شرعیہ کے رو سے بھی۔

حقیقت لغویہ کے رو سے جیسا کہ آیت کریمہ،، **قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا** ۔سے ظاہر ہے اور حقیقت شرعیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دعا جو نماز جنازہ کے سلسلہ میں کتب حدیث میں موجود ہے قابل لحاظ ہے، چنانچہ **(اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان)** میں زندہ رہنے والوں کے لئے اسلام (جو انقیاد ظاہر واعمال جوارح سے عبارت ہے) کی توفیق کے لئے دعا اور مرنے والوں کے لئے توفی علی الایمان کی دعا دونوں الفاظ کے باہمی فرق ونسبت کو بخوبی

www.besturdubooks.net

واضح کررہی ہے اگرچہ ایک کا اطلاق دوسرے پراوراستعمال ثابت ہے۔**واللہ اعلم وعلمہ اتم (نصر الباری شرح اردو بخاری۔ص،۱۸۲تا۱۸۳)**

باب۔کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

ارشاد خداوندی ہے۔

اٰمن الرسول بمآ انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احدمن رسلہ(سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: رسولوں پر جو احکام نازل ہوئے وہ اس پر ایمان لائے اور مومنین بھی؛ تمام ایمان لائے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے۔

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان جبریل قال للنبی ﷺ حدثنی ماالایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتاب والنبیین وتؤمن بالموت وبالحیاۃ بعد الموت وتؤمن بالجنۃ والنار والحساب والمیزان وتؤمن بالقدر کلہ خیرہ وشرہ قال فاذا فعلت ذلک فقد اٰمنت قال اذا فعلت ذلک فقد آمنت(وھو قطعۃ من حدیث طویل)(رواہ احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا مجھے بتائیے ایمان کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:؛ ایمان (کی تفصیل) یہ ہے کہ تم اللہ تعالی ،آخرت کے دن،فرشتوں، اللہ تعالی کی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ۔مرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔جنت،دوزخ،حساب اور اعمال کے ترازو پر ایمان لاؤ۔اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔حضرت جبریل علیہ السلام نے

عرض کیا جب میں ان تمام باتوں پر ایمان لے آیا تو (کیا) میں ایمان والا ہو گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم ان چیزوں پر ایمان لے آئے تو تم ایمان والے بن گئے (مسند احمد)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ قال الایمان ان تؤمن باللّٰہ وملائکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں کو اور (آخرت میں) اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اور اس کے رسولوں کو حق جانو اور حق مانو (اور مرنے کے بعد دوبارہ) اٹھائے جانے کو حق جانو اور حق مانو (بخاری)

حدیث جبریل علیہ السلام

1 حدثنا مسدد قال حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم اخبرنا ابو حیان التیمی عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ (رضی اللہ عنہ) قال کان النبی ﷺ بارزا یوما للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تؤمن باللّٰہ وملائکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث قال ما الاسلام وقال الاسلام ان تعبد اللّٰہ ولا تشرک بہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال متی الساعۃ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل وساخبرک عن اشراطھا اذا ولدت الامۃ ربتھا واذا تطاول رعاۃ الابل البھم فی البنیان فی خمس

لایعلمهن الا الله ثم تلا النبی ﷺ ان الله عندہ علم الساعة (الآیة) ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئا فقال هذا جبریل جاء یعلم الناس دینهم قال ابو عبد الله جعل ذلک کله من الایمان (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ مجمع عام میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے اور اس کے رسولوں اور دوبارہ جی اٹھنے پر یقین رکھو۔ اس نے سوال کیا اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ مفروضہ کو ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے سوال کیا احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور نہ ہو سکے کہ اسے دیکھ رہے ہو تو (یہ سمجھو کہ ضرور) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے کہا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے تم پوچھ رہے ہو وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جننے لگے اور کالے اونٹوں کے چرواہے لمبی لمبی عمارتوں کے بنانے میں تفاخر کرنے لگیں (بڑے امیر بن جائیں اور لمبی لمبی عمارتوں کے بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں) قیامت کا وقت متعین غیب کی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ ﷺ نے (سورہ لقمان) کی یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ **ان الله**

عندہ علم الساعۃ الخ، بے شک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی؟ پھر وہ شخص چلا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو واپس لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبریلؑ تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے۔

ابوعبداللہ بخاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام باتوں کو ایمان کامل کا جزء قرار دیا۔ (بخاری)

❷ (وفی روایت مسلم والمشکوۃ) عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیہ اثر السفر ولایعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی ﷺ فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یامحمد اخبرنی عن السلام قال الاسلام ان تشھد ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہ یسئلہ ویصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ماالمسئول عنھا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتھا قال ان تلد الامۃ ربتھا وان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی یاعمر اتدری من السائل

قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ جبریل اتاکم یعلمکم دینکم (رواہ مسلم ومشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبکہ آیا ہم پر ایک آدمی بہت سفید کپڑوں والا اور بہت کالے بالوں والا جس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور ہم میں سے بھی اس کو کوئی نہ پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ بیٹھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پس ٹیک دیئے اس نے اپنے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کی طرف اور اس نے اپنی ہتھیلیاں رکھ دیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانوں پر اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتائیں اسلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر اور تو زکوۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھ اور تو حج کر بیت اللہ کا اگر طاقت رکھتا ہے اس کی طرف راستہ کی۔ تو وہ بولا کہ آپ نے سچ کہا۔ پس ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر بولا کہ آپ بتائیں مجھے ایمان کے متعلق۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (ایمان یہ ہے) کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر تو وہ بولا کہ آپ نے سچ کہا۔ پھر بولا کہ آپ مجھے احسان کے متعلق بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس طرح گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے پس بیشک اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر بولا کہ قیامت کے بارے میں بتائیں (یعنی کب آئے

گی) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے متعلق مسئول (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سائل (جبریل) سے زیادہ نہیں جانتا ؛ پھر بولا کہ آپ مجھے پھر اس کی نشانیوں کے متعلق بتادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (۱) جنے گی باندی اپنے آقا کو (یعنی اولاد نافرمان ہوگی) (۲) اور تو دیکھے گا ننگے پاوں والوں کو اور ننگے جسم والوں اور محتاجوں کو اور بکریاں چرانے والوں کو کہ فخر کریں گے (اونچی اونچی) عمارتیں بنانے میں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ پس میں تھوڑی دیر وہاں رہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عمر کیا تو جانتا ہے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس بیشک یہ جبریل (علیہ السلام) تھے آئے تھے تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے۔ (مسلم و مشکوۃ)

ایمان، دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں) ان میں کوئی چیز بھی دوسرے کے بغیر مقبول نہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر، اور اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے رسولوں اور جنت ودوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب وکتاب کے لئے) زندہ ہونا ہے، یہ ایک بات ہوئی۔ اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔، پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لئے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی

عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا، اور نہ نماز و زکوٰۃ۔ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کر لئے، اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ، اور روزے کچھ قبول نہیں۔ قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکنِ اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کے لئے کافی نہ ہوں گے (اُسوہ رسول اکرمؐ)

اسلامِ کامل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا؛ کہ اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بُری بات سے روکا کرو (گھر میں آکر) گھر والوں کو سلام کیا کرو، جو شخص ان باتوں میں کوئی بات نہیں کرتا وہ اسلام کا ایک جزء ناقص کرتا ہے (یعنی کامل اسلام پر عمل نہیں کرتا) اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے تو اسلام سے پشت ہی پھیر لی (حاکم، ترجمان السنہ۔ بحوالہ اسوہ رسول اکرمؐ)

ایمان اور اسلام کا خلاصہ

حضرت تمیم داری ضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا؛،، دین نام ہے خلوص اور وفاداری کا، ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ (معارف الحدیث، مسلم، اسوہ رسول اکرمؐ)

ایمان کا آخری درجہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ **من رءیٰ منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان (مسلم)**

جو کوئی تم میں سے کوئی بُری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے بُرا سمجھے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین (ادنیٰ) درجہ ہے (مسلم، معارف الحدیث، اسوہ رسول اکرمؐ)

ایمان، اسلام، احسان کی ترتیب

اول درجہ ایمان کا ہے جس پر نجات کا مدار ہے، ایمان کے بعد دوسرا درجہ اسلام کا ہے جس پر کامل نجات موقوف ہے۔ ایمان خلود نار سے بچاتا ہے اور اسلام مطلقاً دخول ہی سے نجات دیتا ہے تو خلود سے نجات اول درجہ ہے اور دخول سے نجات دوسرا درجہ ہے، اس کے بعد رفع درجات کا آخری مرتبہ ہے جو احسان سے حاصل ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان و اسلام کے لئے احسان درجہ تکمیل ہے۔ لہٰذا ایمان و اسلام کے بعد احسان کا ذکر ہے۔ (نصر الباری)

① اللہ پر ایمان

قال ان تؤمن باللہ ای بتوحید ذاتہ وتفرید صفاتہ وبوجوب

وجودہ وبثبوت کرمہ وجودہ وسائر صفات کمالہ من مقتضیات جلالہ وجمالہ(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ص ۱۱۴)

اللہ تعالی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کو ذات وصفات میں یکتا سمجھے وہ اپنے وجود اور اپنی ذات وصفات میں ہر نقص وعیب سے پاک اور تمام کمالات سے متصف ہے۔کائنات کی ہر چیز اسی کے ارادہ ومشیت کی تابع ہے۔سب اسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔کائنات کے تصرفات اسی کے قبضہ وقدرت میں ہیں اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔

❷ فرشتوں پر ایمان

وملائکتہ معناہ اطلقت بالغلبۃ علی الجوھر العلویۃ النورانیۃ المبراۃعن الکدورات الجسمانیۃ وھی وسائط بین اللہ وبین انبیائہ وخاصۃ اصفیائہ وقال بعضھم ھی اجسام لطیفۃ نورانیۃ مقتدرۃ علی تشکلات مختلفۃ نعتقد بوجودھم تفصیلاً فیما علم اسمہ منھم ضرورۃ کجبریل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل واجمالاًفی غیرھم وانھم عبادمکرمون یسبحون اللیل والنہار لایفترون ولا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایومرون وان منھم کراماً کاتبین وحملۃ العرش المقربین وان لھم اجنحۃ مثنی وثلاث ورباع وانھم منزھون عن وصف الانوثۃ والذکورۃ(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ص۱۱٦)

فرشتوں پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اللہ رب العزت کی ایک مستقل نورانی مخلوق ہے۔وہ اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہو بجالاتے

ہیں اور جس کو جس کام پر اللہ تعالی نے مقرر کر دیا ہے وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس میں کوتاہی نہیں کرتے بلکہ تمام فرشتے حکم خداوندی کے اطاعت گزار ہیں۔

۴ رسولوں پر ایمان

ورسلہ بان تعرف انھم بلغوا ماانزل اللہ الیھم وانھم معصومون وتؤمن بوجودھم فیمن علم بنص او تواتر تفصیلاً وفی غیرھم اجمالاً (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج۱ ص۱۱۷) اول الرسل آدم وآخرھم محمد (کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۶۹) وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی (ترمذی)

رسولوں پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ہدایت اور انہیں اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ برگزیدہ انسانوں کو چن لیا انہیں رسول اور نبی کہتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالی کی خبریں رسولوں کے ذریعے ہی پہنچتی ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا لایا ہوا دین قیامت تک رہے گا (جو ختم نبوت کا منکر ہوگا وہ کافر ہوکر دائرہ اسلام سے خارج ہوگا، جیسے غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے پیروکار)

۵ کتابوں پر ایمان

وکتبہ ای ونعتقد بوجود کتبہ المنزلۃ علی رسولہ تفصیلاً

فیما علم یقیناً کالقرآن والتوراۃ والزبور والانجیل واجمالاً فیما عداہ وانہا منسوخۃ بالقرآن وانہ لایجوز علیہ نسخ ولاتحریف الی قیام الساعۃ لقولہ تعالی (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) (الحجر) (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج۱ص۱۱۷)

کتابوں پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کی معرفت بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے آسمانی ہدایت نامے عطا کیئے ان میں چار زیادہ مشہور ہیں۔تورات جو حضرت موسی علیہ السلام پر اتاری گئی، زبور جو حضرت داود علیہ السلام پر نازل کی گئی، انجیل جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔یہ آخری ہدایت نامہ ہے جو خدا تعالی کی طرف سے بندوں کے پاس بھیجا گیا۔

اب اس کی پیروی سارے انسانوں پر لازم ہے اور اس میں ساری انسانیت کی نجات ہے جو شخص اللہ تعالی کی اس آخری کتاب سے روگردانی کرے گا وہ ناکام اور نامراد ہوگا۔

⑤ قیامت پر ایمان

والیوم الآخر ای یوم القیامۃ لانہ آخر ایام الدنیا وذالک بان تؤمن بوجودہ وبما فیہ من البعث الجسمانی والحساب والجنۃ والنار وغیر ذلک مما جاءت بہ النصوص (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ص۱۱۸)

قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ساری دنیا ختم ہوجائے گی زمین وآسمان فنا ہوجائیں گے اس کے بعد اللہ تعالی سب کو زندہ کرے گا

اور اس دنیا میں لوگوں نے جو نیک عمل کیئے ہیں سب کا حساب وکتاب ہوگا میزان عدالت قائم ہوگی اور ہر شخص کی نیکیاں اور بدیاں اس میں تولی جائیں گی جس شخص کے نیک عملوں کا پلہ بھاری ہوگا اسے اللہ تعالی کی خوشنودی کا پروانہ ملے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالی کی رضا اور قرب کے مقام میں رہے گا جس کو جنت کہتے ہیں اور جس شخص کی برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا اسے اللہ تعالی کی ناراضی کا پروانہ ملے گا اور وہ گرفتار ہوگا خدائی قید خانے میں جس کا نام جہنم ہے سزا پائے گا اور کافر اور بے ایمان لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔ دنیا میں جس شخص نے کسی دوسرے پر ظلم کیا ہوگا اس سے رشوت لی ہوگی، اس کا مال ناحق کھایا ہوگا، اس کے ساتھ بدزبانی کی ہوگی یا اس کی بے آبروئی کی ہوگی، غرض یہ جس قسم کا گناہ کیا ہوگا، تو کل قیامت کے دن اس کا بھی حساب ہوگا، اور مظلوم کو ظالم سے پورا پورا بدلا دلایا جائے گا۔ الغرض اللہ تعالی کے انصاف کے دن کا نام قیامت ہے جس میں نیک وبد کو چھانٹ دیا جائے گا ہر شخص کو اپنی پوری زندگی کا حساب چکانا ہوگا اور کسی پر ذرا برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ جیسے ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ قیامت کے دن کوئی شخص اس وقت تک اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹا سکے گا کہ جب تک اس سے یہ پانچ سوال نہ کیے جائیں۔

❶ مال کیسے کمایا تھا ❷ مال کہاں اور کیسے خرچ کیا تھا؟ ❸ زندگی کیسی گزاری تھی؟ ❹ جوانی کو کس مشغلے میں خرچ کیا ہے؟ ❺ اپنے علم پر کتنا عمل کیا ہے؟

باب۔تقدیر سے متعلق بحث پر۔

اس باب میں تقدیر کیا ہے۔تقدیر پر ایمان ایمانیات میں سے ہے،تقدیر کی قسمیں،قلم نے سب سے پہلے کیا لکھا ہے،انسان پر چھ حالات،اور مسلمان و کافر کی زندگی میں بنیادی فرق وغیرہ کے حوالے سے کچھ باتیں پیش خدمت ہیں۔

❻ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان

خیرہ وشرہ ای نفعہ وضرہ وزید فی روایۃ وحلوہ ومرہ والمعنیٰ تعتقد ان اللہ تعالیٰ قدر الخیر والشر قبل خلق الخلائق وان جمیع الکائنات متعلق بقضاء اللہ مربط بقدرہ قال اللہ تعالیٰ قل کل من عنداللہ وھو مریدلھا ثم القضاء ھو الحکم بنظام جمیع الموجودات علی ترتیب خاص فی ام الکتاب اولاً ثم فی اللوح المحفوظ ثانیاً علی سبیل الاجمال والقدر تعلق الارادۃ بالاشیاء فی اوقاتھا وھو تفصیل قضائہ السابق بایجادھا ھذا تحقیق کلام القاضی (مرقاۃ شرح المشکوۃ ج۱ص۱۱۹)

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کارخانہ عالم آپنے آپ سے نہیں چل رہا بلکہ ایک علیم وحکیم ہستی اس کو چلا رہی ہے۔اس کائنات میں جو خوشگوار یا ناگوار واقعات پیش آتے ہیں وہ سب اس کے ارادہ ومشیت اور قدرت وحکمت سے پیش آتے ہیں۔کائنات کے ذرہ ذرہ کے تمام حالات اس علیم وخبیر کے علم میں ہیں اور کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو جو پیش آنے والے تھے لوح محفوظ میں لکھ لیا تھا۔بس اس کائنات میں جو کچھ بھی وقوع میں آرہا ہے وہ اسی علم ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے۔نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش

آرہا ہے۔ الغرض کائنات کا جونظام حق تعالیٰ شانہ نے ازل ہی سے تجویز کررکھا تھا یہ کائنات اس طے شدہ نظام کے مطابق چل رہی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ ج ا۔ص ۱۱۵ تا ۱۱۸،،، آپ کے مسائل اوران کا حل۔ ج ا۔ص ۵۲ تا ۵۳)

تقدیر پرایمان کی کچھ تفصیل

قدر (تقدیر) کے لغوی معنی ہیں۔ اندازہ کرنا، مقرر کرنا۔ (**انا کل شئی خلقناہ بقدر (قمر،۴۹)** بے شک ہم نے ہر چیز کو (ایک) اندازے سے پیدا کیا۔

اصطلاحی تعریف۔

تقدیر بان یجعلها علی مقدار مخصوص ووجه مخصوص حسبما اقتضت الحکمة

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک خاص مقدار (جسم وحجم) اور خاص ہیئت وشکل میں عین حکمت کے تقاضے کے مطابق پیدا فرماتے ہیں۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوقات کے پیدا فرمانے سے پہلے ان کی تقدیروں، حالات، زمانوں اور کیفیات کا علم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم سابق جو عالم علوی یا سفلی کو محیط تھا کے مطابق تمام مخلوقات کی عمریں، زمانہ، وجود وفناء، اعمال وکسب، شکل وعقل سب کچھ لکھوادیا۔ اِس لوح محفوظ میں لکھے فیصلے کا نام تقدیر ہے۔

تقدیر کی اقسام

تقدیر کی دوقسمیں ہیں ❶ تقدیر مبرم۔ یہ وہ ہوتی ہے جو اٹل ہو جس میں کسی قسم

کی تبدیلی کسی نیک عمل اور دعاء کی وجہ سے ممکن نہ ہو بلکہ جو تقدیر میں لکھا ہو وہ ہوکر رہے۔ مثلاً آپ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کے لئے سینکڑوں تدابیر اختیار کریں پھر بھی اس کے خلاف ہو تو یہ تقدیر مبرم کہلاتی ہے جیسے موت، زندگی، اولاد، رشتے ناطے، رزق وغیرہ۔ ❷ تقدیر معلق۔ یہ وہ تقدیر ہوتی ہے جس میں تبدیلی کسی نیک عمل یا دعاء کی وجہ سے ممکن ہو۔ جیسے حدیث پاک میں آتا ہے۔ الصدقة ردالبلاء۔ کہ صدقہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں یا ماں باپ کی دعاء وغیر ذالک۔ (دین اسلام نے تقدیر میں بحث اور غور وفکر کرنے سے منع کیا ہے اس لئے کہ یہ گمراہی کا سبب اور ذریعہ ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ تقدیر کی بحث ہماری عقلوں میں آنے والی نہیں اور نہ ہی ہماری عقلیں تقدیر کو سمجھنے کا ادراک کرسکتی ہیں۔ بس اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا ضروری بلکہ ایمان کا حصہ ہے۔

تقدیر کا ماننا شرط ایمان ہے

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا؛ کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں، یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں، یا مصیبتوں یا تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو لوٹا دیتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ؛ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ (مسجد نبوی

میں بیٹھے) قضاء وقدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کررہے تھے۔ کہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آئے (اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا) تو آپ بہت برا فروختہ اور غضبناک ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا؛ کیا تم کو یہی حکم دیا گیا ہے؛ کیا میں تمہارے لئے یہی پیام لایا ہوں (کہ تم قضاء وقدر کے جیسے اہم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو) خبردار! تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنالیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت و بحث نہ کیا کرو (ترمذی، معارف الحدیث، اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ دوزخ کا اور جنت کا لکھا جاچکا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ میں یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہوچکی ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو ہم اپنے اس لکھی ہوئی تقدیر پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں اور محنت وعمل نہ چھوڑ دیں (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم محنت وعمل کی مشقت اور تکلیف کیوں اٹھا کر سر لیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں، عمل کیے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بدبختی والے اعمال بد ہی کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی؛

فامامن اعطی واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہُ للیسریٰ واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہُ للعسریٰ (سورہ لیل) معارف الحدیث)

سوجس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے اسانی میں۔ اور جس نے نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو، سوہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے سختی میں۔

کسی کام کے ہوجانے کے بعد اِس قول کی ممانعت ہے کہ، کاش میں یوں نہ کرتا یوں کرتا،، فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے؛ جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا، جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ ہوگا (زادالمعاد، بحوالہ اسوہ رسول اکرمؐ)

اس لئے تقدیر کے نازک مسئلے میں بحث وگفتگو سے قطعاً اجتناب کیجئے۔ بس جو معاملہ احتیاط کے باوجود درپیش ہوا اسے تقدیر الٰہی سمجھ کر صبر سے کام لینے میں ہی کامیابی ہے۔ وگرنہ ہماری باتوں سے سوائے اپنے اعمال کو ضایع کرنے کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا جو ہورہا ہے وہ بھی اللہ ہی کے حکم اور اجازت سے ہورہا ہے اور آئندہ بھی جو ہوگا وہ بھی اللہ ہی حکم اور اجازت سے ہوگا۔ بالفاظ دیگر،، ہوگا وہی جو منظور خدا ہوگا۔

علما نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بیمار فوت ہوجائے اور فوت ہونے کے بعد اہل خانہ یہ کہے کہ کاش اگر فلاں ہسپتال ، یا فلاں ڈاکٹر کے پاس لے جاتے تو شاید بچ جاتا، یا فلاں جگہ نہ جاتے تو یوں نہ ہوتا۔ تو اس قسم کی گفتگو اور مباحثہ کرنا کفریہ باتیں ہیں۔ کیا یہ لوگ اللہ کی تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ **اذا جاء**

اجلھم لایستاخرون ساعۃً ولا یستقدمون۔ جب آ جائے (ذی روح میں سے کسی کا) وقت اجل (یعنی موت کا وقتِ مقررہ) تو ایک سیکنڈ وہ موت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان جب تک اپنا رزق پورا نہیں کرتا اس وقت تک اسے موت نہیں آتی۔ جب اپنا رزق پورا کر لے۔ چاہے وہ بیمار ہے یا بالکل صحت مند تو پھر ایک سیکنڈ بھی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جس انسان کی روح کا دنیا کے جس کونے میں نکلنا لکھا ہوتا ہے اسے وہیں پر پہنچ کر ہی موت آئے گی۔

قلم نے سب سے پہلے کیا لکھا؟

❶ حدیث قدسی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ مخلوقات میں سے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے لوح و قلم کو پیدا کیا تو اللہ تعالی نے قلم سے فرمایا لکھو۔ قلم نے لکھنا شروع کر دیا۔ لا الٰہ الا انا محمد رسولی۔ نہیں ہے میرے سوا کوئی معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے رسول ہیں۔ پھر قلم نے لکھا۔

من لم یستسلِم قضائی ولم یصبِر علیٰ بلائی ولم یشکر علیٰ نعمائی فلیطلب رباً سوائی

ترجمہ: جو میری تقدیر کو تسلیم نہیں کرتا (یعنی میری تقدیر پر راضی نہیں ہوتا) اور میری (طرف سے پہنچنے والی) مصیبتوں پر صبر نہیں کرتا۔ اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ پس اسے چاہیئے کہ وہ اپنے لئے میرے علاوہ کوئی اور الٰہ (خدا) طلب کرے (بنا لے) (میں اس کا رب ہی نہیں ہوں)

❷ **حدیث قدسی قیل اول شیئ کتبہ القلم علی اللوح المحفوظ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد**

عبدی ورسولی من استسلم لقضائی وصبر علی بلائی وشکر علی نعمائی ورضی بحکمی کتبتہ صدیقا وبعثتہ یوم القیمۃ مع الصیقین ومن لم یستسلم لقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علیٰ نعمائی ولم یرض بحکمی فلیختر الہاً سوائی وفی روایۃ لما امر اللہ القلم ان یکتب ماکان ومایکون الی الابد کتب علی سرادق العرش لاالٰہ الا اللہ ثم کتب کل قطرۃ نازلۃ من السماء وکل ورق نابت علی الأشجار وکل حبۃ نابتۃ فی الأرض وکل حصاۃ علی الأرض وکل رزق مقدر للخلائق (التاریخ الخمیس فی احوالِ انفس النفیس)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ قلم نے سب سے پہلے لوحِ محفوظ پر لکھا؛ شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں کوئی معبود نہیں سوا میرے، محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ جس نے میری قضا (تقدیر) کو تسلیم کرلیا اور میری بلاؤں پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکرادا کیا اور میرے حکم (فیصلے) پر راضی رہا میں (رب العالمین) اس کو صدیق لکھ دوں گا اور اس کو قیامت کے دن صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ اور جس نے میری تقدیر کو تسلیم نہیں کیا اور میری بلاؤں پر صبر نہیں کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا اور میرے حکم پر راضی نہ ہوا پس اس کو چاہیئے کہ میرے علاوہ کوئی اور خدا پسند کرلے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو کان وما یکون قیامت تک (چیزوں کے ہونے یعنی قیامت تک وجود میں آنے والی اشیاء کو) لکھنے کا حکم فرمایا۔ تو قلم نے عرش کے سامنے (پردوں پر) لکھا؛ لاالٰہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اس

(قلم) نے لکھا آسمان سے نازل ہونے والا ہر قطرہ اور ہر وہ پتہ جو اگتا ہے درختوں پر اور ہر وہ دانا جو اگنے والا ہے زمین میں اور ہر وہ کنکری جو زمین پر ہوگی اور مخلوق میں سے ہر ایک کے لئے اس کا مقدر، رزق (تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس)

۳ حدیث قدسی یاابن آدم خلقتک للعبادۃ فلاتلعب وقسمت لک رِزقک فلا تتعب ان انت رضیت بماقسمتہُ لک ارحت قلبَک وبدنک فکُنتَ عندی محموداً وان لم ترض بماقسمتُہُ لک فوعزتی وجلالی !لاُسلطن علیکَ الدُنیا ترکض فیھا رکض الوُحوش فی البریۃ فکنتَ عندی مذموماً ولم یکن انی والجن والانس فی نبإِعظیمِ اخلُقُ ویعبدغیری واَرزُقُ ویشکُرُ غیری من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی فلیلتمِس رباً سوائی (طبرانی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اے آدم کے بیٹے میں نے تجھے پیدا کیا اپنی بندگی کرنے کے لئے ۔لہذا تو کھیل ،کود میں نہ لگ۔ اور میں تقسیم کردی ہے تیرے لئے روزی ۔لہٰذا تو اپنے آپ کو نہ تھکا۔اگر تو راضی ہوگیا اس پر جو میں نے تیرے لئے تقسیم کیا ہے تو میں راحت عطا کروں گا تیرے دل کو اور تیرے جسم کو۔پھر تو میرے ہاں قابل تعریف بن جائے گا۔اور اگر تو راضی نہ ہوا اس رزق پر جو میں نے تیرے لئے تقسیم کیا ہے تو میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں ضرور بالضرور تجھ پر دنیا کو مسلط کردوں گا تو دنیا میں (دنیا کے پیچھے) ایسے بھاگتا رہے گا جیسا کہ جنگلی جانور جنگل میں دوڑتے رہتے ہیں۔پھر تو میرے ہاں قابل مذمت بن جائے گا۔بے شک میں اور جن وانس

ایک بڑی خبر میں ہیں۔میں پیدا کرتا ہوں اور وہ میرے غیر کی عبادت کرتا ہے۔اور میں رزق عطا کرتا ہوں اور وہ میرے غیر کا شکر ادا کرتا ہے۔(تو) جو شخص میرے فیصلے پر راضی نہ ہوا۔اور اس نے (میری طرف سے آنے والے) مصیبتوں پر صبر نہ کیا۔اسے چاہیئے کہ وہ میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کرلے۔(طبرانی)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور پیدا کیا یا قلم؟

سوال: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، پھر اس کو فرمایا: لکھ! سو جو کچھ آئندہ آخر تک ہونے والا تھا، وہ سب اس نے اللہ کے حکم سے لکھ دیا (ترمذی؛ ج ۲ ص؛ ۱۶۷)۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور پیدا کیا۔آپ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا کیا، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو؟

جواب: کتابیں دیکھنے کی تو فرصت نہیں، بظاہر ترمذی کی روایت راجح ہے، یعنی سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اور پھر اس کو تمام کائنات کے فیصلوں کے لکھنے کا حکم فرمایا، ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اول مخلوق ہونا بھی ہے۔

والحدیث علی الروایۃ الراجحۃ صریح فی ان القلم اوّل مخلوق ثم امر بأن یکتب کل شیٔ یکون(شرح عقیدۃ الطحاویۃ ص۲۹۵ طبع مکتبہ سلفیہ لاھور)

(آپ کے مسائل اور انکا حل، جلد نمبر ۱)

یعنی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات میں سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر اس قلم نے اللہ کے حکم سے آخر تک ہونے والا سب کچھ لکھا۔

قضاء وقدر میں فرق

ازل میں علم وحکم کلی اجمالی کا نام قضاء ہے اور اس کی تفصیلات وجزئیات کا نام قدر ہے۔

قضاء وقدر کا حکم

علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کا علم صرف اور صرف وحی (قرآن وسنت) سے حاصل ہوسکتا ہے اس کے جاننے میں عقل وخرد اور قیاس کا کوئی دخل نہیں۔ یہ اللہ کے اسرار میں سے ہے جو اس کو عقل سے جاننے کی کوشش کریگا تو ورطہ حیرت میں پڑ جائے گا یا گمراہ ہوجائے گا۔ اس لئے کہ تقدیر کا علم نہ کسی نبی مرسل کو ہے اور نہ ہی کسی مقرب فرشتے کو۔ انسان پر اچھی، بری تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔

مسئلہ۔ تقدیر میں بحث مباحثہ، مناظرہ، گفتگو اور کھود کرید منع ومضر ہے۔ بلکہ گمراہی کا بڑا سبب ہے۔ صرف تصدیق کرنا ضروری ہے۔

مقولہ۔ سیدنا علیؓ سے پوچھا گیا۔ **بین لنا فی القدر شیئا**۔ مسئلہ تقدیر کے بارے میں ہمیں کچھ بیان کیجئے!

جواب (طریق مظلم لاتسلکہ) یہ تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ رکھو۔ سائل نے دوبارہ پوچھا؛ تو فرمایا (بحر عمیق لاتردہ) یہ گہرا سمندر ہے اس میں نہ اتر۔ سہ بار سوال کیا! تو فرمایا (سر اللہ خفیہ علیک فلا تفتشہ) یہ اللہ کا راز ہے جو تجھ پر مخفی رکھا گیا اس کی چھان بین نہ کر۔

یہی اسلام وسلامتی کا راستہ ہے۔ راقم ! علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(واصل القدر سر الله فی خلقه لم یطلع علی ذالك ملك مقرب ولانبی مرسل)۔ تقدیر اللہ کا راز ہے اس کی مخلوق میں اس پر کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو اطلاع وعلم نہیں (انعامات المسلم شرح مسلم)

انسان پر چھ حالات

یہ دنیا ہمارے لئے تفریح گاہ نہیں، سیر گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں بلکہ یہ تو ہمارے لئے امتحان گاہ ہے۔ جو بھی انسان دنیا میں آتا ہے وہ ضرور ان چھ حالات میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔ خوشی، غمی، صحت، بیماری، نفع یا نقصان۔ یعنی ہر شخص پر ان چھ حالات میں سے کوئی نہ کوئی حالت ضرور ہوتی ہے۔ یا تو وہ خوشی کی حالت میں ہوگا یا پھر غمی اور پریشانی کی حالت میں۔ اسی طرح یا تو صحت ہوگی یا بیماری۔ اسی طرح کاروبار میں یا نفع ہوگا یا نقصان۔ مگر یہ سب کچھ امتحان ہے۔ یعنی یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا یعنی بدلے کی جگہ۔ یہاں جو کریں گے اس کا بدلہ ملے گا۔ تو اگر اچھا کریں گے تو، کل قیامت کے دن اچھا بدلہ ملے گا۔ اور اگر بُرا کریں گے تو کل قیامت کے دن بُرا ہی انجام ہوگا۔ تو یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وهم لایفتنون ولقدفتنا الذین من قبلهم فلیعلمن الله الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین (سورہ عنکبوت)

ا۔ ل۔ م۔ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ (جس کا صحیح معنی اللہ ہی جانتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے درمیان راز ہے۔ اور بعض کے

نزدیک۔ الف سے اللہ۔ ل، سے جبریل۔ م، محمدؐ مراد ہے۔ مگر اس کا صحیح ترجمہ،، اللہ اعلم ہی ہے)

آیٰت کا **ترجمہ:** کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ،، ہم ایمان لائے،، اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو اِن سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابت ھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ رٰجعون (بقرہ)

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ:،، ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔،، انہیں خوشخبری دے دو۔ اُن پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایت ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رَو ہیں۔

ہر نیک عمل پر ملنے والے اجر کے لئے کوئی نہ کوئی حد متعین اور مقرر ہے۔ مگر صبر کرنے والوں کو بے انتہا اور بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے۔ **انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔**

بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

تو یہ دنیا ہمارے لئے آزمائش کی جگہ ہے یہاں ضرور ہمارا امتحان لیا جاتا ہے حالات کی صورت میں کبھی اللہ تعالیٰ نے صحت، نفع اور خوشی کے حالات بھیجد یئے کہ میرا بندہ شکرادا کرتا ہے یا ناشکری۔تو اگر خوشی کے موقع پر شکرادا کیا تو امتحان میں کامیاب ورنہ ناکام۔اسی طرح کبھی نقصان، بیماری، غم اور پریشانی کے حالات بھیجد یے کہ میرا بندہ صبر سے کام لیتا ہے یا گلے شکوے، اُلٹی سیدھے باتیں کر کے بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔تو اگر صبر سے کام لیا تو امتحان میں کامیاب ورنہ ناکام۔اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیں جس حال میں رکھے ہم اُس حالت پر راضی ہو کر خوش رہیں۔ بلکہ حقیقت اور سچی بات تو یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو سینکڑوں سے بہتر حال میں رکھا ہے۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ دنیاوی اعتبار سے اپنے سے نیچے والوں کی طرف دیکھیں (کہ فلاں آدمی معذور ہے، بیکاری ہے۔کاروبار نہیں۔ پریشان حال ہے میں اُس سے کافی بہتر ہوں) تو شکرادا کرنے کا موقع ملے گا۔اور دین کے اعتبار سے اپنے سے اوپر والے کی طرف دیکھو کہ (فلاں اادمی اتنے اچھے اعمال کرتا ہے تو میں) اس سے بڑھ چڑھ کر اچھے اعمال کرں گا تو اس میں بھی کامیابی ہے۔

مسلمان اور کافر کی زندگی میں بنیادی فرق

مومن اور کافر کی زندگی میں بنیادی طور پر یہی فرق ہوتا ہے کہ مومن کی زندگی ایمان کی زندگی ہوتی ہے اور کافر کی زندگی مشاہدے کی زندگی ہوتی ہے۔مومن کو اللہ کے وعدوں پر بھروسہ ہوتا ہے۔کافر کو اگر سود ملتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ میرا پیسہ بڑھ گیا،لیکن مومن کو چونکہ اللہ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہوتا ہے اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ میں جو زکوۃ دے رہا ہوں، یہ پیسہ نہیں جا رہا بلکہ اس کے بدلے پتہ نہیں کتنا آ رہا ہے۔یہ مشاہدے اور غیب کا فرق ہوتا ہے۔اس لئے کافر کی زندگی نظر کی زندگی

ہوتی ہے جبکہ مومن کی زندگی خبر کی زندگی ہوتی ہے۔

چنانچہ مسلمان کو جو بھی مصیبت، پریشانی، کوئی حادثہ درپیش ہوتا ہے وہ یہ اعتقاد رکھ کر صبر سے کام لیتا ہے کہ جو کچھ ہوا اللہ تعالی کی طرف سے مقدر میں ایسا لکھا تھا اور صبر سے کام لیکر مطمئن ہو جاتا ہے۔ بلکہ مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا یہ سب کچھ اللہ رب العزت کی مشیت اور حکم سے ہوتا ہے اور مطمئن ہو کر کہتا ہے کہ ہوگا وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔ صبر سے کام لیکر اجر عظیم کا امیدوار ہوتا ہے۔

جبکہ مشاہدے کی زندگی گزارنے والے موت کے وقت افسوس کرتے ہیں جبکہ غیب اور خبر کی زندگی گزارنے والے موت کے وقت خوش ہوتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار سے جا ملنے والے ہیں۔

حدیث قدسی ہے،، اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ جس کو میری تقدیر پر ایمان نہیں اس کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے کوئی دوسرا خدا اور رب تلاش کرے میں اس کا رب اور خدا نہیں ہوں۔

کافر کو کوئی مصیبت، پریشانی یا کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو وہ پریشان رہتا ہے کہ اگر ایسا نہ کرتے تو ایسا نہ ہوتا یا ایسے کرتے تو ایسا ہوتا، چونکہ ان کو تقدیر پر ایمان نہیں اس لئے عقلی گھوڑے دوڑانے سے ان کی پریشانی میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ جبکہ مسلمان تقدیر الٰہی سمجھ کر صبر سے کام لے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔

لوحِ محفوظ پر جس کے لئے گناہ لکھا جا چکا ہے، اسے سزا کیوں ملے گی؟

(سوال) میں اور میرے جتنے جوان دوست ہیں اس مسئلے پر کچھ ذہنی اور دلی طور پر

پریشان اور غیر مطمئن ہیں کہ جیسا کہ ہر مسلمان کا بنیادی ایمانی عقیدہ ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اور جو کچھ لوحِ محفوظ پر اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، وہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوکر رہے گا، تو اللہ پاک نے جہنم اور جنت کو جزا وسزا کے لئے کیوں بنایا ہے؟ کیونکہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر نہ ہی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرسکتے ہیں، اور نہ ہی کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ کرسکتے ہیں، کرنے والی سب کچھ اللہ کی ذات ہے، تو اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ کے حکم سے کرتے ہیں، تو ہمیں کیوں سزا دی جائے گی جبکہ ہماری قسمت میں اللہ نے لوحِ محفوظ میں گناہ لکھا ہے، تو ہم اس پر مجبور ہیں کہ ہم گناہ کرتے، کیونکہ گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوگا۔

جواب یہ تو صحیح ہے کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ ومشیت سے ہورہا ہے، اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ہمارے کچھ افعال تو ایسے ہیں کہ ہم اپنے ارادہ واختیار سے کرتے ہیں، اور کچھ چیزیں ہمارے ارادہ واختیار کے بغیر سرزد ہوتی ہیں۔ پہلی قسم کے اچھے افعال پر تمام عقلاء تعریف کرتے ہیں، اور بُرے افعال پر مذمت و بُرائی کرتے ہیں، گویا تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ نے اچھے بُرے کا ایک طرح کا اختیار دیا ہے، اور اس کے اختیار میں افعال اگر اچھے ہوں تو انعام کا مستحق ہے، اور اگر بُرے ہوں تو مذمت اور سزا کا مستحق ہے۔

مثلاً: ایک شخص مخلوق کی خدمت کرتا ہے، اس کو ہر شخص اچھا کہتا ہے، اور ایک شخص چوری کرتا ہے، ڈاکا ڈالتا ہے، بدکاری کرتا ہے، اس کو ہر شخص بُرا کہتا ہے اور اسے سزا کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ کبھی کسی چور کا یہ عذر نہیں سنا جاتا کہ: ''جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادے سے ہوتا ہے، میں نے چوری کی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت سے کی ہے، اس لئے میں کسی سزا کا مستحق نہیں'' معلوم ہوا کہ تقدیر

کا عقیدہ برحق ہے، مگر اختیار میں افعال میں آدمی تقدیر کا حوالہ دے کر بَری نہیں ہوسکتا، ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے اپنے اختیار وارادے سے یہ کام (مثلاً! قتل) کیا ہے، لہٰذا یہ سزائے موت کا مستحق ہے، یہی صورتِ حال آخرت کے عذاب وثواب کی ہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل، ج ۱، ص ۷۱)

تخلیق کائنات کتنے دن میں ہوئی؟

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۶ دن میں دنیا بنائی، ساتویں دن آرام کیا، لیکن میں نہیں مانتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو آرام کی ضرورت نہیں۔ آپ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کتنی مدت میں بنائی؟

جواب ۶ دن میں دنیا کی تخلیق کرنا، تو صحیح ہے اور ''ساتویں دن آرام کرنا'' یہودیوں کی گپ ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السموت الارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش (الاعراف ۵۴)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا، پھر عرش پر مستوی ہوئے۔

ولقد خلقنا السموت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ومسنا من لغوب (قٓ ۳۸)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدکر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

قال قتادۃ قالت الیھود علیھم لعائن اللہ خلق اللہ السموت

والارض فی ستۃ أیام ثم استرح فی یوم السابع (ابن کثیر ج۵ ص۶۸۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "یہودیوں نے کہا۔ جن پر اللہ کی لعنت ہو" کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا، یہ صحیح ہے۔ پھر ساتویں دن آرام فرمایا؛ یہ غلط ہے، (تفسیر ابن کثیر) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو آرام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **لاتأخذہ سنۃ ولانوم۔** "نہ اللہ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔" **ولایؤدہٗ حفظھما وھوالعلی العظیم۔** "اور آسمان وزمین کی حفاظت اللہ کو تھکا دینے والا کام نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ بہت بلند وبرتر ذات ہے۔

رضا بالقضا سے کیا مراد ہے؟ اور کیا یہ سچا مومن ہونے کی علامت ہے؟

سوال رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں؛ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، پس اگر وہ صابر رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے، اور اگر اس کی قضا پر راضی رہتا ہے تو اس کو برگزیدہ کر لیتا ہے۔ مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے، پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

جواب یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے فیصلے سے دل میں تنگی محسوس نہ کرے، زبان سے شکوہ وشکایت نہ کرے، بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا، ٹھیک کیا۔ طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں۔ اسی طرح اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالے کی دعائیں کرنا رضا بالقضا کے خلاف نہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چند صحابہؓ سے پوچھا؛ "تم کون ہو؟ انہوں نے

عرض کیا؛ یارسول اللہ! ہم مؤمنین مسلمین ہیں۔ آپ نے فرمایا؛ تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ؛ مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضا (تقدیر) پر راضی رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ بخدا! تم سچے مؤمن ہو۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل، جلد نمبر ۱ ص، ۲۷)

تقدیر کیا ہے؟

سوال: تقدیر کیا ہے؟

جواب: تقدیر کے متعلق اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی، اچھی بُری چیز صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ ومشیت اور علم سے وجود میں آئی ہے، بس میں اتنی ہی بات جانتا ہوں کہ ایمان بالقدر کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، اس کے آگے یہ کیوں، وہ کیوں؟ اس سے میں معذور ہوں۔

تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کو انسانی عقل کے ترازو سے تولنا ایسا ہے کہ کوئی عقل مند سونا تولنے کے کانٹے سے "ہمالیہ پہاڑ" کا وزن کرنا شروع کردے، عمریں گزر جائیں گی، مگر یہ مدعا عنقا رہے گا۔

رہا انسان کے مجبور ہونے کا سوال! اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ آدمی فلاں کام کو اپنے اختیار وارادے سے کر کے جزا وسزا کا مستحق ہوگا، پس تقدیر سے انسان کے اختیار وارادہ کی نفی نہیں ہوتی، اور انسان کا اختیار تقدیر کے مقابل نہیں، بلکہ تقدیر کے ماتحت ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر انسان اپنی اچھی اور بری کی تقدیر خود بناتا ہے۔ تو پھر اس سے یہ سوال کر کے جواب دیا جائے کہ تقدیر اگر اللہ کی صفت

نہ مانی جائے بقول آپ کے انسان تقدیر خود بناتا ہے،تو اس صورت میں انسان کے لئے تقدیر کا قادرِ مطلق اور خالق ہونا لازم آتا ہے،اس کے خیال میں انسان کو قادر مطلق اور اپنی تقدیر کا خود خالق ماننا کیا اس کو خدائی منصب پر بٹھانا نہیں؟

کیا تقدیر اور اچھا مستقبل خود بنایا جاتا ہے؟

سوال کیا انسان اپنا اچھا مستقبل خود بناتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا مستقبل شاندار بناتا ہے؟ میرا نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنی دماغی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی قسمت خود بناتا ہے،جبکہ میرے ایک دوست کا نظریہ مجھ سے مختلف ہے،اس کا کہنا ہے کہ انسان اپنا اچھا مستقبل خود نہیں بنا سکتا، بلکہ ہر آدمی کی قسمت اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔

جواب انسان کو اچھائی اور بُرائی کا اختیار دیا گیا ہے لیکن وہ اپنی قسمت کا مالک نہیں،قسمت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے،اس لئے یہ کہنا کہ انسان اپنی تقدیر کا خود خالق ہے یا یہ کہ اپنی تقدیر خود بناتا ہے، اسلامی عقیدے کے خلاف ہے۔(آپ کے مسائل اور انکا حل،جلد نمبر ۱ ،صفحہ نمبر ۱۲۲)

انسان کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے،کیا وہ سب کچھ پہلے لکھا ہوتا ہے؟

سوال انسان کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے،کیا وہ سب کچھ پہلے لکھا ہوتا ہے؟ یا انسان کے اعمال کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے؟

جواب یہ تقدیر کا مسئلہ ہے۔اس میں زیادہ کھود کرید جائز نہیں،بس اتنا ایمان ہے کہ

دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا یا ہورہا ہے، یا آئندہ ہوگا، ان ساری چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی علم تھا۔ دنیا کی کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے، نہ قدرت سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم کے مطابق کائنات کی ہر چیز اور ہر انسان کا ایک چارٹر لکھ دیا ہے، دنیا کا سارا نظام اسی خدائی نوشتے کے مطابق چل رہا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، جو شخص اس کا منکر ہو، وہ مسلمان نہیں۔

یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ واختیار اور عقل وتمیز کی دولت بخشی ہے، اور یہ طے کردیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اور اپنے ارادہ واختیار سے فلاں فلاں کام کرے گا۔

یہ بھی ایمان ہے کہ انسان کے اچھے یا بُرے اعمال کا نتیجہ اسے ثواب یا عذاب کی شکل میں آخرت میں ملے گا، اور کچھ نہ کچھ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔'' (جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔'**وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر**۔'' اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے وہ تمہارے اعما کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہت خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے جس کا مفہوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'' کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ظلم نہیں کرتا، کہ اس کو کسی نیکی پر دنیا میں کچھ بدلہ دیا جائے، اور آخرت میں محروم رکھا جائے، بلکہ آخرت میں بھی اس کو اس نیکی کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور کافر کو اس کی نیکی بدلہ دنیا میں تو دیا جاتا ہے مگر آخرت میں اس کے لئے کوئی بدلہ نہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث پا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'' **الدنیا سجن المؤمن وجنت الکافر**۔'' کہ دنیا مومن کے لئے

جیل خانہ ہے، جبکہ کافر کے لئے جنت ہے۔)

یہ ساری باتیں قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ اس سے زیادہ اس مسئلے پر غور نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں بحث مباحثے سے منع کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ (ملخص از آپ کے مسائل اور انکا حل: ج ۱ ص ۱۲۷)

سب کچھ پہلے لکھا جاچکا ہے یا انسان کو بھی نیک اعمال کا اختیار ہے؟

سوال: تقدیر کے بارے میں فرمائیں کہ کیا سب کچھ پہلے سے لکھا جاچکا ہے یا نیک کام کرنے کے لئے آدمی کو کچھ اختیار ہے؟ اور آدمی کا اختیار کہاں تک ہے؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت اور دوزخ کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ اور میں نے قرآن پاک کی یہ آیت (ایف اے) کی تفسیر القرآن (مصنفہ غلام احمد فریدی) صفحہ نمبر: ۳۰۹ میں پڑھا ہے، جس کا **ترجمہ:** یہ ہے: ”اللہ جس کو چاہے مٹادے اور جس چیز کو چاہے ثابت رکھے اور اس کے پاس لوحِ محفوظ ہے“ (الرعد: ۳۹)۔ آپ مجھے قرآن پاک، احادیثِ مبارکہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات اور اپنی رائے سے مفصل طور پر آگاہ فرماویں، تاکہ میری پریشانی دور ہوسکے۔

جواب: ہر چیز پہلے سے لکھی جاچکی ہے، اور تمام اختیاری امور میں آدمی کو اختیار بھی ہے۔ اختیار، تقدیر کے مقابل نہیں، بلکہ اس کے ماتحت ہے۔ یعنی تقدیر میں یوں لکھا ہے کہ آدمی اپنے قصد وارادے اور اختیار سے فلاں فلاں وقت فلاں فلاں کام کرے گا۔ جنت ودوزخ کا فیصلہ واقعی ہوچکا ہے، مگر اس کا ظاہری سبب افعالِ

اختیار یہ ہی کو بنا گیا ہے۔ اور یہ جو فرمایا ''اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہے ثابت رکھتا ہے'' اس سے مراد تقدیرِ معلق ہے کہ اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، لیکن ''اصل کتاب'' میں تقدیرِ مبرم لکھی ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ تقدیرِ معلق ہوئی۔ تقدیرِ مبرَم یہ ہے کہ فلاں بیمار، فلاں دوا وعلاج کرے گا تو بچ جائے گا نہیں کرے گا تو مر جائے گا۔ لیکن وہ کرے گا یا نہیں؟ یہ بات اصل'' میں لکھی ہے، اور یہ تقدیرِ مبرم ہے۔ ہمارے اکابر، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کا یہی عقیدہ ہے جو میں نے لکھا اور یہی قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل)

تقدیر برحق ہے، اس کو ماننا شرطِ ایمان ہے

سوال ❶ آدمی کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تقدیر لکھ دی جاتی ہے کہ یہ آدمی دنیا میں یہ کام کرے گا، کیا تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ جب دنیا فانی سے رخصت ہوگا تو اس کی اتنی نیکیاں اور اتنی بدیاں ہوں گی؟ تو پھر نامۂ اعمال اور تقدیر میں کیا فرق ہے؟

❷ اگر کوئی آدمی مصائب وآلام میں مبتلا ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی تقدیر لکھی ہی اس طرح ہوگی، اور اگر کوئی عیش وعشرت سے زندگی گزار رہا ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی تقدیر اچھی ہے، جبکہ فرمانِ الٰہی ہے کہ: جتنی کسی نے کوشش کی اتنا ہی اس نے پایا۔ تو تقدیر کیا ہے؟

❸ اور ایک جگہ پڑھا ہے کہ تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا جاتا ہے، وہ بدل نہیں سکتا۔ جبکہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی، اس کی دعا

کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ؛قسم ہے اپنی عزت کی ! میں تیری ضرور مدد کروں گا۔'' تو کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے؟

④ نجومی یا عامل وغیرہ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر بتاتے ہیں کہ آپ کی تقدیر ایسی ہے، اسی طرح کچھ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ طوطے کے ذریعے فال معلوم کریں اور عوام کو بیوقوف بناتے ہیں، کیا اللہ کے سوا کسی کو معلوم ہے کہ آنے والا وقت کیا ہوگا؟

⑤ المختصر یہ کہ تقدیر آدمی پر منحصر ہے جیسی بنائے یا پہلے لکھ دی جاتی ہے، اگر پہلے لکھ دی جاتی ہے تو کیا بدل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں، کیونکہ ہوگا وہی جو تقدیر میں لکھا ہوگا۔

جواب تقدیر برحق ہے۔ اور اس کو ماننا شرطِ ایمان ہے۔ لیکن تقدیر کا مسئلہ بے حد نازک اور باریک ہے، کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور آدمی صفاتِ الٰہیہ کا پورا اِحاطہ نہیں کرسکتا۔ بس اتنا عقیدہ رکھا جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اس کا علم تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا تھا۔ پھر دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ بعض میں انسان کا ارادہ و اختیار کا بھی دخل ہے، اور بعض میں نہیں۔ جن کاموں میں انسان کے ارادہ و اختیار کو دخل ہے، ان میں سے کرنے کے کاموں کو کرنے کا حکم ہے، اگر انہیں اپنے ارادہ و اختیار سے ترک کرے گا تو اس پر مؤاخذہ ہوگا، اور جن کاموں کو چھوڑنے کا حکم ہے ان کو اپنے ارادہ واختیار سے چھوڑنا ضروری ہے، نہیں چھوڑے گا تو مؤاخذہ ہوگا۔ الغرض جو کچھ ہوتا ہے تقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے لیکن اختیاری اُمور پر چونکہ انسان کے ارادہ

واختیار کو بھی دخل ہے، اس لئے نیک وبد اعمال پر جزا وسزا ہوگی، ہمارے لئے اس سے زیادہ اس مسئلے پر کھود کرید جائز نہیں، نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل)

تقدیر کے حوالے سے چند سوالات وجوابات

سوال جب ڈاکو، چور، ڈکٹر بننا لکھا ہے تو پھر آدمی کا قصور کیا ہے؟

جواب ہر آدمی کو اختیار دیا گیا ہے، چاہے تو وہ محنت کر کے ڈاکٹر بنے، جیسے مشاہدہ ہے کہ لوگ محنت کر کے ڈاکٹر بن جاتے ہیں، اور اگر چاہے تو اپنے ہی ارادے و اختیار سے چور، ڈاکو بنے، یا پھر معاشرہ کے لئے ایک اچھا فرد بن کر دکھائے۔ اس لئے تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے، اللہ کو ازل سے ابد تک ہونے والے تمام امور کا علم ہے، تو اپنے اس علم کے مطابق لکھ دیا کہ فلاں آدمی اپنے ہی اختیار و ارادے اور محنت سے عالم بنے گا، ڈاکٹر بنے گا، یا چور، ڈاکو بنے گا۔

سوال ایک مریض اگر بیمار ہے اور اس کی موت لکھی ہوتی ہے تو وہ مرجاتا ہے، تو پھر سوال یہ ہے ہم اس کی زندگی کے لئے دعا کرتے ہیں تو وہ کس طرح قبول ہوگی؟ کیونکہ اس کی موت مقررہ وقت پر آنی ہی ہے، ارشاد خداوندی ہے، **اذا جاء اجلهم لايستأخرون ساعةً ولايستقدمون۔** (جب کسی انسان کا اجل یعنی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو موت ایک سیکنڈ آگے پیچھے نہیں ہوسکتی) تو دعا سے کیا اس کی موت میں دیر ہوسکتی ہے؟

جواب مریض کے لئے ہم دعا بھی کرتے ہیں، اور دوا بھی۔ دوا اور علاج معالجے کے بارے میں کبھی کسی کے ذہن میں تقدیر کا مسئلہ نہیں آتا، یہ کیوں؟ بیمار شفایاب

ہوجائے گا یانہیں؟ اس کے بارے میں تقدیرِ الٰہی کیا ہے؟ اس کا ہمیں علم نہیں ،اس لئے ہم دوا بھی کرتے ہیں اور دعا بھی ،تقدیر میں اگر صحت لکھی ہے تو دوا اور دعا مؤثر ہوگی ،ورنہ نہیں

سوال یہ ہے کہ ایک آدمی کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھوں فلاں شخص قتل ہوجائے گا ،تو پھر اللہ پاک کیوں اس کو سزا دے گا؟ جبکہ اس کی تقدیر میں یہی لکھا تھا ،اور ہمارا تقدیر پر ایمان ہے کہ ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، تو سوال یہ کہے کہ پھر قاتل کو سزا کیوں دی جاتی ہے؟

جواب تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص اپنے ارادہ واختیار سے فلاں کو قتل کر کے سزا کا مستحق ہوگا، چونکہ اس نے اپنے ارادہ واختیار کو غلط استعمال کیا، اس لئے سزا کا مستحقق ہوا۔

سوال ایک آدمی جب بُرا کام کرتا ہے ،اس سے اگر پوچھا جائے تو کہتا ہے کہ یہ میرے لئے مقدّر میں لکھا ہوا تھا۔ جب اللہ نے اس کے مقدر میں لکھا تھا تو پھر اس کا کیا قصور؟

جواب بندے کا قصور تو ظاہر ہے کہ اس نے بُرا کام اپنے اختیار سے کیا تھا، اور مقدر میں بھی یہی لکھا تھا کہ وہ اپنے اختیار سے برا کام کر کے قصوروار ہوگا اور سزا کا مستحق ہوگا۔

سوال انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اس کی تقدیر میں لکھا جاتا ہے کہ یہ گناہ کرے گا اور یہ ثواب کے کام۔ جب گناہ کرتا ہے تو اس کو سزا کیوں دی جاتی ہے؟

جواب انسان کو نیک اور بدعمل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، وہ اپنے اختیار سے گناہ کرتا ہے، اس لئے سزا دی جائے گی۔

(سوال) جب کسی کی موت خودکشی سے واقع ہوتی ہے تو خودکشی حرام کیوں قرار دیا گیا؟ اور پھر اسے سزا کیوں دی جاتی ہے؟

(جواب) موت تو اسی طرح لکھی تھی مگر اس نے اپنے ہی اختیار سے خودکشی کی، اس لئے اس کے فعل کو حرام قرار دیکر سزا کا مستحق بن گیا۔ جس طرح کوئی اپنے اختیار سے ماں بہن کی گالی دیتا ہے تو غصہ آتا ہے، حالانکہ یہ عقیدہ ہے کہ حکمِ الٰہی کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا۔

(سوال) جب مرنے کے اسباب مقرر ہیں تو پھر مارنے والے کو سزا کیوں دی جاتی ہے؟ مثلاً ایک آدمی سڑک پہ جا رہا تھا اس کو ایک کار والے آدمی نے ٹکر ماردی جس سے وہ مر گیا۔ سوال یہ ہے کہ جب کار والے کے ہاتھ سے اس کی موت لکھی ہی تھی تو پھر سزا کیوں دی جاتی ہے؟

(جواب) موت کا وقت مقرر ہے، اور جو موت حادثے سے واقع ہو تو اس کی موت اسی طرح لکھی تھی، لیکن کار والے پر گرفت اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ (ملخص از آپ کے مسائل اور انکا حل)

تقدیر سے متعلق سوال وجواب کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا ہے پھر انسان کو سزا کیوں ملتی ہے؟

یہ تو پہلے تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ تقدیر میں بحث مباحثے سے قطعاً منع کیا گیا ہے کہ تقدیر کے بحث میں پڑ جانے سے گمراہی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں مگر کچھ لوگ سوالات کرتے ہیں کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا گیا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی چاہت وارادے کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا تو پھر انسان کو سزا کیوں دی جاتی

ہے۔ یہ سوال مختصراً چند مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر مثالیں صحیح ہوں تو ٹھیک وگرنہ راقم الحروف کی غلطی شمار ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیں، آمین۔

سوال تقدیر میں لکھنے کا کیا مطلب؟

جواب سب سے پہلی بات تو یہ کہ تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہر چیز کو محیط ہے۔ تو اس علم الٰہی کے مطابق کہ فلان بندہ پیدا ہونے کے بعد جب بڑا ہوگا تو اپنے اختیار سے فلاں فلاں کام کرے گا تو لکھا گیا کہ فلان یوں کرے گا۔ چونکہ اپنے اختیار سے کرے گا اس لئے سزا کا بھی مستحق ہوگا۔

مثال سے سمجھئے کہ ایک چھوٹا ناسمجھ بچہ جو چھت پر کھیل رہا تھا آپ اپنے تجربے، ظن اور گمان کے مطابق گھر والوں سے کہہ رہے ہیں کہ اگر اس بچے کا خیال نہ رکھا گیا میں لکھ کر دے رہا ہوں کہ یہ چھت سے گر جائے گا۔ اس کا خیال نہ رکھنے پر وہ بچہ واقعتاً گر جاتا ہے۔ حالانکہ آپ نے اپنے تجربے اور ظن اور گمان کے مطابق اندازہ لگایا تھا جو غلط بھی ثابت ہوسکتا۔ مگر ہوا وہی جو منظورِ خدا تھا۔ اب آپ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جی اس میں آپ کا قصور ہے اس لئے کہ آپ نے پہلے سے لکھا تھا کہ یہ بچہ گر جائے گا جو گر گیا۔ اس لئے کہ آپ نے پہلے سے متنبہ کیا تھا اور گھر والوں کے اختیار میں تھا کہ خیال رکھیں مگر انہوں نے خیال نہ رکھا تو نقصان اٹھایا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم، علم محیط اور علمِ یقینی ہے اس کو تو ازل سے ابد تک کا پتہ ہے تو اللہ رب العالمین نے اپنے علمِ محیط کے مطابق لکھا کہ ایسا ایسا ہوگا جو یقینی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی چاہت، مرضی اور ارادے کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا، کوئی قدم نہیں اٹھاسکتا۔ یعنی انسان اچھا کرے یا برا وہ اللہ کی چاہت

وارادے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو پھر برے اعمال پر سزا کیونکر دیجاتی ہے؟ کیا انسان مجبورِ محض ہے یا قادرِ مطلق؟

جواب فرقہ جابریہ کے عقیدہ کی طرح نہ تو انسان مجبورِ محض ہے کہ اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکے اور نہ فرقہ قادریہ کے عقیدہ کی طرح سب کچھ پر قادر ہے کہ اپنی مرضی سے جو چاہے جس طرح چاہے جب چاہے کر سکے۔ بلکہ ان کے درمیان ہے یعنی نہ پورا مجبور ہے اور نہ ہی پورا قادر۔ کچھ مجبور ہے اور کچھ پر قادر، اختیار رکھتا ہے۔

مثال۔،، آپ اس مثال سے سمجھئے۔ حضرت علی رضی اللہ سے یہی سوال کیا گیا کہ انسان مجبور محض ہے یا قادر مطلق؛ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ انسان نہ مجبور محض ہے اور نہ ہی پورا قادر بلکہ کچھ اختیار رکھتا ہے اور کچھ میں بے بس ہے۔ پھر اس سائل سے کہا کہ پاؤں اٹھاؤ اس نے ایک پاؤ اٹھایا پھر کہا دوسرا پاؤں اٹھاؤ، اس شخص نے کہا کہ دوسرا تو نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا کہ آپ ایک پاؤں اٹھانے پر قادر تھے دوسرے پر نہیں تو اسی طرح انسان بھی کچھ کاموں میں مجبور محض ہے اور کچھ میں قادر اور اختیار رکھتا ہے۔ اب انسان اپنے اختیار سے جو برائی کا مرتکب ہوگا تو سزا کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

سوال جب سب کچھ تقدیر میں لکھا گیا ہے پھر نافرمانی والے اعمال پر سزا کیوں ملتی ہے؟

جواب انسان کو جو اوامر کا حکم دیا گیا ہے یا نواہی سے بچنے کا حکم ہے تو ہر انسان کے اختیار میں یہ ہے کہ چاہے تو اطاعت کرتے ہوئے اچھا کام کرے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں یا پھر چاہے نافرمانی کرتے ہوئے گناہ کرے کہ وہ بھی مشیت اور ارادہ خداوندی کے بغیر تو نہیں کر سکتا مگر اس گناہ والے عمل پر اللہ تعالیٰ خوش

نہیں ہوتے بلکہ ناراض ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ گناہ نہ کرنے کا بھی اس کو اختیار تھا تو اس نے اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے اور یہ سزا کا مستحق بن ٹھہرا۔

مثال نمبر ❶ آپ اس مثال سے سمجھئے کہ آپ کے گھر مہمان آئے ہوں اور آپ اپنے دس سالہ بچے یا اپنے نوکر، مزدور کو جو آپ کے ماتحت ہو یہ کہکر پیسے دیتے ہیں کہ جلدی بازار جاؤ اور گوشت اور پھل لے آؤ۔ تو اب وہ جانے میں آپ کے محتاج۔ آپ کی چاہت و ارادے کے بغیر وہ نہیں جاسکتے مگر جب آپ نے چاہا اپنے ارادے سے ان کو متعین سامان لانے کے لئے بھیجا۔ آگے ان کے اختیار میں ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کرے یا مخالفت۔ جب وہ بازار جاتا ہے تو بجائے گوشت اور پھل لانے کے بچہ کھلونے خرید لاتا ہے اور مزدور، موبائل، سی ڈی وغیرہ خرید کر لاتا ہے۔ تو کیا آپ ان کے اس عمل سے خوش اور راضی ہوں گے یا ناراض۔ ظاہر ہے کہ ناراض ہی ہوں گے۔ حالانکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کی چاہت اور ارادے ہی سے وہ گئے تھے ۔ پیسے بھی آپ ہی نے دیئے تھے۔ مگر انہوں نے اپنے اختیار سے حکم نہ مانا۔ خلاف ورزی کی ۔ تو اب یہ سزا کے مستحق بن جاتے ہیں ۔ اب آپ کی مرضی چاہے تو معاف کردے ۔ یا پھر اگر سزا دینا چاہتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ ظالم ہیں ظلم کررہے ہیں بلکہ ہر ایک کہے گا کہ نہیں انہوں نے حکم کی نافرمانی کی ہے سزا کے مستحق ہیں انہیں سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے عبرت ہو۔ تو اسی طرح انسان اللہ کے ارادے اور چاہت کے بغیر تو کچھ بھی نہیں کرسکتا مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھے، بُرے کا اختیار بھی تو دیا ہے اگر وہ

انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اگر نافرمانی کرتا ہے تو اس عمل بد پر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتے بلکہ ناراض ہوتے ہیں۔ باوجود یہ کہ اللہ کی چاہت وارادے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ تو انسان جب اپنے اختیار سے نافرمانی کرتا ہے تو سزا کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو ظلم ہرگز نہیں بلکہ عین انصاف ہے۔

مثال نمبر ۲ جس طرح ہر انسان کے اختیار میں یہ ہے کہ اپنے آپ کو گولی مارے یا سمندر میں ڈالدے یا کسی بھی چیز سے اپنا خاتمہ کردے مگر نہیں کرتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے سمجھدار ہے۔ اب چاہے تو زندہ رہنے کو اختیار کرے۔ یا چاہے تو خودکشی کرکے اپنا خاتمہ کردے، جیسے بعض لوگ اپنا خاتمہ خود ہی کرتے ہیں۔ ان دونوں کا اسکو اختیار حاصل ہے۔ تو اسی طرح ہر آدمی کو اطاعتِ خداوندی کا بھی اختیار ہے اور نافرمانی، گناہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔ جب وہ اپنے ہی اختیار سے نافرمانی اور گناہ کرے گا تو سزا کا بھی مستحق ہوگا جو ظلم ہرگز نہیں بلکہ عینِ عدل ہے۔

دیکھئے ارشاد خداوندی ہے۔ **وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون**۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان پر ظلم کرے لیکن یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔، **وما ربك بظلام للعبید**۔،، اور نہیں ہے تیرا رب بندوں پر زرا برابر بھی ظلم کرنے والا۔

اللہ سچا ہے اور اس کا کلام سچا ہے۔

مذکورہ بالا سوال وجواب کا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اس میں نہ تو انسان مکمل مجبور ہے اور نہ ہی مکمل با اختیار۔ اس میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ

تقدیر میں یہ تین درجات ہیں!''

● اول اللہ تعالیٰ کا فعل ''پھر انسان کا فعل'' آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کا فعل۔ ''مثلاً'' اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی ''نیکی وبدی'' خیر وشر کو پیدا فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوا۔

اب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا کہ وہ خیر کو اختیار کرے یا شر کو' جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔'' **فالھمھا فجورھا وتقوٰھا (سورہ شمس)**''

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اُس پر الہام کردی۔'' **وھدینٰہ النجدینِ**۔'' اور ہم نے اسے (انسان کو نیکی اور بدی، اچھائی اور برائی کے) دونوں راستے نمایاں دکھادیے۔ اب انسان جو اپنے ہی اختیار وارادے سے خیر کو اپناتا ہے یا شر، برائی کو اختیار کرتا ہے تو یہ انسان کا فعل ہوا۔''

اب جب انسان نے خیر کو اختیار کیا تو اچھے انعام اور بدلے کا مستحق بن ٹھہرا۔'' اور اگر شر کو اختیار کیا تو سزاء کا مستحق ہوا۔'' تو یہ جزاء وسزاء دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

تفسیر عثمانی میں ہے۔'' **فالھمھا فجورھا وتقوٰھا**۔'' آدمی کو فجور اور تقویٰ کی سمجھ دی گئی ہے۔ یعنی اول تو اجمالی طور پر عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے ذریعہ سے بھلائی وبُرائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی۔ پھر تفصیلی طور پر انبیاء ورُسُل کی زبانی خوب کھول کھول کر بتلادیا کہ یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیزگاری کا ہے۔ اس کے بعد قلب میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کی طرف میلان ہو، اُن دونوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ گو القاء اول نیکی میں فرشتہ واسطہ ہوتا ہے۔ اور ثانی، بدی میں شیطان۔ پھر وہ رجحان ومیلان کبھی بندہ کے قصد واختیار سے مرتبہ عزم تک پہنچ کر صدورِ فعل کا ذریعہ بن

جاتا ہے جس خالق اللہ اور کاسب بندہ ہے اسی کسبِ خیر وشر پر مجازات کا سلسلہ بطریق تسبیب قائم ہے۔ (تفسیر عثمانی،،سورہ شمس)

تقدیر پر گفتگو کا خلاصہ کلام

ویؤمن کذلک بقضاء اللہ وقدرہ وحکمتہ ومشیئتہ وانہ لا یقع شیئ فی الوجود حتی افعال العبد الاخیرۃ الا بعد علم اللہ بہا وتقدیرہ وانہ تعالی عدل فی قضائہ وقدرہ حکیم فی تصرفہ وتدبیرہ وان حکمتہ تابعۃ لمشیئتہ ماشاء کان ومالم یشئ لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا بہ تعالی

قضا وتقدیر پر ایمان لانا بڑے اعلی درجہ کی نیکی ہے۔اسی سے آدمی کو وہ یکساں تدبیر نظر آسکتی ہے۔ جو تمام عالم کو سمیٹے ہوئے ہے جس شخص کو اس تدبیر کا ٹھیک ٹھیک اعتقاد ہوگا وہ ان چیزوں پر نظر رکھے گا جو اللہ تعالی کے قبضے میں ہیں دنیا ومافیہا ان کا عکس اسے معلوم ہوگا لوگوں کے اختیارات کو قضائے الٰہی کے مقابلے میں ایسا سمجھے گا جیسے آئینہ میں صورت کا عکس ہوتا ہے اس سے اس شخص میں تدبیر یگانہ کا انکشاف ہوگا اگرچہ کامل انکشاف عالم میعاد ہی میں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیکی کی تمام قسموں میں اس کا بلند رتبہ ہونا بتایا ہے کہ جس شخص کا قدر کی نیکی اور برائی پر ایمان نہ ہو تو میں اس سے جدا ہوں اور نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندہ کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ تقدیر کی نیکی اور برائی پر ایمان نہ رکھے اور خوب یقین کرے کہ جو عمل درست ہوگیا اس میں خطا کا دخل نہ تھا اور جو اس نے خطا کی اس میں درستی کا احتمال نہ تھا۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

وللعباد افعال اختیاریۃ یثابون بہا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیہا ان کانت معصیۃ والحسن منہا برضآء اللہ تعالیٰ والقبیح

منها ليس برضائه (شرح عقائد ص۸۱ تا ۸۵) والمعاصى كلها أى صغيرها وكبيرها بعلمه وقضائه وتقديره ومشيته أذ لولم يردها لما وقعت لاَ بمحبته أي لقوله تعالىٰ فأن الله لايحب الكٰفرين والله لايحب الظّٰلمين ولابرضائه أى لقوله تعالىٰ ولايرضىٰ لعباده الكفر ولأن الكفر يوجب المقت الذى هو أشد الغضب وهو ينافى رضى الرّبّ المتعلق بالأيمان وحسن الأدب ولايأمره أى لقوله تعالىٰ ان الله لايأمر بالفحشاء وقوله تعالىٰ ان الله يأمر بالعدل والأحسان وايتاء ذى القربىٰ وينهىٰ عن الفحشآء والمنكر والبغى فالنهى ضد الأمر فلايتصور ان يكون الكفر بالأمر وهذا القول هو المعروف عن السلف (شرح فقه اكبر ص۶۴) وجميع أفعال العباد من الحركة والسكون أى علىٰ أى وجه يكون من الكفر والأيمان والطاعة والعصيان كسبهم على الحقيقة أى لاعلى طريق المجاز فى النسبة ولاعلىٰ سبيل الأكراه والغلبة بل أختيارهم فى فعلهم بحسب أختلاف هوائهم وميل أنفسهم فلها ماكسبت وعليها مااكتسبت (شرح فقه أكبر ص۵۹) وان ليس للانسان الا ماسعىٰ فوان سعيه سوف يرىٰ ثم يجزٰه الجزاء الأوفىٰ ف الله خالق كل شىءف)

مذکورہ بالاعبارت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ خیر وشر، اچھائی وبُرائی کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے سمجھا دیئے کہ یہ خیر کا راستہ ہے جسے اختیار کرنے سے اللہ رب العزت خوش ہوجاتے ہیں اور انسان جنت کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ یہ شر کا راستہ ہے جو جہنم کی طرف جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھے بُرے کی تمیز دی، اور پھر انسان کو اختیار بھی دیا کہ تم اپنے ہی قصد و ارادے سے چاہو تو اچھائی اور خیر کو اختیار کرلو۔ یا چاہو تو بُرائی اور شر کو اختیار کرلو۔ اب جب انسان اپنے ہی قصد و اختیار سے اچھائی اور خیر کو اختیار کرتا ہے تو انعام کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور اگر اپنے ہی ارادے اور اختیار سے شر اور برائی کو اختیار کرتا ہے تو سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ یہ انسان کا فعل ہے یعنی انسان کا سب بنا جس پر جزا و سزا کا دارومدار ہے۔

اب جب انسان اپنے اختیار سے اچھے، نیک اعمال کرتا ہے تو ان کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور اگر بُرے اعمال کرتا ہے، تو عذاب دیا جائے گا۔

تو یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے اور چاہت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کفر، شرک کو پسند نہیں کرتا، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنے کافر اور ناشکرے بندوں سے راضی ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔

نوٹ: برادرانِ اسلام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کی جاتی ہے کہ تقدیر بہت ہی نازک مسئلہ ہے، اس میں کھود کرید اور بحث مباحثہ سے اجتناب کیجئے۔ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجھہ حتی کأنما فُقِیء فی وجنتیہ حب الرمان فقال أبھٰذا أمرتم، أم بھٰذا أرسلت الیکم انما ھلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھٰذا الأمر عزمت علیکم عزمت علیکم أن لاتنازعوا فیہ (مشکوٰۃ باب الأیمان بالقدر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم تقدیر جیسے نازک مسئلے میں بحث مباحثہ اور گفتگو کررہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سخت غصہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اس قدر سرخ ہوگیا جیسے انار نچوڑ دیا گیا ہو، پھر فرمایا: کیا تمہیں اسی (تقدیر کے بارے میں بحث کا) حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں تمہاری طرف اس لئے بھیجا گیا ہوں؟ یقیناً تم سے پہلے لوگ اس وقت ہلاک ہوئے جب انہوں نے تقدیر کے بارے میں جھگڑا (بحث مباحثہ) شروع کردیا۔ میں تمہیں منع کرتا ہوں اور میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ تم تقدیر کے بارے بحث مباحثہ ہرگز نہ کرو۔ (مشکوٰۃ، باب الایمان بالقدر)

باب۔اِکراہ اورارتداد کے بارے میں

اس باب کے اندر اکراہ یعنی جسے مجبور کیا جائے کلمہ کفراور حرام پر، اس کا کیا حکم ہے۔اور جو شخص ایمان لانے کے بعد مرتد ہوجائے اس کے لئے کیا حکم وسزا ہے۔اس قسم کے مسائل وگفتگو پیش خدمت ہے۔

اکراہ کا مسئلہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

من كفر بالله من بعد ايمانه الامن اكره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم (سورة النحل آيت ١٠٦)

جوکوئی منکر ہوا اللہ سے ایمان لانے کے بعد مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر اور جوکوئی دل کھولکر منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

شانِ نزول

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دل سے ایمان پر مطمئن ہوتے ہوئے کافروں کی مار سے بچنے کی وجہ سے ظاہری طور پر صرف زبان سے کفر کا کلمہ کہد یا تھا۔تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۱۳۲ میں ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو پکڑلیا اور ان کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے بارے میں برے کلمات نہ کہد یئے اور مشرکین کے معبودوں کے بارے میں خیر کے کلمات نہ کہد یئے۔اس کے بعد حضرت عمار رضی اللہ

عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ بری بات ہے پھر بیان کیا کہ آج میں اس وقت چھوٹا ہوں جب آپ کے بارے میں غلط کلمات استعمال کئے اور ان کے معبودوں کو خیر کے ساتھ یاد کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا؛ تمہارے دل کا کیا حال ہے عرض کیا دل تو ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ فرمایا اگر وہ لوگ پھر ایسی ہی تکلیف دینے لگیں تو پھر ایسے کلمات کہہ دینا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ،مگر جو کوئی مجبور کیا گیا (کفر پر) اور اس کا دل ایمان پر مطمئن (برقرار) ہے (تو ایسے لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے)

خلاصہ کلام از تفسیر عثمانی

الا من اکرہ ،،الخ،، سے ایک ضروری استثناء کر دیا گیا یعنی اگر کوئی مسلمان صدق دل سے برابر ایمان پر قائم ہے ایک لمحہ کے لئے بھی ایمانی روشنی اور قلبی طمانیت اس کے قلب سے جدا نہیں ہوئی صرف کسی خاص حالت میں بہت ہی سخت دباؤ اور زبردستی سے مجبور ہو کر شدید ترین خوف کے وقت گوخلاصی کے لئے محض زبان سے منکر ہو جائے یعنی کلمہ اسلام کے خلاف نکال دے بشرطیکہ اس وقت بھی قلب میں کوئی تردد نہ ہو بلکہ زبانی لفظ سے سخت کراہیت ونفرت ہو ایسا شخص مرتد نہیں بلکہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ ہاں اس سے بلند مقام وہ ہے کہ آدمی مرنا قبول کرے مگر منہ سے بھی ایسا لفظ نہ نکالے جیسا کہ حضرت بلالؓ اور حضرت یاسرؓ ، حضرت سمیہؓ ، حضرت خبیبؓ بن زید انصاریؓ اور حضرت عبداللہ بن حزافہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کے واقعات تاریخوں میں موجود ہیں۔

حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ **رفع عن امتی الخطآء والنسیان وماستکرھوا علیه (رواہ الطبرانی عن ثوبان رضی اللہ عنہ)**،،

یعنی میری امت سے خطا اور نسیان (بھول) اور جس چیز پر ان کو مضطرب ومجبور کر دیا جائے سب اٹھا دیئے گیے۔ یعنی معاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۱

اگر کسی صاحب اقتدار نے مردار، خنزیر کھانے یا شراب پینے پر مجبور کیا اور یوں کہا کہ بات نہ مانے گا تو مار ڈالوں گا یا کوئی عضو کاٹ دوں گا اور اندازہ ہے کہ مذاق میں یا محض دھمکی کے طور پر نہیں کہہ رہا ہے۔ تو اس صورت میں حرام چیز کھانے پینے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ایسے موقع پر حرام کھانا پینا فرض ہے اگر حرام نہ کھایا اور زبردستی کرنے والے نے قتل کر دیا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ نمبر ۲

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں مسلمان کو قتل کر دو ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے تو اس کی وجہ سے کسی مسلمان کو قتل کرنا حلال اور جائز نہیں (اگرچہ آپ قتل ہو جائیں) (تفسیر انوار البیان۔ ج ۳۔ ص ۲۹۲ تا ۲۹۴)

اکراہ کی تعریف وتحدید،،

اکراہ کے لفظی معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو ایسے قول یا فعل پر مجبور کیا جائے جس کے کہنے یا کرنے پر وہ دل سے راضی نہیں۔ پھر اس کے دو درجے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳

ایک درجہ اکراہ کا یہ ہے کہ وہ دل سے تو اس پر آمادہ نہیں مگر ایسا بے اختیار بے قابو بھی نہیں کہ انکار نہ کر سکے، یہ فقہاء کی اصطلاح میں اکراہ غیر ملجئ کہلاتا ہے ایسے اکراہ سے

کوئی کلمہ کفر کہنا یا کسی حرام فعل کا ارتکاب کرنا جائز نہیں ہوتا۔ البتہ بعض جزئی احکام میں اس پر بھی کچھ آثار مرتب ہوتے ہیں جو کتب فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ (حقیقت ایمان)

مسئلہ نمبر ۴

دوسرا درجہ اکراہ کا یہ ہے کہ وہ مسلوب الاختیار کر دیا جائے کہ اگر وہ اکراہ کرنے والوں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے گا یہ فقہاء کی اصطلاح میں اکراہ ملجئی کہلاتا ہے جس کے معنی ہیں ایسا اکراہ جو انسان کو مسلوب الاختیار اور مجبور محض کر دے، ایسے اکراہ کی حالت میں کلمہ کفر کا زبان سے کہہ دینا بشرطیکہ قلب ایمان پر مطمئن ہو جائز ہے۔ اسی طرح دوسرے انسان کو قتل کرنے کے علاوہ اور کوئی حرام فعل کرنے پر مجبور کر دیا جائے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ مگر دونوں قسم کے اکراہ میں شرط یہ ہے کہ اکراہ کرنے والا جس کام کی دھمکی دے رہا ہے وہ اس پر قادر بھی ہو اور جو شخص مبتلا ہے اس کو غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں اس کی یہ بات نہ مانوں گا تو جس چیز کی دھمکی دے رہا ہے وہ اس کو ضرور کر ڈالے گا (تفسیر مظہری)

مرتد کون ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یاایھاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم (سورۃ مائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب

لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ انکو چاہتا ہے اوروہ اس کو چاہتے ہیں ،نرم دل ہیں مسلمانوں پر، زبردست ہیں کافروں پرلڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اورڈرتے نہیں کسی کے الزام سے) دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔من کفر باللہ من بعد ایمانہ الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم (سورۃ النحل آیت ۱۰۶)۔۔۔ جو کوئی منکر ہو اللہ سے ایمان لانے کے بعد،،مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اوراس کا دل برقرار ہے ایمان پراور جوکوئی دل کھولکر منکر ہوا سوان پر غضب ہے اللہ کا اوران کوبڑا عذاب ہے۔

ایک تووہ مجرم ہیں جو سینکڑوں دلائل وآیات سنکر بھی یقین نہ لائیں۔مگران سے بڑھ کر مجرم وہ ہیں جو یقین (یعنی ایمان) لانے اور تسلیم کرنے کے بعد شیطانی شبہات ووساوس سے متاثر ہوکر صداقت سے منکر ہوجائیں۔جیسا کہ عبداللہ بن ابی صرح نے کیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگیا۔العیاذ باللہ۔ ایمان کے ارتداد کی سزا شریعت میں بہت ہی سخت ہے اور بہت ہی سخت ہونا چاہیئے بھی۔ بغاوت سے بڑھ کر دنیا کے سارے قانون وتعزیرات میں سنگین جرم ممکن کونسا ہے؟ اور بغاوت بھی وفاداری کے عہد وپیمان مؤکد کے بعد۔**من کفر باللہ** رسالت سے انکار،قرآن کے کلام الٰہی ہونے سے انکار،عقیدہ حشر سے انکار یہ سب ہی کفر باللہ میں آگیا (ملخص از حقیقت ایمان)

مرتد کی سزا

❶ حدیث میں ہے۔

من بدل دینہ فاقتلوہ (رواہ البخاری وابوداود والدار قطنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اس کو قتل کر ڈالو۔ یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث صحیحہ میں اسی طرح آیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے وہ قابل گردن زدنی ہے خواہ وہ برسرپیکار ہو یا نہ ہو۔ مرتد، ارتداد کی وجہ سے واجب القتل ہے نہ کہ برسرپیکار ہونے کی وجہ سے۔

❷ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے والی یمن تھے ایک مرتبہ انکی ملاقات کے لئے معاذ بن جبلؓ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ان کے پاس ایک مرتد شخص قید کر کے لایا گیا ہے، معاذ جبلؓ نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ مرتد ہے، اسلام کو چھوڑ کر یہودی بن گیا ہے، اس پر معاذ بن جبلؓ نے فرمایا،، لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل (بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، احمد) میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے تین مرتبہ یہی کہا چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا (صحیح بخاری وغیرہ)

❸ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں محصور تھے اور باغی اور مفسد ان کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اس وقت حضرت عثمانؓ نے دیوار پر چڑھ کر لوگوں سے یوں خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا قتل اس وقت تک جائز نہیں کہ جب تک اس سے ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام سرزد نہ ہو جائے،، وہ تین کام یہ ہیں،،

زنی بعد احصان وکفر بعد اسلام وقتل النفس بغیر

حق،،شادی کے بعد زناء کرنا اور اسلام کے بعد کافر اور مرتد ہو جانا اور کسی کو ناحق قتل کرنا (اور میں نے ان تینوں کاموں میں سے کوئی ایک بھی نہیں کیا ہے (نسائی،ترمذی وابن ماماجہ) (گلدستہ تفاسیر ج ۲۔ص ۳۳۱)

باب۔کفر کی مذمت اور ایمان کی اہمیت بزبانِ قرآن۔

اس باب میں بزبان قرآن کفر،شرک کی مذمت کو بیان کیا گیا ہے کہ کفر وشرک اتنا بڑا جرم ہے جس کے لئے معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔اور ایمان بزبان قرآن۔یعنی وہ آیتیں جن میں ایمان کا حکم دیا گیا ہے، یا جن میں ایمان پر فلاح وکامیابی کا ذکر ہے۔

کفر کی مذمت بزبانِ قرآن

قرآن پاک میں کئی سورتوں میں مختلف حالات وواقعات میں کفر کی مذمت کا تذکرہ ہوا ہے۔ذیل میں چند آیات کومختصر لکھا جاتا ہے۔ارشادخداوندی ہے۔

❶ ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: اور جوکوئی تبادلہ کرتا ہے کفر کا ایمان کے عوض تو تحقیق وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے۔

❷ ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا (آل عمران)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے خریدا کفر کو ایمان کے بدلے ہرگز وہ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اللہ کو کچھ بھی اور ان کے لئے ہے عذاب دردناک۔

❸ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین (سورۃ المائدہ)

ترجمہ: اور جوکوئی انکار کرے گا ایمان سے تو یقینا برباد ہو گئے اس کے عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

❹ یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباء کم و اخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان فاولئک ھم الظلمون (سورۃ توبہ)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ تم اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان پر اور جو دوستی رکھے گا ان سے تم میں سے تو یہی لوگ ہیں ظالم۔

❺ اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی فمار بحت تجار تھم وما کانوا مھتدین (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے سو نافع نہ ہوئی ان کی سوداگری اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔

❻ ومن یرتد د منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیھا خلدون (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: اور جو شخص پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے پھر وہ مر جائے اور وہ کافر ہی ہو تو یہ لوگ برباد ہو گئے ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں اور یہ لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان کی اہمیت بزبانِ قرآن

قرآن پاک میں کئی سورتوں میں مختلف حالات و واقعات کے تناظر میں ایمان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ذیل میں چند آیات کو بمع مختصر تشریح کے لکھا جاتا ہے جس کے پڑھنے سے انشاء اللہ ایمان کی تازگی حاصل ہوگی۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

❶ الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین

یومنون باالغیب وقیمون الصلوٰومما رزقنھم ینفقون والذین یومنون بماانزل الیک وماانزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: اس کتاب (قرآن مجید) کے منجانب اللہ حق ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ کتاب قرآن کریم متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے: ایمان والے وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں (یعنی اللہ کو نہیں دیکھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کو نہیں دیکھا،، جنت، جہنم، ملائکۃ، پل صراط اور قیامت کو نہیں دیکھا مگر ایمان ویقین رکھتے ہیں کہ یہ سب برحق ہیں) اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے ان میں سے وہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔اور ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب (قرآن مجید) پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اور ان کتب (سماوی) پر بھی جو آپ سے پہلے (انبیاء) پر نازل ہوئی ہیں اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں (کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ حساب وکتاب، جزاوسزا کے لئے زندہ کیا جائے گا)۔یہی لوگ ہیں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر اور یہی لوگ ہیں پورے کامیاب (سورۃ البقرۃ)

۲ یاایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ ولکتاب الذی انزل من قبل (سورۃ النساء)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم ایمان لاؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے (ساتھ) اور اس کتاب کے (ساتھ) جو اس نے نازل کی اپنے رسول ؐ پر اور اس کتاب کے (ساتھ) جو اس نے نازل کی پہلے (اس سے) اور

جوکوئی کفر کرے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں (کے ساتھ) اور اس کی کتابوں (کے ساتھ) اور اس کے رسولوں (کے ساتھ) اور یوم آخرت (کے ساتھ) تو تحقیق وہ گمراہ ہوگیا گمراہ ہونا دور کا۔

٣ قدافلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوۃ فعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم اوماملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغیٰ وراۤء ذلک فاولٰئک ھم العٰدون والذین ھم لاٰمٰنتھم وعھدھم راعون والذین ھم علی صلوتھم یحافظون اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خٰلدون (سوۂ مومنون)

ترجمہ: یقینا فلاح پاگئے مومن۔ وہ لوگ کہ وہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ وہ لغویات سے اعراض برتنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ وہ زکوۃ کو ادا کرنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں) کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ تو بلا شبہ (ان سے جنسی خواہش پوری کرنے میں) وہ نہیں ہیں ملامت زدہ۔ پھر جو تلاش کریں سوائے ان کے تو یہی لوگ ہیں حد سے گزرنے والے اور وہ لوگ کہ وہ اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ کہ وہ اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں وارث وہ جو وارث ہوں گے فردوس (بہشت اعلی) کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

٤ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اے ہمارے رب بلا شبہ ہم نے سنا ایک منادی (آواز دینے والے) کو وہ پکارتا ہے ایمان کی طرف یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے رب کے ساتھ چنانچہ ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب تو بخش دے ہمارے لئے ہمارے گناہ اور دور کر دے ہم سے ہماری برائیاں اور ہمیں فوت کر (موت دے) ساتھ نیک لوگوں کے۔

۵ والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین آمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصو باالصبر (سورۃ والعصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی بلاشبہ انسان البتہ خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیئے نیک اور ایک دوسرے کو وصیت کی حق کی اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی۔

اس نقصان سے بچنے کے چار طریقے

یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے۔

1. اول اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔
2. دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ جوارح میں ظاہر ہو اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمان قلبی کا آئینہ ہو۔
3. تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح وفلاح پر قناعت نہ کرے بلکہ قوم وملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول وفعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔
4. چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت وصیت رہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی

وقومی اصلاح کے راستہ میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے پورے صبر واستقامت سے برداشت کریں۔ ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگانے نہ پائیں۔ جو خوش قسمت حضرات ان چاروں اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہوکر دوسروں کی تکمیل کریں گے ان کا نام صفحاتِ دہر پر زندہ جاوید رہے گا۔اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے۔(تفسیر عثمانی)

باب۔ایمان بالغیب کے فضائل۔

اس باب کے اندر اُن احادیث کومختصراً بیان کیا گیا ہے جن میں بن دیکھے ایمان لانے پرفضیلت آئی ہے۔جیسے حدیث جبریل اورایمان بالغیب کی حکمت۔

بن دیکھے ایمان کے فضائل

عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺوددت انی لقیت اخوانی قال فقال اصحاب النبی ﷺ او لیس نحن اخوانک قال انتم اصحابی ولکن اخوانی الذین آمنوا بی ولم یرونی (رواہ احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛ مجھے تمنا ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے ملتا۔صحابہؓ نے عرض کیا؛ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛تم تو میرے صحابہ ہواور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے(احمد) ابوداود میں روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابوعبدالرحمن آپ نے ان آنکھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہاہاں،، پھراس نے کہا آپ نے اپنی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا ہے۔انہوں نے کہاہاں۔پھراس نے کہا آپ نے اپنے ہاتھوں کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں دے کر بیعت کی ہے؟ انہوں نے کہاہاں۔یہ سن کروہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق میں زار زار رونے لگا اور ایک حالت وجد اس کو پیداہوگئی۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہامیں تجھ کوایک خوشخبری سناتاہوں جومیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی وہ یہ کہ آپؐ نے فرمایا ہے خوشحالی ہے اس کو کہ جوبغیر

دیکھے مجھ پر ایمان لایا۔ (ابوداود، گلدستہ تفاسیر ج ا، ص ۵۱)

هل دعا الرسول صلى الله عليه وسلم للمسلمين الذين لم يروه› التاريخ والسيرة› والسيرة النبوية

من رحمته صلى الله عليه وسلم وحبه لأمته أنه خص مَن آمن به واتبعه ولم يره بمزيد فضل وخير : ... (طُوبَى لِمَن آمَنَ بِي وَرَآنِي مَرَّةً وَطُوبَى لِمَن آمَنَ بِي وَلَم يَرَنِي سَبعَ مِرَارٍ)

فصل: باب ما جاء فيمن آمن بالنبي صلى الله عليه وسلم ولم يره شروح صحيح البخاري .... قال: أقوام في أصلاب الرجال يأتون من بعدي يؤمنون بي ولم يروني ويصدقوني ولم يروني يجدون الورق المعلق فيعملون ... أمامة الباهلي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طوبى لمن رآني وآمن بي وطوبى لمن آمن بي ولم يراني سبع مرات .... قال: طوبى لمن رآني وآمن بي وطوبى ثم طوبى ثم طوبى لمن آمن بي ولم يرني

وأخرج البخارى عن أبى هريرة عن النبى قال: "وليأتين على أحدكم زمان لأن يرانى... "والذى نفس محمد بيده ليأتين على أحدكم يوم لأن يرانى ثم لأن يرانى أحب إليه من... قال رسول الله: طوبى لمن آمن بي ورآنى مرة وطوبى لمن آمن بى ولم يرنى سبع مرات)رورواه أحمد عن أبى أمامة أن رسول الله قال: "طوبى لمن رآنى وآمن بى وطوبى سبع...

ابو یعلی اور حاکم میں روایت ہے جس کا مفہوم ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھا تھا، فرمایا کہ روبرو میرے بیان کرو تم ۔کہ بہتر ایمان کی قسموں میں سے ایمان کن لوگوں کا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا؛ یارسول اللہ ایمان فرشتوں کا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ایمان سے کیا چیز منع کرنے والی ہے۔جانتے ہو کہ فرشتوں کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے۔یعنی قرب جلال الٰہی کا ان کو میسر ہے۔آدمیوں نے عرض کیا۔یارسول اللہ ،ایمان پیغمبروں کا۔فرمایا کہ ایمان پیغمبروں کا کیا تعجب ہے کہ حق تعالی نے ان کو ساتھ رسالت اور اپنی نبوت کے ساتھ ممتاز فرمایا۔آدمیوں نے عرض کیا؛ یارسول اللہ، ایمان ان لوگوں کا جو ساتھ انبیاء کے حاضر ہوئے اور دین کے اوپر اپنی جان کو قربان کیا اور شہادت پائی۔فرمایا کہ ایمان ان کا کیا عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاء کی صحبت میں رہے اور طور وضع (نبیؑ کے معجزات سے بھری زندگی) کو دیکھ کر ایمان لا کر یقین حاصل کیا۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ؛ پس آپ ہی فرمائیں کہ ایمان کونسے فرقے کا افضل ہے؟ فرمایا کہ ایمان اس فرقے کا (افضل ہے) کہ ابھی اپنے باپ دادوں کی پشت میں ہیں اور وہ میرے بعد پیدا ہونگے اور میرے اوپر ایمان لائیں گے اور مجھے انہوں نے نہیں دیکھا اور اسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباسؓ سے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں صبح کو اٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے؟ تا کہ وضوء کروں ۔تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس جگہ پانی نہیں۔فرمایا کہ کسی کے پاس پینے کا پانی بھی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے ایک آب خورہ (یعنی تھوڑا سا پانی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیوں کو اس آب خورہ میں رکھ کر بلالؓ سے فرمایا کہ لشکر میں آواز دے تا کہ لوگ آئیں اور وضو کریں۔لوگ آتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درمیان

انگلیوں سے وضو کرتے رہے اور پانی فوارہ کی طرح انگلیوں میں جوش مارتا تھا۔اور ابن مسعودؓ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے میں مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھے اور صبح کی نماز ادا فرمائی۔بعد نماز صبح کے صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو مخلوقات کے درمیان کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اس کے عجائبات میں سے ہے۔عرض کیا کہ یا رسول اللہ، فرشتوں کا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے امر اور نہی الٰہی کو پہچانتے ہیں۔ان کا ایمان تعجب خیز نہیں ہے۔عرض کیا یارسول اللہ ،ایمان پیغمبروں کا۔فرمایا کہ پیغمبروں پر آسمان سے وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے،پیغمبروں کو کیا ہوا کہ وہ ایمان نہ لائیں۔عرض کیا یا رسول اللہ ،ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یاروں کا۔فرمایا کہ میرے یاروں کا ایمان بھی تعجب خیز نہیں ہے۔اس لئے کہ میں ان کے درمیان موجود ہوں،اور ہر دم اور ہر لحظہ مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔ایمان دراصل اس گروہ کا تعجب خیز ہے جو میرے بعد آئیں گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لائیں گے اور میری تصدیق کی گواہی دیں گے اور یہی لوگ ہیں میرے بھائی اور تم میرے یار۔اور ابو داود طیالسی نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص روبرو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آیا اور کہا کہ اے ابا عبدالرحمن آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہاں۔اس شخص نے کہا کہ ان زبانوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ نے کلام بھی کیا ہے؟ کہا ہاں۔پھر پوچھا کہ آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت بھی کی؟ کہا ہاں۔اس شخص کی حالت وجد کی سی ہوگئی اور کہا کہ آپ کتنے خوش قسمت ہو،(کہ آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کر کے بیعت کی ہے)۔حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک بات کہتا ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ مجھے دیکھا اور میرے اوپر ایمان لایا اور خوشحال ہے اور پھر خوشحالی ہے اس شخص کے واسطے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا۔ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن فرمارہے تھے کہ ایک جماعت میری امت سے میرے بعد ایسی پیدا ہوگی کہ میری محبت میں اس قدر فریفتہ ہوگی کہ اپنی اہل وعیال اور مال واسباب کے بدلے میرا دیدار حاصل کریں۔ (ملخص اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز حصہ اول)

عن انس ابن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ طوبی لمن آمن بی ورآنی مرۃ وطوبی لمن آمن بی ولم یرنی سبع مرار (رواہ احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو تو ایک بار مبارکباد اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اس کو سات بار مبارکباد (احمد)

ایمان بالغیب کی ایک عجیب حکمت

اگر اللہ تعالیٰ اس دنیا ہی میں خود کو دکھا دیتے تو اتنے انسان کاہے کو دوزخ میں جاتے کیونکہ اللہ کو دیکھنے کے بعد کفر وفسق کی ہمت کسی کو بھی نہ ہوتی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ پھر امتحان کاہے کا ہوتا اگر دنیا میں کوئی ممتحن پرچہ آوٹ کر دیتا ہے تو لوگ کہتے ہیں ممتحن بڑا ظالم تھا کہ جن لڑکوں نے امتحان کی تیاری میں اپنا خون پسینہ گرایا تھا ان

کے ساتھ وہ لڑ کے بھی کامیاب ہو گئے جنہوں نے کچھ محنت نہیں کی تھی اس ممتحن نے ہزاروں کے خون اور پسینے کو رائیگاں کر دیا۔ اسی طرح اگر اللہ اپنے کو دکھا دیتا تو اللہ پر ظلم کا الزام عائد ہوتا کہ انبیاء اور شہداء جن کے کلیجے منہ کو آ گئے تھے جنہوں نے بغیر دیکھے اللہ کے راستے میں اپنا خون بہایا تھا ان کا خون رائیگا چلا جاتا حق تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حق تو ان لوگوں کو تھا لیکن اگر اللہ خود کو دکھا دیتا تو یہ پرچہ آؤٹ ہو جاتا اور کافر ومشرک بھی اللہ کو مان لیتے اور بغیر ایثار وقربانی کے جنت میں چلے جاتے اور انبیاء وشہداء کی محنتیں اور کافرین کی نافرمانیوں کی جزا ایک ہی ہو جاتی دونوں کا درجہ مساوی ہو جاتا جو ظلم تھا اور جو حق تعالیٰ کی شان کے منافی ہے۔ (خزائن معرفت ومحبت للشیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ)

باب۔غیب کی تعریف،غیب کیسے کھتے ھیں غیب کی حقیقت کے متعلق بحث پر۔

اس باب میں غیب کی تعریف،غیب کے معنی،غیب کی حقیقت ،کونسا علم ذاتی ہے اور کونسا علم عطائی ہے، کس کا علم سب سے زیادہ ہے وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

علم غیب کی جامع مانع تعریف

علم غیب وہ ہے جو بلا واسطہ اسباب ہو۔جب بھی وہ بالواسطہ آئے گا تو حقیقی معنی میں علم غیب نہ ہوگا بلکہ علم غیب کی ہو بہو حکایت اور من وعن نقل ہوگی اور سب جانتے ہیں کہ علم کے عادی وسائل میں سے وحی الٰہی بھی ایک وسیلہ ہے بلکہ اولین وسیلہ ہے جس کے توسط سے علم بشریت کے علم کی ابتدا ہوتی ہے۔

انسان کا علم ہر حال میں عطائی ہے

انسان خواہ مشاہدات کا علم حاصل کرے یا مخفیات کا چونکہ وہ اسباب عادیہ کا تابع ہے خواہ وہ حسی ہوں یا معنوی اس لئے اس کا علم ذاتی نہ ہوگا،عطائی ہوگا اور عطائی علم چونکہ اسباب عادیہ کے تحت ہوتا ہے اس لئے اس کے حامل کو عالم الغیب نہ کہیں گے۔ہاں حق تعالی شانہ کا علم تمام چیزوں کے متعلق خواہ کھلی ہوئی ہوں یا خفیۃً چھپی ہوئی ہوں علم غیب ہوگا۔کہ سارے اسباب سے بالاتر محض ذاتی ہے۔جس میں عطائی ہونے کا شائبہ تک نہیں۔ (گلدستہ تفاسیر)

شریعت میں علم غیب کا مخصوص معنی

شریعت میں علم غیب کا لفظ لغت نہیں بلکہ اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کے معنی چھپی ہوئی یا غائب اشیاء کے جان لینے کے نہیں بلکہ اس علم کے ہیں جو عادی وسائل کے واسطہ کے بغیر خود بخود حاصل ہو۔ یعنی وہ اسباب عادیہ سے غائب ہو اور جو انکے ذریعہ نمایاں نہ ہو۔

مثلاً ہم حواس خمسہ کے ذریعہ محسوسات کا علم حاصل کریں تو اسے علم غیب نہیں کہا جائے گا۔ یا مثلاً ہم نے سوچ بچار، عقل وتدبر اور فکر ونظر سے چند نامعلوم نتائج معلوم کر لئے جو بلاشبہ ہمارے لحاظ سے غیب تھے۔ لیکن نہیں کہا جائے گا کہ ہمیں علم غیب حاصل ہو گیا۔ کیونکہ ان نتائج کا ادراک ہمیں فکر ونظر اور سوچ بچار کے وسیلہ کے بعد ہوا۔ جو اس کام کے حاصل کرنے کے طبعی اسباب مانے جاتے ہیں۔ اور اسباب طبعیہ کے توسط سے جو علم حاصل ہوا اسے اصطلاح میں علم غیب نہیں کہا جاتا۔

یا مثلاً، تجربہ سے ہمیں بہت سی مخفی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو ناتجربہ کاروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ مگر پھر بھی ان مخفیات کے علم کو علم غیب نہیں کہیں گے۔ کیونکہ تجربہ خود آلات علم میں سے ہے۔ جو عادتاً تجرباتی علوم کے لئے بطور سبب اور وسیلہ کے استعمال ہوتا ہے۔

یا مثلاً، اہل اللہ اور اولیائے کرام کو کشف والہام کے ذریعہ کسی بات کا علم ہو جائے جو یقیناً ایک مخفی امر تھا تو لغتاً تو اسے علم غیب کہہ سکیں گے کہ غیبی امور کا انکشاف ہوا۔ لیکن شرعاً علم غیب نہ کہیں گے۔ کیونکہ کشف والہام بھی بہر حال حصول علم کا ایک قدرتی اور عادی وسیلہ ہے جو مخصوص افراد کو دیا جاتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ

بڑے بڑے اسرار پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

یا مثلاً، انبیآء و رسل اگر وہ غیب کی باتیں امت کو بتاتے ہیں تو نہ اس لئے کہ یہ غیب ان کی ذات میں تھا اور نہ از خود اس پر ازل سے مطلع تھے بلکہ اللہ کے بتانے اور سکھانے پر انہوں نے غیبی حقائق پر اطلاع پائی اور اطلاع دی اس لئے انبیآئے کرام کے علم کو علم الغیب نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ ان کا یہ علم بالواسطہ ہے نہ کہ بلاواسطہ۔

یا مثلاً، علم نجوم، منجم، جفار، رمال، کاہن، طبیب، پامسٹ وغیرہ بہت سی پیشین گوئیاں کرتے اور مستقبل کی ضربیں اپنے علم ومہارت اور ظن وتخمین سے دیتے ہیں۔ یہ لوگ فنی طور پر قواعد فن سے استدلال کر کے ان معلومات تک پہنچتے ہیں جو ظن وتخمین کی حدود سے آگے نہیں بڑھتیں اور سب جانتے ہیں کہ ظنی امور جیسے اتفاقی طور پر واقعہ کے مطابق ہو سکتے ہیں ایسے ہی خلاف واقعہ بھی ثابت ہو سکتے ہیں، تو ایسے علم کو بھی علم غیب ہرگز نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ یہ بالواسطہ ہے نہ کہ بلاواسطہ۔ (ملخص از گلدستہ تفاسیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم بے نظیر و بے مثال ہے

مگر اس سے اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تمام کائنات جن و بشر اور روح وملک میں سب سے وسیع تر سب سے زیادہ اور بے نظیر و بے مثال علم حضرت اعلم الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا ہے۔ عالم میں نہ اتنا بڑا عالم باللہ اور عارف حق پیدا ہوا نہ ہوگا۔ اگر کوئی حضورؐ کے اس علم کی عظیم وسعت وکثرت اور زیادت وجامعیت میں شک کرے اور آپ کے اعلم الخلائق ہونے میں اس کو تامل ہو تو وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ لیکن اس یقینی اور ناقابل تامل علم عظیم کی وسعت ثابت کرنے

کا طریقہ یہ ہرگز نہیں کہ رسولوں کو خدا کہا جائے۔مخلوق کو خالق کے برابر کر دیا جائے ۔اور انہیں ذرہ ذرہ کا علم اور ما کان و ما یکون کا جاننے والا کہہ کر ان کے علوم ہدایت واصلاح میں زید، عمر، بکر، کی خانگی جزئیات، دنیا بھر کے انسانوں کے تمام ذہنی وساوس وخطرات اور حوادث عالم کے روزمرہ کے تمام افسانے ان کے علم کا جزو قرار دے دیئے جائیں کہ اس سے نہ صرف سلیم طبع ہی انکاری ہیں بلکہ خود جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انکار واعراض فرما رہے ہیں اور نہیں چاہتے کہ یہ جزئی جزئی قصے اور دور از کار معلومات آپ کے ظرف علم میں بھرے جائیں (گلدستہ تفاسیر)

اول، آخر، ظاہر، باطن سب اللہ ہی اللہ

ھو الاول لیس قبلہ شیئ و ھو الآخر لیس بعدہ شیئ و ھو الظاہر لیس فوقہ شیئ و ھو الباطن لیس دونہ شیئ

وہی (اللہ) اول ہے اس سے قبل کوئی شے نہیں، وہی آخر ہے اس کے بعد کوئی شے نہیں، وہی ظاہر ہے اس سے اوپر اور نمایاں کوئی شے نہیں، وہی باطن ہے اس کے اندر کوئی شے نہیں۔غرض اللہ تعالی ہی کی وہ ذات ہے جو اول ، آخر، ظاہر و باطن ہے۔جس میں صفات کمال بھی ہوئی نہیں ہیں ، بلکہ اس کی ذات سے صادر ہو رہی ہیں ۔منبع کمال خود ذات ہے، ذات کو صفات کمال سے خروج نہیں ہے بلکہ صفاتِ کمال کو ذات سے عزت ملی ہے کہ وہ اس سے اسی طرح پھوٹ رہی ہیں جیسے سورج سے شعائیں پھوٹتی ہیں۔ پس جیسے سورج کی عزت کرنوں سے نہیں بلکہ کرنوں کی عزت سورج سے ہے کہ اس سے واسطہ ہیں ایسے ہی علمی اور عملی کمالات سے اسے عزت نہیں ملی بلکہ ان کمالات کی عزت اس لئے ہے کہ وہ ذات عزت کے آثار ہیں اور اس سے سرزد شدہ ہیں۔ (گلدستہ تفاسیر)

علم غیب صرف اللہ کے لئے ہے

ارشادخداوندی ہے۔

وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الاہو ویعلم ما فی لبر والبحر وماتسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولارطب ولایابس الافی کتب مبین(سورۃالانعام)

اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں وہی جانتا ہےاور جو کچھ خشکی اورتری میں ہےاسے بھی جانتا ہے، جوبھی پتا گرتا ہےاسے بھی جانتا ہےزمین کے نیچے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسانہیں اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو واضح طور پرلکھی ہوئی نہ ہو۔

دوسری جگہ ارشادخداوندی ہے۔

قل لایعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ ومایشعرون ایان یبعثون)

اے پیغمبرآپ اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ کوئی نہیں جانتا آسمان وزمین کی غیب اور پوشیدہ چیزوں اور احوال کوسوائے اللہ کے اور وہ(انسان) نہیں جانتے کہ ان کوکب اٹھایاجائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کان و ما یکون کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے اور یہ خاصیت اللہ تعالی کی ہے نہ کہ کسی مخلوق کی بلکہ مخلوق کا علم جس قسم کا بھی ہو وہ عطائی ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں ہرقسم کے شریک سے پاک ہے۔ تو جو کان و ما یکون کا علم غیراللہ کے لئے ثابت کرنے کی کوشش کرے گا وہ شرک کے اندر داخل ہوگا۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **ان الشرك لظلم**

عظیم ۔کہ بے شک شرک البتہ بہت بڑا ظلم ہے۔دوسری جگہ ارشا دخداوندی ہے۔

ان اللہ لایغفر ان یشرک ویغفر مادون ذلک لمن یشآء (سورۃ نسآء)

بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے شرک کے علاوہ جس (گناہ) کو چاہے معاف فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ شرک جیسے نا قابل معافی جرم سے ہماری حفاظت فرمائیں آمین۔تو حاصل کلام یہ ہوا کہ پس ذات خول نہیں ہے کہ صفات اس میں پانی کی طرح بھری ہوئی ہیں بلکہ صمد ہے ٹھوس ہے کہ ہر کمال ذات کا جوہر ہے جوذات سے سرزد ہورہا ہے اس لئے غیب اس کی ذات کا جوہر ہے کسی کا داخلی یا خارجی یا اوپر نیچے کے وسیلے یا سبب سے حاصل شدہ نہیں۔اور ظاہر ہے کہ جب ذات خود بذاتہ عالم الغیب ہے تو علم غیب اصل میں ذات حق کی چیز ہوئی کسی غیر کی نہ ہوئی۔کیونکہ جو غیر بھی غیب پر مطلع ہوگا اس کے واسطہ سے ہوگا اور ظاہر ہے کہ علم کا اس کے واسطہ سے آنا ہی اس کی دلیل ہے کہ وہ علم اپنا نہیں جیسے بلاواسطہ ازخود ہونا اس کی دلیل ہے کہ وہ علم اپنا ہے۔(ملخص از گلدستہ تفاسیر)

صرف اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے

یعنی (**علی غیبہ**) کے کلمہ سے غیب کو اپنی ذات کی طرف منسوب فرما کر اور باالفاظ دیگر غیب کو اپنی ذاتی چیز بتلا کر واضح فرمادیا کہ وہ اطلاع دہندہ غیب اور عالم غیب اس لئے ہے کہ اس نے کسی سے اطلاع پا کر غیب کی اطلاع نہیں دی اور وہ کسی کے بتائے ،سکھائے سے غیب دان نہیں ہوا بلکہ غیب اس کی اپنی ذاتی چیز ہے، اور وہ بذاتہ عالم الغیب ہے۔

باب۔شرک اوراُس کی مذمت

شرک یہی نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ پاک نے اپنی ذات وصفات کے لئے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجالا یا جائے؛ مثلاً ہر قسم کا رکوع، سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے۔اسی طرح مَنت ،قربانی اللہ کے نام پر کی جائے گی۔اسی طرح مشکل وقت میں پکارنا اور ہر جگہ حاضر، ناظر، عالم الغیب،مختار، کل ،حاجت روا،مشکل کشا،وغیر ذلک، یہ مخصوص ہیں ایک اللہ رب العزت کے ساتھ جو ہر عیب، نقص سے پاک ہے اور ہر صفت کمال کے ساتھ متصف ہے۔اور مذکورہ صفات میں اللہ اللہ تعالی کے ساتھ دوسروں کا بھی حصہ کرنا یعنی پورا نہیں بلکہ کچھ حصہ کرنا، جاننا یہ سب شرک کی مختلف شکلیں ہیں جبکہ رکوع، سجدہ صرف اللہ ہی کی ذات اقدس کے لئے مخصوص ہے،قربانی اسی اللہ کے لئے کی جاتی ہے،منت بھی اسی اللہ کی مانی جاتی ہے ،مشکل وقت میں بھی صرف اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے وہی ہر جگہ حاوی ونگران ہے اور ہر طرح کا تصرف واختیار اسی کے قبضے میں ہے۔اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو یہ شرک ہے۔گو یا اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھا جائے اور اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے پھر اس معاملہ میں نبیؑ، ولی، فرشتے، جن، شیطان، بھوت وغیرہ سب برابر ہیں،جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے شرک ہوگا اور کرنے والا مشرک ہوجائے گا۔(تقویۃ الایمان)

شرک کی قسمیں

وجوہ شرک دو ہیں

① **الجهل عن المسائل الشرعية**

(مسائل شرعیہ سے جہالت۔

② **والتجاوز عن الحد الشرعي في الحب والتعظيم**

(کسی کی محبت اور تعظیم میں حدودشرعیہ سے تجاوز کرنا)

اسی طرح شرک کی دو قسمیں ہیں 1 اعتقادی 2 فعلی۔

پھر شرک اعتقادی کی چار قسمیں ہیں

① شرک فی الدعاء ② شرک فی العلم ③ شرک فی التصرف ④ شرک فی العبادۃ۔

تفصیل یہ کہ اگر کسی کو مافوق الاسباب (یعنی بغیر اسباب کے) دور سے پکارا جائے کہ وہ مجھے جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے تو اگر دور سے پکارتے ہیں یہ شرک فی الدعاء ہے۔ اور اگر اس کی نذر ونیاز دیتے ہیں تو یہ شرک فی العبادۃ ہے۔ اور اگر یہ خیال وعقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مجھے نفع یا نقصان دے سکتے ہیں تو یہ شرک فی التصرف ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دور سے وہ مجھے جانتے ہیں، میرے حالات سے وہ باخبر ہے تو یہ شرک فی العلم ہے۔

مشرک یہ سارے کام کرتا ہے۔ اب یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ پاک نے کون کون سی چیزوں کو اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائی ہیں تا کہ ان میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ ایسی چیزیں بے شمار ہیں ہم یہاں چند چیزوں کو بیان کرنے پر اکتفا کر لیتے ہیں تا کہ لوگ ان کی مدد سے دوسری باتیں بھی سمجھ لیں۔

سب سے پہلے شرک کی ابتدا کیسے اور کہاں سے ہوئی؟

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

وقالوا لاتذرن اٰلہتکم ولاتذرن وداً ولاسوعاً ولایغوث ویعوق ونسراً قال ھٰذہ اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکو اوحی الشیطٰن الی قومھم ان اَنصبوا الیٰ مجالسھم التی کانوا یجلسون فیھا انصاباً وسموا باسمائھا حتیٰ اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبرت (تفسیر ابن کثیر سورۃ النور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیات ہے،، انہوننے کہا ہرگز مت چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ،، وَد، اور سُواع کو اور نہ یغوث اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو (یہ بتوں کے نام ہیں) اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں یہ سب قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگ تھے۔ جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات سمجھائی کہ یہ صالح لوگ جس جگہ بیٹھتے تھے وہاں بطور یادگار پتھر نصب کرو اور اس پتھر کو ان کے نام سے پکارو۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ لوگ بھی مر گئے اور ان سے علم اٹھ گیا تو ان کی اولاد نے ان پتھروں اور یادگاروں کی پرستش شروع کر دی۔،،

ایسے ہی روایت ابن جریر محمد بن قیس سے بھی ہے۔،، بہت سے لوگ صالحین (ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر) کے تابعین تھے۔ اور ان کی پیروی کیا کرتے تھے جب یہ صالحین وفات پا گئے تو ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنا کر رکھ لیں تو ان کی تصویروں کی وجہ سے ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ولولہ اور شوق پیدا ہوگا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان صالحین کی تصاویر بنا کر رکھ لیں۔ جب یہ لوگ بھی مر گئے اور ان کے بعد کی نسل آئی تو شیطان نے انہیں یہ سمجھایا کہ تمہارے اباو واجداد ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان ہی کے وسیلے سے بارش ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت میں لگ گئے۔،، (فتح

المجید،ص،۲۲۲)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:،،پہلے پہل جن لوگوں نے ان کی تصاویر بنائی ،وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ ان کی تصاویر سے ان کی یاد آئے گی اور ان کے اعمالِ صالحہ یاد آئیں گے۔ یہ تصاویر ان جیسے اعمال صالحہ اور امور خیر پر اکسائیں گی۔اور زیادہ سے زیادہ نیکی کا سبب بنیں گی، ان کی قبروں کے پاس جاکر اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کیا کریں گے۔ پھر ہوا یوں کہ جب اگلی نسل آئی تو وہ اصل بات بھول گئی اور ان تصاویر کا اصل مقصد ان کے ذہنوں سے فراموش ہوگیا۔پھر شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اباءواجداد ان تصاویر کی تعظیم وعبادت کیا کرتے تھے۔(چنانچہ وہ بھی کرنے لگے)(فتح المجیدِ ص ۲۲۳)

امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،،:شیطان قبر کے پوجاریوں کے دل میں ہمیشہ یہی بات القا کرتا رہا کہ قبروں پر عمارت اور قبے بنانا اور وہاں پر زیادہ سے زیاہ وقت گزارنا (اعتکاف کرنا)،،انبیاءوصالحین کی محبت کا مظہر ہے۔ان کے ہاں جاکر اگر دعا مانگی جائے تو وہ قبول ومستجاب ہوتی ہے۔جب وہ یہاں تک آگئے تو اب یہ بات ان کے دل میں ڈالی کہ اگر ان کو وسیلہ ٹھہرا کر دعا کرو گے اور ان کے نام کی قسم دیکر اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو دعا ضرور قبول ہوگی۔جب یہ بات ان کے ذہن نشین ہوگئی تو شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ اب تم براہ راست اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں سے دعا مانگو اور ان کو اپنا شفاعت کرنے والا سمجھو۔ ان کی قبروں پہ چادریں چڑھاؤ، چراغاں کرو، ان کا طواف کرو اور ان کو بوسے دو اور دور دور سے ان کی زیارت کو آؤ جیسا کہ حج کو سفر کیا جاتا ہے اور یہیں پہ آکے جانور بھی ذبح کرو۔نمک رکھ کر چاٹو،مٹی اپنے جسم پر ملو۔جب یہ بات طے ہوگئی تو شیطان نے ان کو گمراہی کے

اس درجے سے دوسرے درجے پر منتقل کردیا اور وہ یہ کہ وہ لوگوں کو بھی ان کی عبادت کی طرف بلائیں اور ان قبروں پہ آکے عبادت کے اعمال بجالائیں (تہوار اور عرس منائیں) چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ یہ اعمال ان کی دنیا کے لئے بھی بہت مفید ہیں (مالامال ہوگئے) اور آخرت میں بھی۔ جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو شیطان انہیں یہاں تک لے آیا کہ وہ کہنے لگے جو شخص ان اعمال سے روکے وہ بزرگوں کے مراتب عالیہ کا منکر ہے، گستاخ ہے، ان کی شان میں کمی کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی کوئی قدرو قیمت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اہل توحید پر غضبناک ہوجاتے ہیں اور ان کے خلاف ان کے دل اڑنے لگتے ہیں، بلکہ ان اہل توحید کو گمراہ اور غلط سمجھ کر ان سے جھگڑتے رہتے ہیں۔

دین ابراہیمی کے بعد عرب میں بت پرستی کس طرح پھیلی؟

دین ابراہیمی عرب میں زیادہ نہیں ٹھہرہ۔ پورے ملک میں بت پرستی پھیل گئی۔لوگ خدا کے ساتھ مورتیوں کو بھی پوجنے لگے۔ان کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھنے لگے۔ان کا عقیدہ تھا، یہ خدا کے ساجھی اور ہمارے سفارشی ہیں۔یہی حاجات روا اور مشکل کشا ہیں۔ چنانچہ مصیبتوں میں انہی کو پکارتے،فریادیں بھی ان ہی سے کرتے اور مرادیں بھی ان ہی سے مانگتے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام تو خالص توحید کے داعی تھےاور شرک و بت پرستی سے بے زار۔لیکن یہ لوگ ان کو بالکل ہی بھول گئےاور مورتیوں کے پجاری بن گئے۔لیکن ایسا ایک دم ہی نہیں ہوگیا۔اس میں بھی زمانہ لگا۔نہ جانے کتنی صدیاں بیت گئیں اور نہ جانے کتنی نسلیں گزر گئیں۔تب کہیں جا کر شرک کے پیر جمے۔

یہ شرک آیا کہاں سے؟ بت پرستی کو،فروغ ہوا کیسے؟ بات یہ تھی کہ ابراہیم اور

اسمٰعیل علیہما السلام سے عربوں کو بے انتہا عقیدت تھی۔ چونکہ کعبہ انہی دونوں کی تعمیر تھی۔ اس لئے ان کو کعبہ سے بھی بڑی محبت تھی۔ پھر یہ محبت اسی تک محدود نہ رہی۔ اس کے اردگرد جتنے پتھر تھے، وہ بھی ان کے نزدیک بہت ہی محبوب اور متبرک بن گئے۔

اب اگر وہ مکہ سے باہر جاتے، چاہے روزگار کے لئے، چاہے کاروبار کے لئے تو وہاں کا ایک پتھر بھی ساتھ لے لیتے۔ ان کا خیال تھا، اس سے سفر میں برکت ہوگی اور مقصد میں کامیابی۔ پھر بات یہیں تک ہی نہ رہی۔ بلکہ جو لوگ مکہ سے کچھ دور رہتے تھے وہ کعبہ کے پاس سے پتھر اٹھا اٹھا کر لے گئے اور اپنے یہاں نصب کر لیے۔ اب وہ کعبہ کی طرح ان کا طواف کرتے۔ حجر اسود کی طرح ان کو بوسہ دیتے۔ اس طرح وہ عقیدہ جس کے خلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام پیہم جہاد کیا تھا، عرب میں پھر لوٹ آیا۔ پھر ایک بات اور تھی جس کی وجہ سے یہ عقیدہ بہت تیزی سے پھیلا۔ وہ یہ کہ آتش فشاں پہاڑ پھٹنے سے لاوے کی شکل میں جو پتھر نکلتے وہ ان کو آسمان سے آکر ٹوٹے ہوئے تارے تصور کر کے متبرک سمجھنے لگے کیونکہ بعض قومیں تاروں کی عظمت کی قائل تھیں۔

اب نسلوں پر نسلیں گزرتی رہیں یہاں تک کہ پتھروں کو متبرک اور معبود سمجھنے کا عقیدہ پختہ ہوگیا۔ اب جو بھی اچھا یا کسی مخلوق کی مشابہ پتھر مل جاتا۔ اس کی عظمت ان کے دل میں بیٹھ جاتی اور وہ اس کو پوجنے لگتے۔

پھر ایک قدم اور آگے بڑے۔ وہ یہ کہ خود پتھروں کو تراشتے، اپنی پسند کے مجسمے بناتے۔ جس بزرگ یا دیوتا سے چاہتے منسوب کرتے اور جو دل چاہتا ان کے نام رکھ لیتے۔ پھر ان کو ایک جگہ نصب کر کے پوجنا شروع کر دیتے، عقیدت و محبت میں ان پر نزرانے چڑھایا کرتے کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔

مکہ میں سب سے پہلے جو بت داخل ہوا اور پھر صحن کعبہ میں نصب ہوا، وہ ہبل تھا۔اس کو لانے والا شخص عمرو بن لحی تھا۔یہ کہیں سفر کر رہا تھا۔دیکھا کہ لوگ مورتیاں پوج رہے ہیں ۔اس کو یہ اچھا معلوم ہوا اور ایک بُت منت سماجت کر کے ساتھ مکہ لایا۔اور پھر رفتہ رفتہ کعبہ میں اور مورتیاں آئیں ۔ان میں دو مشہور مورتیاں اساف اور نائلہ بھی تھیں۔ یہ چاہ زمزم پر نصب تھیں۔جو اس وقت پٹ چکا تھا۔بہتیرے تو اس کے نام تک سے نا آشنا تھے۔

یہی نہیں ، بیشتر قبیلوں کی اپنی اپنی مورتیاں بھی تھیں ، جو ادھر ادھر مختلف علاقوں میں نصب تھیں ۔مثلا:۔

عزیٰ: یہ قریش کی سب سے بڑی مورتی تھی۔

لات: طائف میں ایک قبیلہ تھا ثقیف ، یہ اس کی مورتی تھی۔

منات: مدینہ میں دو مشہور قبیلے تھے،اوس اور خزرج ۔یہ ان کی مورتی تھی ۔ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مورتیاں تھیں۔

وہ ابراہیم علیہ السلام جس نے نمرود جیسے ظالم بادشاہ کا تن تنہا اللہ کے بھروسے پر ان کے تمام تر بتوں کو توڑ کر تہس نہس کر کے مقابلہ کرتے ہوئے آگ نمرود میں گئے ۔اللہ کی مدد سے چالیس دن گزار کر صحیح سلامت نکل آئے۔

یہ وہی گھر تھا جسے حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیھما السلام نے اپنا خون پسینہ ایک کر کے بڑی آرزؤں اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس لئے بنایا تھا ۔تاکہ یہ توحید کا مرکز رہے۔رب العلمین کا سب سے بڑا گھر بنے۔لیکن قوم نے ساتھ نہ دیا تو یہی خانہ خدا بت خانہ بن گیا۔

وہ عظیم باپ جو بت شکن تھا ۔اس کی اولاد بت پرت بنی۔(ملخص از

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وسیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حقیقتِ شرک۔

اشیاء اپنے اضداد (مخالف و مقابل) کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں ،۔معرفت توحید حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں شرک کی حقیقت بھی معلوم ہو۔
شرک کی تین قسمیں۔

۱ ربوبیت میں شرک

اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔(ا) شرک تعطیل ،،اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو معطل ٹھہرا دینا۔اس سے مراد بعض گمراہ فلسفیوں کے نظریات ہیں جو اس کائنات کی ابدیت کے قائل ہیں (یعنی یہ کائنات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے رہے گی ، ان کا یہ دعویٰ باطل اور غلط ہے اس لئے کہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ وجود باری تعالیٰ کے ہی منکر ہیں جس کی وجہ سے وہ کافر قرار پا چکے ہیں) ان میں بعض لوگ وحدت وجود کی آڑ میں خالق ومخلوق اور رب وعبد کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں کرتے۔

(ب) یہ شرک کی وہ قسم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس کی ربوبیت کو تو معطل نہیں ٹھہرایا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ایک اور خدا کا وجود مان لیا جاتا ہے ۔مثلاً ،،نصاریٰ جو کہ تثلیث (یعنی تین خداؤں کے قائل ہیں ۔باپ خدا، بیٹا حضرت عیسیٰؑ، بیوی مریمؑ) یا مجوس جو کہ دو خداؤں کے قائل ہیں، ایک الٰہ خیر کا اور ایک الٰہ شر کا، اور ایسے ہی وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں قبروں کی پوجا کرتے ہیں یا اولیاء اللہ کی ارواح کو اللہ کی ربوبیت کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں۔اور یہ سمجھتے ہیں کہ

بزرگوں کی روحیں ان کی حاجات کو پورا کرتی ہیں۔

❷ توحید اسماء وصفات میں شرک

اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔(ا) پہلی قسم یہ ہے کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات کی کس طرح سے تاویل کی جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا میرے دیکھنے کی طرح ہے یا اس کا عرش پر مستوی ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ میں تخت پر بیٹھتا ہوں۔ کیونکہ عقیدہ یہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی ذات موجود ہے مگر وہ جسم اور احتیاجی سے پاک ہے اس لئے کہ یہ صفات محتاج ہونے پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اللہ، صمد، بے نیاز، غنی، سب سے بے پرواہ کسی شے کا محتاج نہیں۔

(ب) اس کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو جھوٹے خداؤں پہ منطبق کیا جائے جیسا کہ مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔وہ لات وعزیٰ کو الہ عزیز قرار دیا کرتے تھے۔

❸ توحید اُلوہیت یا توحیدِ عبادت میں شرک

یہ شرک، اکبر ہے اور اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ان افعال میں جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مخصوص ہونی چاہئے غیر اللہ کو شریک کیا جائے خواہ اس غیر اللہ کو خدا نہ مانا جائے۔اس کی دو قسمیں ہیں۔،، (ا) ایک قسم یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جاتی ہے ویسے ہی کسی نبی یا ولی یا غیر اللہ سے دعا مانگی جائے یا ایسے ہی دوسرے اعمال مثلاً شفاعت، محبت، خوف، وامید میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے۔

(ب) دوسری قسم جسے شرکِ اصغر کہا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ عبادت تو اللہ تعالیٰ ہی

کی کی جائے لیکن اس میں اخلاص نہ ہو، بلکہ ریا کاری ہو یا تصنع ہو یا طلب جاہ ومال کا بہانہ بنائے ۔جیسے حدیث پاک میں آتا ہے۔**من صلی یرائی فقد اشرك،ومن صام یرائی فقد اشرك**۔،، جس نے ریا، دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی یا روزہ رکھا اس نے یقیناً شرک کیا۔

شرک کے اسباب

درج ذیل میں شرک کے چند اسباب کو بیان کیا جاتا ہے کہ لوگ کیسے اور کونسے اسباب کو اختیار کرتے ہیں جن کے ارتکاب سے وہ شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اور یہ کہ شیطان جو بنی آدم کا ازلی دشمن ہے وہ کیسے اور کس طرح لوگوں کو توحید سے ہٹا کر شرک جیسے نا قابلِ معافی جرم اور سب سے بڑے گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

❶ شرک کا پہلا سبب: بزرگوں کی تعظیم ومحبت میں غلو یعنی حدِ شرعی سے تجاوز کرنا ہے

تاریخ انسانی بتلاتی ہے کہ توحید سے ہٹنے اور شرک میں گرفتار ہونے کا سب سے بڑا سبب اولیاء اور صالحین کی تعظیم میں انتہاء پسندی ہے۔یعنی بزرگوں کی تعظیم اور محبت میں خلافِ شرع اس قدر گرفتار ہونا کہ جو شرعی حدود سے بھی متجاوز ہو شرک کا سب سے بڑا اور پہلا سبب ہے۔یہی محبت شخصیت پرستی اور یادگار پرستی کی طرف لے جاتی ہے۔اسی محبت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام،کو بندے سے خدا کا رتبہ دے دیا۔کون یہ جرأت کرسکتا ہے کہ اولیاء اللہ اور بزرگوں کا ادب احترام نہ ہو۔حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،**من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر**

کبیرنافلیس منا۔جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت واکرام نہیں کرتا وہ میری امت میں سے نہیں۔جب بڑوں کی عزت واحترام کا حکم ہےتوصلحاء اور اولیاء اللہ کیا کہنا۔حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔**من عَادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنته بالحرب**۔جو کسی ولی کو اذیت دے(گالی دے، گستاخی کرے)اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔قرآن پاک میں اولیاء اللہ کے بارے میں ارشادخداوندی ہے۔

الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون۔،،خبردار(سن لیں اور سمجھیں)بے شک قیامت کے دن اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔،،) اس لئے بزگانِ دین نے فرمایا۔

باادب بانصیب۔۔۔۔بےادب بےنصیب۔۔

مگر اس سب کے باجود بھی دین کے اندر غلو،یعنی حدود شرعیہ سے تجاوز جائزنہیں۔اس لئے کہ پھر یہیں سے شرک جنم لیتا ہے۔شرک میں سب سے زیادہ وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جوصلحاء اوبزرگوں کی خلاف شرع ایسی محبت میں گرفتا توہوتے ہیں لیکن آداب محبت سے واقف نہیں ہوتے۔جبکہ **الدین کله ادب**،،شریعت آدابِ محبت کا ہی دوسرا نام ہے)اس محبت وتعظیم میں حدودشرعیہ سے تجاوزکرنے کوقرآن مجید میں،،غلو فی الدین،،کالقب دیا گیا۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یااهل الکتاب لاتغلوا فی دینکم (انساء) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو(انتہاپسندی)سے کام نہ لو۔،،چنانچہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

،،**لاتُطرُونی کماأطرتِ النصاریٰ ابن مریم (بخاری)** میری مدح میں اس طرح سے مبالغہ(حدشرعی سے تجاوز)نہ کروجس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم

کے بارے میں مبالغہ سے کام لیا۔(بخاری)

یہیں سے پھر آہستہ آہستہ شیطان انسانیت کے سامنے ان کے شرکیہ اعمال کومزین کر کے پیش کرتا ہے۔اور پھر خلق خدا کوشرک میں مبتلا کر دیتا ہے۔جبکہ شرک وہ بڑا گناہ اور عظیم جرم ہے جس کی معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔

❷ شرک کادوسرا سبب درمیانی واسطے

شرک کا بہت بڑا سبب مشرکین کی یہ ذہنی اختراع بھی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک براہ راست پہنچنا تو ممکن نہیں ہے۔اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت وسیلے اور واسطے اختیار کرنے پڑیں گے۔ چنانچہ وہ انبیاء اور صلحاء اور اہل قبور کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا واسطہ یا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔بالکل یہی حال مشرکین مکہ کا تھا۔قرآن مجید میں ہے،،

والذین اتخذوامن دونه اولیاء مانعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ(سورہ زمر) ،،اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور کارساز بنائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔،،

پھر بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی ہے کہ یہ درمیانی واسطے بذاتِ خود خدا بن جاتے ہیں۔آپ درج ذیل کے شعر سے ملاحظہ فرمائیے۔،،

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

اس سلسلے میں ایک اور گمراہی یہ ہے کہ درمیانی واسطوں کو شفاعت ومغفرت کا یقینی سبب سمجھا جاتا ہے۔ذہنیت ملاحظہ ہو۔کہتے ہیں:

شعر۔،،

پکڑے خدا اور چھڑائے محمدؐ
جو پکڑے محمدؐ چھڑا کوئی نہیں سکتا

یعنی سب کچھ اختیارات اب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ چاہے یا نہ چاہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہیں گے تو بخشوالیں گے اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کو پکڑنا چاہے تو اسے کوئی بھی نہیں چھڑا سکتا۔ اللہ تعالیٰ بھی وہاں پہ بے بس ہو جاتے ہیں۔ **نعوذ باللہ من ذالك۔**،،

اب آیئے درج ذیل آیات پہ کچھ غور کر لیجئے۔ ارشاد ربانی ہے۔،

من ذالذی یشفع عندہ الا بأذنہ (بقرہ)

کون ہے جو اس (اللہ) کے حضور اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے۔،،

ارشاد ربانی ہے۔،

ویعبدون من دون الله مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاءنا عند الله (سورہ یونس)

اور اللہ کو چھوڑ کے، اللہ کے سوا یہ ان ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ان کی شفاعت کرنے والے ہیں۔،، اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ (ارشاد ربانی ہے۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من أذن لہ الرحمٰن وقال صوابا (سورہ نباء)

جس روز روح (جبریلؑ) اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوا اس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ بھی ٹھیک بات کہے۔) اسی طرح حدیث پاک کا مفہوم ہے قیامت کے دن انبیا، صلحاء نیک لوگ اللہ رب العزت کی اجازت

سے گناہگاروں کی سفارش کریں گے۔

لیکن ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اس کے ہاں کوئی شفاعت بھی اس کی اجازت کے بغیر کام نہیں آتی۔

دیکھئے جب جلیل القدر نبی ابراہیم خلیل اللہ اپنے باپ سے گفتگو کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں۔،،قرآن مجید میں ہے؛۔ **لأستغفرن لك وما املك لك من الله من شيئ (ممتحنه)**،، (اے ابا) میں ضرور بالضرور آپ کے لئے مغفرت طلب کروں گا لیکن اللہ کے حضور (میں آپ کے بارے میں کچھ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا) میرے بس میں کچھ بھی نہیں۔،،

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی تو یوں وحی نازل ہوئی۔،

استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرةً فلن يغفر الله لهم (سورہ توبہ)

تم ان کے لئے مغفرت چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ان کے لئے ستر (۷۰) دفعہ بھی مغفرت مانگو تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت ہرگز نہ کرے گا۔،، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوب رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں ۔،رب **ان ابنی من اهلی وان وعدك الحق وانت احكم الحاكمين**،، اے رب میرا بیٹا میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ **ینوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح**۔ اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب۔ پھر فرمایا؛ **ولا تخاطبنی فی الذين ظلموا انهم**

مغرقون،، اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں یہ بیشک غرق ہوں گے۔ تو ان کی آنکھوں کے سامنے بیٹا غرق ہو رہا ہے مگر کچھ نہیں کر سکے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوضِ کوثر پر اپنی امتیوں کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے مگر کچھ لوگوں کو روک دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دمیان حائل آ جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ تو میری امتی ہیں۔ مگر ارشاد ہوگا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کا دنیا سے جانے کے بعد ان لوگوں نے دین میں کیا کچھ بدعات کا اضافہ کیا ہے۔ لہٰذا دین جو مکمل ہو چکا ہے اس کامل دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرنے والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ سفارش اللہ ہی حکم سے ہوگی وہ بھی جن کے بارے میں رب العالمین کی طرف سے اجازت مل جائے۔

❸ شرک کا تیسرا سبب صاحب کشف بزرگوں میں خدائی شائبہ سمجھنا

شرک کا ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں سے کشف و کرامات صادر ہوتی ہیں (اس زمین پر صاحب کشف اور باکرامت بزگ، صلحاء موجود ہیں جن کی ساری زندگی پورے دین پر عمل کرنے میں سنت کے مطابق گزرتی ہے۔ اور وہ ایک لمحے کے لئے بھی اللہ رب العزت سے غافل نہیں ہوتے۔ بزگوں کے ہاتھ جو کرامت صادر ہوتی ہے وہ ان کا ذاتی فعل نہیں ہوتا کہ جب چاہے اور جس طرح چاہے صادر کر دے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا ہے کہ جب کسی اپنے نیک ولی، بزرگ کے ہاتھ سے صادر فرما دے۔ کبھی کبھار خرقِ عادت ان کے ہاتھ سے کوئی کرامت صدر ہوتی

ہے یا بعض بزرگوں کو جو کشف ہوتا ہے یہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے)

مگر ان کی نسبت لوگوں کو یہ خیال آتا ہے کہ یہ خود خدا تو نہیں ہے لیکن ان میں کچھ نہ کچھ خدائی کا شائبہ ضرور ہے اور ادھر یہ طاغوتوں کا ٹولہ ہے جو، جوگیوں کی سی ریاضتیں کرتے ہیں۔قوت ارادی سے متعلق خاص ریاضتوں، منتر، ٹوٹکے اور اعمالِ سحر سے اپنے آپ کو فوق البشر ثابت کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طریقے سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کی گردنیں اپنے سامنے جھکا لیتے ہیں۔اگر کشف (یعنی دیکھنا) ہی بزرگی کا معیار ہوتا تو جنگ بدر میں صحابہ کرامؓ کو فرشتے اترتے ہوئے نظر نہیں آئے۔لیکن شیطان کو نظر آرہے تھے۔قرآن مجید میں ہے۔:،،

واذ زین لھم الشیطن اعمالھم وقال لاغالب لکم الیوم من الناس وانی جارلک فلما تراءت الفئتٰن نکص علیٰ عقبیہ وقال انی بریئ منکم انی اریٰ مالاترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب(سورہ انفال)

، ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔،،

اب کوئی مائی کا لال یہ کہہ سکتا ہے کہ شیطان جسے وہ کچھ نظر آیا جو صحابہ کرام کو نظر نہ آسکا کیا صحابہ کرام کے مقابلے میں زیادہ بزرگی رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صیاد نامی ایک کاہن تھا اور حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی اس نے فن کا مظاہرہ کیا لیکن وہ اسلام نہیں لایا وہ دوسروں کو ان کے دل کی باتیں بتادیا کرتا تھا ،کیا اسے بھی اولیاء اللہ کی صف میں شمار کرو گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابن صیاد کاہن نے یہ کہا کہ آپ اپنے دل میں کوئی بات چھپائیے ، میں بتادوں گا ۔آپؐ نے اپنے جی میں سورہ دخان کا خیال فرمایا اور ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے ایک بات اپنے دل میں چھپائی ہے تم بوجھو کیا ہے؟ ابن صیاد نے کہا ،، **الدخ ،الدخ**،، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔**اخساء فلن تغدوقدرك**،، تو رسوا ہو اپنی حد سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔،،(صحیح مسلم ،ج ۲،ص،۳۹۷)

اسی طرح کسی شخص کی دعاؤں کا کثرت سے قبول ہونا بھی ولایت کی دلیل نہیں ۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا قبول فرماتا ہے(خواہ وہ کافر فاسق ہی کیوں نہ ہو) حقیقت یہ ہے کہ ولایت اور بزرگی کا معیار تمام تر اوامر پر عمل کرنا اور تمام نواہی سے بچنا یعنی اللہ تعالیٰ کی خالص محبت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر مرمٹنا ہےاور ان کا اتباع ہی اصل دین ہے یعنی اللہ کے حکموں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت طریقوں کے مطابق پورا کرنا ہی اصل دین اور سب سے بڑی بزرگی وکرامت ہے بزگانِ دین اس پر قائم رہتے ہیں۔جبکہ اس سے انحراف ہی شرک کا سب سے بڑا سبب ہے۔شعر

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

۴ شرک کا چوتھا سبب صفات اِلٰہیہ میں شرک

گزر چکا کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں جن میں اس کا کوئی شریک

نہیں ہوسکتا۔ انسانوں کو شریک کردیتے ہیں۔ مثلاً کائنات کے اُمور میں تصرف اور علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں لیکن بہت سے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو علم غیب حاصل ہے اور ان کو الہ کی طرف سے اتنی قوتیں اور اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی صفات کی غیر اللہ سے نفی کرتے ہوئے اپنے لئے خاص کردیئے ہیں۔ دیکھئے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قل لاأملک لنفسی نفعاً ولاضراً الا ماشاء الله ولو کنتُ اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر ومامسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون (الاعرف)

اے نبیؑ تو کہدے میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور بُرے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کرلیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔ میں تو بس ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں امانت دار لوگوں کو۔،،

ایک دفعہ ایک شادی کے موقع پر حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ انصار کی چند لڑکیاں گا رہی تھیں گاتے گاتے انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا:۔ **وفینا رسول یعلم مافی غد،،** ہم میں ایک ایسا پیغمبر ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فوراً منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ نہ کہو بلکہ وہی کہو جو پہلے گا رہی تھیں (صحیح بخاری)،۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی غیب کا علم نہیں جانتا کہ کل کو کیا ہوگا یہ صفت خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے آپ ﷺ نے ان بچیوں کو منع فرمایا۔

شرک فی الصفات اور علمِ غیب کا مسئلہ

وہ مسئلہ جس کا نتیجہ انتہاء درجے کی بت پرستی اور بدترین شرک کی صورت میں ظاہر ہوا۔توحید اسماء وصفات پہ ایمان نہ ہونے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بعض ایسی صفات ہیں جن میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہوسکتا۔کہ غیر اللہ کو اس کا شریک کردیا جائے۔مثلاً یہ کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اگر انبیاء ،اولیاء یا ملائکہ کو علم غیب کی صفت سے متصف سمجھ لیا جائے تو یہ شرک فی الصفات ہوگا۔ یہ مسلمانوں کی بہت بڑی بدنصیبی ہے کہ ان کی بہت بڑی تعداد شرک کی اس خطرناک قسم میں گرفتا ہے۔یہ لوگ اپنی جہالت کے سب یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کو علم غیب حاصل ہے۔ان میں سے بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے بلکہ یہ علم ان کی ذاتی صفت ہے۔اس کے لئے انہیں کسی ذریعہ ووسیلہ کی محتاجی نہیں ۔یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ،، عالم ماکان ومایکون،، (جو کچھ تھا اور جو کچھ ہوگا سب کا علم رکھنے والا) یعنی کلیۃً علام الغیوب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔اگر یہ بات درست ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام کے ذریعہ وحی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ دیکھئے قرآنِ مجید اس معاملہ میں کس قدر وضاحت سے اپنا موقف بیان کرتا ہے۔،،ارشاد باری تعالیٰ ہے۔،

وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الاھو(سورہ انعام) اور خدا کے پاس ہی غیب کی کنجیاں ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔،**قل لااقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب(انعام)** اے پیغمبرؑ کہہ دو میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔،،**قل لایعلم من فی السمٰوت والارض الغیب الا اللہ (سورہ نمل)**

(اے پیغمبرؐ) کہدے کہ خدا کے سوا آسمانوں میں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔وہ لوگ جو انبیاء، اولیاء یا اہل قبور کے صاحب تصرف، مختارِکل اور عالم الغیب کے ہونے پہ ایمان رکھتے ہیں ان کو مندرج ذیل آیات پر غور کرنا چاہئے اور پھر اپنے ایمان کی صحت کا جائزہ لینا چاہئے۔، **قل لااملك لنفسی نفعاً ولاضراً الا مازاء الله ولوکنتُ اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر ومامسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون(الاعرف)**

اے نبیؐ تو کہدے میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور بُرے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔ میں تو بس ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں امانت دار لوگوں کو۔،

قل ماکنت بدعاً من الرسل وماادری مایفعل بی ولابکم ان اتبع الامایوحیٰ الی وماانا الانذیر مبین(الاحقاف)

ان سے کہو میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کردینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔

یہی حال اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات کا بھی ہے۔لوگ اس میں بھی غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں اور اس شرک فی الصفات والاسماء کے مرتکب ہوتے ہیں۔علم غیب کے بارے میں صحیح عقیدہ یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ہاں اپنے بندوں میں سے وہ جس کو چاہے جب بھی ،جتنا چاہے اپنی طرف سے علم عطا فرما دیتا ہے۔وہ چاہے تو سیدنا یوسف علیہ السلام گھر کے قریب کنویں میں پڑے

رہیں اور ان کے والد یعقوب علیہ السلام کو خبر نہ ہو۔ اور اگر وہ چاہے تو اسی بیٹے کی قمیص کی خوشبو مصر سے کنعان پہنچا دے۔ وہ چاہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈیڑھ ہزار سال بعد پیش آنے والے واقعات کا علم عطا فرما دے اور چاہے تو انہیں ان کی اپنی محبوبہ بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ کے بارے میں پورے ایک ماہ تک صحیح صورتِ حال معلوم نہ ہو سکے یہاں تک کہ سورہ نور کی آیات نازل ہوئیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت پر مہرِ قرآن ثبت ہوئی۔ بالفاظ دیگر علم غیب کسی بھی شخص کی ذاتی صفت نہیں بلکہ وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جس کو جتنا دینا چاہے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے علم عطا فرما دے۔ مگر یاد رہے کہ یہ حقیقت میں علمِ غیب نہیں اس لئے کہ یہ علم وحی کے ذریعے سے عطا ہوا ہے جو اسبابِ علم میں سے سب سے بڑا اسبب ہے۔

اصل نزاع

توحید عبادت (الوہیت) ہی وہ مسئلہ ہے جو اہل مکہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان باعث نزاع بنا۔ اس لئے کہ اہل مکہ یعنی کفار مکہ توحید ربوبیت کا انکار نہیں کرتے تھے۔ ان کا اصل انکار توحید الوہیہ سے تھا اور اسی توحید پہ وہ تعجب کرتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے۔ **اجعل الألهة الٰها واحدا ان هٰذا لشيئ عجاب(سورہ ص)**،، کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنے دیا ،واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔،، اس لئے کہ ان کا انکار اس توحید سے تھا جس کا افعالِ عبادت سے تعلق ہے وہ افعالِ عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتے تھے۔ افعالِ عبادت کیا ہیں۔ دعا، نذر و نیاز، قربانی، خوف، امید، توکل، رغبت، انابت۔ مشرکین مکہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی کا اصل سبب توحید عبادت تھا۔ اس لئے کہ توحید ربوبیت سے وہ لوگ انکار نہیں کرتے تھے۔ (جس

پر قرآن گواہی دیر ہا ہے۔،

قل لمن الارض و من فیہا ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل افلا تذکرون قل من رب السموت السبع ورب العرش العظیم سیقولون للہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانیٰ تسحرون (سورہ مؤمنون)

ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے، یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔ کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے۔،، ان سے پوچھو سا توں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں۔،،؟ ان سے کہو اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ کہو پھر تم کو کہاں سے دھوکہ لگتا ہے؟ اب بظاہر توحید کا اس قدر خالص عقیدہ رکھنے کے باوجود مشرک کیوں قرار دیے گئے۔ اس کی وجہ قرآن مجید کے الفاظ میں قرآن کی زبانی سنئے۔ ارشاد باری تعارحمۃ اللہ علیہ یٰ ہے۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین الا للہ الدین الخالص والذین اتخزوا من دونہ اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ان اللہ یحکم بینھم یوم القیٰمۃ فیما ھم فیہ یختلفون (سورہ زمر)

ترجمہ: ہم نے ٹھیک طور پر کتاب کو آپ کی طرف نازل کیا ہے سو آپ دین کو (اعمالِ عبادت کو) اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے اس کی عبادت کرتے رہئے۔ یاد رکھو کہ عبادت کے سارے اعمال صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوں۔ وہ لوگ جو

خدا کے سوا اوروں کو بھی (اعمال عبادت) میں شریک کرتے ہیں (وہ کہتے ہیں) کہ ہم تو ان کی یہ عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔،، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمادیں گے جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

تو معلوم ہوا کہ خرابی کی جڑ ہے قرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے، خود اسی وسیلہ سے شفاعت کے طلب کرنے کے بہانے ہیں۔ اسی کو اعمال عبادت میں شریک کرلیتے ہیں اور اسے بھی معبود ٹھہرا لیتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے،،

ام اتخذوا من دون الله شفعاء قل اولو کانوا لایملکون شیئاً ولایعقلون(سورہ زمر)

کیا اس خدا کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو شفیع بنا رکھا ہے۔ ان سے کہو کیا وہ شفاعت کریں گے خواہ ان کے اختیار میں کچھ نہ ہو اور وہ سمجھتے بھی نہ ہو؟

قل لله الشفاعة جمیعاًله ملک السموت والارض ثم الیه ترجعون(زمر)

کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے اللہ پر ایمان کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ومایؤمن اکثرھم بالله الا وھم مشرکون(سورہ یوسف)

اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ مشرکین عرب، اعمال عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے تھے مگر کہتے

تھے یہ شرک نہیں ہے۔ یہ شرک اس صورت میں سمجھا جائے گا جب ہم غیر اللہ (بتوں اور درمیانی واسطوں) کو خالق، رازق، مالک اور مدبر امر خیال کریں۔ اگر ہم انہیں صرف ذریعہ اور وسیلہ سمجھیں تو یہ شرک نہیں ہوسکتا۔

مشرکین مکہ اور موجودہ دور کے مشرکین کا تقابل

مشرکینِ عرب جن کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی، ان کے عقائد پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ توحیدِ ربوبیت کے قائل تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کو ہی پوری کائنات کا خالق و مالک جانتے تھے۔ مشرکین عرب کا اس بات پہ ایمان تھا کہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کا ہی ہے اور اللہ ہی ساتوں آسمانوں کا اور عرش عظیم کا رب ہے۔ ہر چیز کی بادشاہت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ ایمان رکھتے تھے۔ اللہ ہی ہر ایک کو پناہ دے سکتا ہے، اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید میں ان کے عقائد بیان کیے گئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے؛

قل لمن الارض و من فیھا ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل افلا تذکرون قل من رب السموت السبع ورب العرش العظیم سیقولون للہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانیٰ تسحرون (سورہ مؤمنون)

ان سے کہو بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے، یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔ کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے۔،، ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں۔،،؟ ان سے کہو اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے

اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ کہو پھر تم کو کہاں سے دھوکہ لگتا ہے؟

تو معلوم ہوا کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو ہی ہر چیز کا خالق، مالک، اور رب مانتے تھے۔ صرف اسی کو ہی ہر ایک کا پناہ دینے والا، دستگیر مانتے تھے۔ مگر اس سب کچھ کے بعد بھی انہیں مشرک قرار دے دیا گیا آخر کیوں؟، صرف اس لئے کہ وہ اللہ اور بندے کے درمیان وسیلے اور واسطے تلاش کیا کرتے تھے۔ کہیں لات، کہیں عزیٰ، کہیں ہبل، اور انہیں کے نام نذرونیاز اور نذرانے چڑھایا کرتے تھے اور انہیں کے ہاں جا کے مرادیں مانگا کرتے تھے۔ لیکن اس معاملے میں بھی مشرکین عرب کا حال بہت عجیب تھا۔ عام حالات میں تو وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے اور انہیں پکارتے تھے اور ان سے مرادیں مانگتے تھے۔ لیکن جب ان پر سختی اور مصیبت آپڑتی اور تکلیف کی گھڑی آجاتی تو وہ تمام جھوٹے خداؤں کو بھول کے صرف ایک خدا کے ہو رہے تھے۔ اور ایک خدا، اللہ رب العزت کو پکارتے کہ تیرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ قرآن مجید اس بات کی گواہی دیتا ہے۔،،

فأذا ركبوا فى الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجهم الى البر اذاهم يشركون (سورہ عنکبوت)

ترجمہ: پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو (ڈوبتے وقت) خدا کو پکارتے اور خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو پھر سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔،،

واذا غشيهم موج كالظلل دعوا الله مخلصين له الدين

فلمانجٰھم الی البر فمنھم مقتصد وما یجحدباٰیتناالاکل ختار کفور (سورہ لقمان)

ترجمہ: اور جب ان پر دریا کی لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں (یعنی سمندر کی لہروں سے کشتی جب ہچکولے کھانے لگتی ہے اور ڈوبنے لگتی ہے) تو خدا کو پکارنے اور خالص اسی کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو کم ہی ہیں جو انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہدِ شکن اور ناشکرے ہیں۔،،

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض أاِلٰہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون (سورہ نمل)

ترجمہ: کون ہے جو بے قرار کی دعا کو سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا بھی کام کرنے والا ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔،،

دوسری جگہ فرمایا۔

قل من ینجیکم من ظُلُمٰت البر والبحر تدعونہ تضرعاً وخفیۃً لئن انجٰنا من ھٰذہ لنکونن ن الشٰکرین قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم تشرکون (سورہ الانعام)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھو صحرا اور سمندروں کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے۔ کون ہے جس سے تم گڑگڑا کر اور چُپ چُپ کے دعائیں مانگتے ہو۔ کس سے کہتے ہو اگر اس بلا سے تم نے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ کہو اللہ تمہیں اس سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر تم دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔،،

یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ قرآن مجید کی یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ مشرکین عرب یہ علم وعقیدہ رکھتے تھے کہ مجبوری اور مصیبت کے عالم میں صرف اللہ تعالیٰ ہی انسان کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ چنانچہ ان آیات میں جو اصل بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب انتہائی مشکل اور سنگین حالات میں تم اللہ کی برگاہ میں جھکتے ہو تو پھر عام حالات میں دوسرا خدا اور معبود بنانے کی تم کو کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ امانت داری کی بات ہے کہ وہ مشرکین جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنگ فرمائی ان کا عقیدہ اس دور کے سادہ لوح مسلمانوں سے اس اعتبار سے بہت بہتر تھا کہ وہ کم از کم اضطرار، مجبوری اور مصیبت کے عالم میں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور غیروں کو چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن اس دور کے، ناسمجھ لوگ مشکل کیا اور آسانی کیا، راحت کیا اور غم کیا، ہر حال میں غیروں کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح پایا ہے۔ دیکھئے ارشاد خداوندی ہے۔

وأذا قیل لھم اتبعوا ماانزل اللہ قالوا بل نتبع ماالفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباءھم لایعقلون شیئاولایھتدون (سورہ بورہ)

ترجمہ: اور جب کوئی ان سے کہے کہ تابعداری کرو اس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو تابعداری کریں گے اس کی جس پر دیکھا یعنی پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو، بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ سمجھتے ہوں کچھ ہی اور نہ جاتے ہوں سیدھی راہ۔،،

علم میں شرک

پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالی بحیثیت علم ہر جگہ حاضر وناظر ہے (مخلوقات میں سے کوئی ایسی مخلوق نہیں جو ہر جگہ حاضر ناظر ہو۔ کیونکہ یہ صفت خاص ہے صرف

ایک اللہ تعالی کے ساتھ) یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیئے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت باخبر ہے خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب، پوشیدہ ہو یا ظاہر، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہہ میں۔ یہ اللہ کی شان ہے کسی اور کی یہ شان نہیں۔ اٹھتے بیٹھتے کسی غیر اللہ کا نام لے یا دور ونزدیک سے اسے پکارے کہ وہ اس کی مصیبت رفع کردے اور یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے یا اس کے نام کا ختم پڑھے یا اس کے نام کا ورد رکھے یا اس کا تصور ذہن میں جمائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں تصور یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہوں تو اس کو خبر ہوتی ہے میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں مجھ پر جو حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری وصحت، فراخی وتنگی، موت وحیات اور غم ومسرت اس کو ان سب کی ہر وقت خبر رہتی ہے۔ جو بات میری زبان سے نکلتی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات اور تصورات سے واقف رہتا ہے، ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، یہ شرک فی العلم ہے (یعنی حق تعالی جیسا علم غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا بلاشبہ اس عقیدے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے متعلق رکھے یا مقرب سے مقرب فرشتے کے بارے میں چاہے ان کا یہ علم ذاتی سمجھا جائے یا اللہ کا عطا کیا ہوا ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔ (ملخص از تقویۃ الایمان)

شرک فی العلم کی تردید

ارشاد خداوندی ہے۔

وعنده مفاتيح الغيب لايعلمها الاهو ويعلم ما في لبر والبحر

وماتسقط من ورقة الا یعلمہا ولا حبة فی ظلمت الارض ولارطب ولایابس الافی کتب مبین(سورۃالانعام)

ترجمہ: اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں وہی جانتا ہے اور جو کچھ خشکی اورتری میں ہے اسے بھی جانتا ہے ،جوبھی پتا گرتا ہے اسے بھی جانتاہے،زمین کے نیچے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسانہیں اورکوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جوواضح طور پر لکھی ہوئی نہ ہو۔

تصرف میں شرک

کائنات میں ارادے سے تصرف واختیار کرنا،حکم چلانا،خواہش سے مارنا اور زندہ کرنا،فراخی وتنگی،تندرستی وبیماری،فتح وشکست،اقبال وادبار،مرادیں برلانا،بلائیں ٹالنا،مشکل میں دستگیری کرنا اوروقت پڑنے پر مدد کرنا،یہ سب کچھ اللہ کی شان ہے کسی غیر اللہ کی یہ شان نہیں ۔خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یافرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔پھر جوشخص اللہ کی بجائے کسی اور میں ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے اوراسی غرض سے اس کے نام کی منت مانے یاقربانی کرےاورمصیبت کےوقت اس کو پکارے کہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے ۔ایسا شخص مشرک ہےاوراس کوشرک فی التصرف کہاجاتاہے،،یعنی اللہ کا سا تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے۔خواہ وہ ذاتی ماناجائے یااللہ کادیاہوا،ہرصورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔(تقویۃالایمان)

شرک فی التصرف کی تردید

ارشادخداوندی ہے۔

قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم

تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون (سورہ مؤمنون)

ترجمہ: آپؐ فرمادیں کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؛ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ اللہ ہی کو بتائیں گے، آپؐ فرمادیں پھر کیوں دیوانے بنے جاتے ہو (سورۃ مؤمنون)

عبادت میں شرک

اللہ تعالی نے بعض کام اپنی عبادت کے لئے مخصوص فرمادیئے ہیں جن کو عبادت کہا جاتا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اللہ کے نام پر خیرات کرنا، اسکے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لئے دور دور سے سفر کر کے آنا اور ایسی ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں۔ راستے میں اللہ ہی کا نام پکارنا، نامعقول باتوں سے اور شکار سے بچنا۔ پوری احتیاط سے جا کر اس کے گھر کا طواف کرنا اس کی طرف سجدہ کرنا، اس کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا، دین ودنیا کی بھلائیاں طلب کرنا، حجر اسود کو چومنا، کعبہ کی دیوار سے منہ اور چھاتی لگانا، اس کا غلاف پکڑ کر دعائیں مانگنا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا، جھاڑو دینا، حاجیوں کو پانی پلادینا، وضوء کے لئے اور غسل کے لئے پانی مہیا کرنا، آب زمزم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، سیر ہو کر پینا، آپس میں تقسیم کرنا، عزیز واقارب کے لئے لے جانا، اس کے آس پاس کے درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، جانور نہ چرانا یہ سب کام اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کے طور پر مسلمانوں کو بتائے ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص نبی کو یا ولی کو یا بھوت وپریت کو یا جن وپری کو یا کسی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان یا چلیے کو یا کسی کے

مکان ونشان کو یا کسی کے تبرک وتابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے لئے روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے یا چڑھاوا چڑھائے، یا ان کے نام کا جھنڈا لگائے یا جاتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ یا قبر کو چومے یا قبروں یا دیگر مقامات کی زیارت کے لئے دور سے سفر کر کے جائے یا وہاں چراغ جلائے اور روشنی کا انتظام کرے یا ان کی دیواروں پر غلاف چڑھائے یا قبر پر چادر چڑھائے یا ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے یا ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگے یا مرادیں مانگے یا مجاور بن کر خدمت کرے یا اس کے آس پاس جنگل کا ادب کرے غرض اس قسم کا کوئی کام کرے تو اس نے کھلا شرک کیا اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں۔ یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ کی سی کرنا خواہ یہ عقیدہ ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے ان تعظیموں کے لائق ہے یا اللہ ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ (تقویۃ الایمان)

شرک فی العبادت کی تردید

ارشاد باری تعالی ہے۔

یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: اے لوگو عبادت کرو (ایک مانو) اپنے اس رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے (گزرے ہیں) شاید کہ تم متقی بن جاؤ۔

یاایھاالذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون

ترجمہ: اے ایمان والو رکوع، سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت

میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورۃ الحج)

ایاک نعبد و ایاک نستعین (سورۃ فاتحۃ)

ترجمہ: اور ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مانگتے ہیں۔

ولاتسجدو للشمس ولاللقمر واسجدو ا اللہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون (حم سجدہ)

ترجمہ: اسورج کو اور چاند کو سجدہ نہ کرو اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عبادت اور سجدہ صرف اللہ ہی کا حق ہے۔لہذا کسی مخلوق کو سجدے نہ کیے جائیں خواہ وہ چاند ہو یا سورج، یا نبی ہو یا ولی ہو یا جن اور فرشتے ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ پہلے شریعتوں میں مخلوق کو بھی سجدہ تعظیمی روا اور جائز تھا۔ مثلاً، فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ اس لئے کہ اگر ہم بھی کسی بزرگ کو تعظیمی سجدہ کریں گے تو کیا حرج ہے۔ بہت حرج ہے۔ پس یاد رکھو کہ اس سے شرک ثابت ہو جاتا ہے، ایمان نکل جاتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا اسے دلیل سمجھ کر یہ لوگ اگر بہنوں سے نکاح کرلیں تو کیا حرج ہے۔ مگر سخت حرج ہے بلکہ کفر ہے کیونکہ بہنیں محرمات ابدیہ میں داخل ہیں جو کسی صورت میں حلال ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالی کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔ اللہ کے فرمان کو بلا چون و چرا دل و جان سے مان لینا چاہیئے خواہ مخواہ کی حجت نہیں پیش کرنی چاہیئے کہ پہلے لوگوں کے لئے تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں مقرر کیا گیا ایسی باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اب اس مضمون کو مثال سے سمجھئے، کہ ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پر عمل ہوتا رہا پھر قانون بنانے والوں نے اسے منسوخ کر کے اس کی جگہ اور قانون بنا دیا اب اس نئے قانون پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہم پہلے ہی قانون کو مانیں گے نئے قانون کو نہیں مانیں گے وہ باغی ہے اور باغی کی سزا جیل خانہ ہے اسی طرح اللہ رب العزت کے باغیوں کے لئے جہنم ہے کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پوجے یا مزاروں کا طواف کرے یا قبروں کے سامنے نماز کی طرح کھڑے ہو یا جاتے وقت الٹے پاؤں چلے تو اس قسم کی باتیں اللہ رب العزت سے بغاوت میں شامل ہوں گی۔۔ اس لئے اس قسم کے کام شرکیہ شمار ہوں گے اور شرک سب سے بڑا گناہ اور ظلم ہے اور مشرک کے لئے معافی کی کوئی گنجائش نہیں وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

روزمرہ کے کاموں میں شرک

حق تعالی نے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ دنیاوی کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالائیں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے مصیبت کے وقت اللہ کی نظر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لئے اسی کا نام لینا اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریہ کے لئے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا، اور اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمن، الہی بخش، اللہ دیا وغیرہ رکھنا، کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا، پھلوں میں سے کچھ پھل اس کے نام کے نکالنا، جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام کے مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لے جائے جائیں ان کا ادب واحترام بجالانا۔ یعنی نہ ان پر سوار ہونا، نہ انہیں لادنا، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں اللہ

کے حکم پر چلنا، جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے صرف انہیں استعمال کرنا، اور جن کی ممانعت ہے ان سے باز رہنا، دنیا میں گرانی وارزانی، صحت وبیماری، فتح وشکست، اقبال وادبار، اور رنج ومسرت اور جو کچھ بھی پیش آتا ہے سب کو اللہ کے اختیار میں سمجھنا، ہر کام کا ارادہ کرتے وقت **ان شآء اللہ** کہنا۔ مثلاً یوں کہنا کہ **ان شآء اللہ** ہم فلاں کام کریں گے، اللہ تعالی کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایا ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا، کہ ہمارا رب ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ۔ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسی کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی دیگر باتیں اللہ پاک نے اپنی تعظیم ہی کے واسطے مقرر فرمائی ہیں۔ پھر جو کوئی اسی قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے ۔مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگڑ رہا ہو اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کے لئے غیر اللہ کی نذر مان لینا، اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی نذر مان لی جائے، اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھا جائے، کھیت وباغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے، جب پھل تیار ہو کر آئے تو پہلے ان کے نام کا حصہ الگ کر دیا جائے تب اسے استعمال میں لایا جائے، جانوروں میں ان کے نام کے جانور مقرر کر دیئے جائیں پھر ان کا ادب واحترام بجالایا جائے، پانی سے یا چارے سے انہیں نہ ہٹایا جائے، لکڑی سے یا پتھر سے انہیں نہ مارا جائے اور کھانے پینے، اوڑھنے میں رسموں کا خیال رکھا جائے کہ فلاں فلاں لوگ، فلاں فلاں کھانا نہ کھائیں۔ فلاں فلاں کپڑا نہ پہنیں، بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں، (بی بی کی صحنک سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کے نام کی نیاز بی بی صحنک کہلاتی ہے۔ صحنک، یعنی مٹی کا چھوٹا طباق کہا جاتا ہے کہ یہ نیاز جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں شروع ہوئی۔ جہانگیر بادشاہ نے نور جہاں سے شادی کی اور اس

کا اثر ورسوخ بہت بڑھ گیا تو جہانگیر کی بعض بیگمات نے یہ رسم ایجاد کی اور شرط یہ رکھی کہ اس نیاز میں وہی عورتیں شریک ہوسکتی ہیں جنہوں نے نکاح ثانی نہ کیا ہو، اس شے کو وہ پاکدامنی کا کمال جانتی تھیں۔مقصود اس سے محض نور جہاں کی سبکی اور توہین تھی۔رفتہ رفتہ یہ نیاز عام ہوگئی۔شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں گھر گھر اس کا رواج ہوگیا تھا اور اس میں کئی شرطیں بڑھادی گئی تھیں،،کونڈے نہ کھائے اور شوہر والی عورت نہ کھائے۔شاہ عبدالحق کا توشہ پینے والا نہ کھائے۔دنیا کی بھلائی اور برائی کو انہیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلان فلان ان کی لعنت میں گرفتار ہے۔پاگل ہوگیا ہے، فلاں محتاج ہے، انہیں کا دھتکارا ہوا تو ہے اور دیکھو فلاں کو تو انہوں نے نوازا تھا، آج سعادت واقبال اس کے پاؤں چوم رہے ہیں، فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا، فلاں کام فلاں ساعت میں فلاں دن شروع کیا گیا تھا اس لئے پورا نہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ اگر اللہ اور رسولؐ چاہے گا تو میں آؤں گا ، یا پیر صاحب کی مرضی ہوگی تو یہ بات ہوگی، گفتگو میں داتا، بے پرواہ، خداوند، خدائگان، مالک الملک اور شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کیے جائیں۔قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی کی یا قرآن کی یا علی یا امام وپیر کی یا ان کی قبروں کی اور یا اپنی جان کی قسم کھائی جائے، ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اور اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں۔یعنی عام کاموں میں جیسی اللہ کی تعظیم کرنی چاہیئے ویسی تعظیم غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔شرک کی ان قسموں کا ذکر قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ بیان آیا ہے۔(تقویۃ الایمان)

اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں

یعنی مشرکین جن چیزوں کے پرستار ہیں وہ بالکل بےبس ہیں ان میں نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت ہے اور نہ نقصان کی اور ان کا یہ کہنا کہ یہ اللہ کے پاس ہماری

سفارش کریں گے غلط ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہ بات بتائی نہیں پھر کیا تم آسمان وزمین کی باتوں کو اللہ سے زیادہ جانتے ہو جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہونگے۔معلوم ہوا کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انبیآء اور اولیاء کی سفارش بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لایتکلمون الامن اذن لہ الرحمن وقال صوابا (سورۃ نبا)

ترجمہ: جس دن روح (جبرئیلؑ) اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جسے رحمٰن اجازت دے دے اور وہ بھی ٹھیک بات زبان سے نکالے (سورۃ نبا)

آڑے وقت ان کو پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے ۔اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا۔

والذین اتخذوا من دونہ اولیآء مانعبدھم الالیقربونا الی اللہ زلفی ان اللہ یحکم بینھم فیما فیہ یختلفون ان اللہ لایھدی من ھو کذب کفار

ترجمہ: دیکھو اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے اور یہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حمایتی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہم کو مرتبہ میں اللہ کے نزدیک کر دیں یقینا اللہ تعالی ان کے اختلافات میں فیصلہ فرمادے گا ۔یادرکھو کہ اللہ جھوٹے اور ناشکرے کی رہبری نہیں فرماتا۔(الزمر)

معلوم ہوا کہ غیروں کو یہ سمجھ کر پوجنا کہ ان کے پوجنے سے اللہ کی نزدیکی مل جائے گی تو یاد رہے ایسا شخص مشرک جھوٹا اور اللہ تعالی کی نعمت کو ٹھکرا دینے والا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

قل من بیدہ ملکوت کل شیئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون (مؤمنون)

ترجمہ: آپؐ فرمادیں کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؛ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ اللہ ہی کو بتائیں گے۔ آپؐ فرمادیں پھر کیوں دیوانے بنے جاتے ہو (سورۃ مؤمنون)

غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا وانہ لما قام عبداللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا (سورۃ الجن)

ترجمہ: یقین مانو مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔

شرک کی کوئی گنجائش نہیں

واخرج احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت او حرقت (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر؛ خواہ تجھے مارڈالا جائے یا جلادیا جائے ،یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود تسلیم نہ کر اور اس بات کی پرواہ نہ کر کہ کوئی بھی مخلوق تجھے ستائے گی (مسند احمد)

نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہی ہے

قل لاملک لنفسی نفعاولاضرا الاماشاۤء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوۤء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون (الاعراف)

ترجمہ: آپؐ فرمادیں کہ مجھے اپنے لئے بھلائی، برائی کا اختیار نہیں مگر جو اللہ کو منظور ہو۔اگر میں غیب جانتا تو کثرت سے بھلائی جمع کرتا (یعنی اپنی حفاظت کا سامان پہلے سے کرلیتا) اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو صرف ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں (الاعراف)

اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہ پکارو

ارشاد باری تعالی ہے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لایستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعاءھم غافلون (الاحقاف)

ترجمہ: اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکار رہا ہے جو قیامت تک بھی اس کی بات کا جواب نہ دے سکیں گے بلکہ وہ اس کی پکار ہی سے بے خبر ہیں۔

فائدہ یعنی مشرک پرلے درجے کے بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالی جیسے قدرت وعلم والے کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں جو نہ تو ان کی پکار سنتے ہیں اور نہ کسی بات کی ان میں قدرت وسکت ہے اگر یہ قیامت تک بھی پکارتے رہیں تو وہ کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ جو قبروں میں مردے پڑے ہیں وہ خود اللہ کی رحمت وبخشش کے محتاج ہیں وہ ہمارا کیا کرسکتے۔

قیامت میں من چاہی سفارش کوئی نہیں کرسکتا

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لایتکلمون الامن اذن لہ الرحمن وقال صوابا (سورۃ نبا)

ترجمہ: اجس دن کھڑے ہوں گے روح القدس (جبریل) اور (دیگر) ملائکہ اور فرشتے صف درصف، کوئی بات تک نہیں کرسکے گا مگر جس کو رحمن، یعنی اللہ پاک نے اجازت دی ہو وہ بھی صحیح اور ٹھیک بات کہے گا۔

تو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ سفارش اور شفاعت تو دور کی بات ہے اس دن اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر کوئی بات تک نہیں کرسکے گا۔

غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے

قل ال اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الاان یکون میتتاًاو دما مسفوحاً او لحم خنزیر فانہ رجس او فسق اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولاعاد فان ربک غفور رحیم (الانعام)

ترجمہ: آپؐ فرمادیجئے کہ میں اس وحی میں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے کھانے والے پر کسی چیز کو حرام نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے مگر وہ چیز جو مردار

ہے یا بہنے والا خون ہے یا خنزیر کا گوشت ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز ہے کہ اسے غیر اللہ کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور اگر کوئی مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کریں اور نہ حد سے باہر نکل جائیں تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد (بقرۃ)

ترجمہ: صرف اس نے (تو) حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ پکاری گئی وہ غیر اللہ کے لئے پھر جو شخص ناچار کر دیا گیا (بشرطیکہ) نہ ہو وہ سرکشی کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا۔

لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے

اخرج الترمذی عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس بات سے مسرت (خوشی) ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویروں کی مانند کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے (ترمذی)

ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے

اخرج الشیخان عن زید بن خالدن الجھنی رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلاۃ الصبح بالحدیبیۃ علی اثر سماء

كانت من الليل فلما انصرف اقبل على الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربكم قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادى مؤمن بى وكافر فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذالك مؤمن بى وكافر بالكواكب واما من قال مطرنا بنوء كذا وكذا فذالك كافر بى ومؤمن بالكواكب (بخارى ومسلم)

ترجمہ: زید بن خالد جہانیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا؛ جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے؛ فرمایا کہ اس (اللہ) نے کہا میرے بندوں نے صبح کی کچھ تو مومن تھے اور کچھ کافر تھے؛ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور تاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس نے کہا کہ فلان فلان تارے سے بارش ہوئی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا (بخاری ومسلم)

یعنی جو شخص کائنات میں مخلوق کی تاثیر سمجھتا ہے اسے حق تعالی اپنے منکروں میں شمار فرماتا ہے کہ وہ ستارا پرست ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ سارا کارخانہ اللہ کے حکم سے چل رہا ہے وہ اس کا مقبول بندہ ہے ستارا پرست نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعتوں کے ماننے، اچھی، بری تاریخوں کے یا دن پوچھنے یا نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا در کھلتا ہے کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے اور نجوم کا ماننا ستارا پرستوں کا کام ہے۔

نجومی، ساحر اور کاہن کافر ہیں

واخرج رزین عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ من اقتبس بابا من علم النجوم لغیر ماذکر الله فقد اقتبس شعبۃ من السحر المنجم کاهن والکاهن ساحر والساحر کافر

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جس نے علم نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا بغیر ایسی صورت کے جو اللہ نے بیان کی ہے تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے (رزین)

شگون اور فال کفر کی رسمیں ہیں

اخرج ابوداود وقطن بن قبیصۃ عن ابیہ ان النبی ﷺ قال العیافۃ والطرق الطیرۃ من الجبت

ترجمہ: حضرت قبیصہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شگون لینے کے لئے جانور اڑانا، فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور بدشگونی کفر میں سے ہے۔

اخرج ابوداود عن عبداللہ بن مسعود رضی الله عنهما عن رسول الله ﷺ قال الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ شگون لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے۔ (ابوداود)

کسی کے مرنے یا جینے سے حالات میں تغیر نہیں آتا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ فوت ہوئے اس دن اچانک اور دفعتاً قدرتی طور پر چاند گرہن ہو گیا تھا کچھ لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ شاید ابراہیم کی فوتگی سے چاند گرہن ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ یاد رکھو کسی کے مرنے یا جینے سے چاند گرہن کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم و قدرت سے ہوتا ہے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

اخرج الترمذی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من حلف بغیر الله فقد اشرک

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا (ترمذی)

صرف ماشآء اللہ کہو

اخرج فی شرح السنة عن حزیفة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال لاتقولوا ماشاء الله وشاء محمد وقولوا ماشاء الله وحده

ترجمہ: حضرت حزیفةؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں نہ کہو جو اللہ اور محمد چاہے بلکہ یوں کہو جو اکیلا اللہ چاہے (شرح السنۃ)

اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے

واخرج مسلم عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول

اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ اغنیٰ الشر کاء عن الشر ک من عمل عملا اشر ک فیہ معی غیر ی تر کتہ و شر کہ و انا منہ بر یٔ

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا میں شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے پرواہ ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہوجاتا ہوں (مشکوۃ میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں جس کا **ترجمہ:** یہ ہے،، کہ میں اس سے بیزار ہوں جس کے لئے اس نے یہ کام کیا ہے وہی اس کو اس کا بدلہ دے (مشکوٰۃ)

شرک کبھی معاف نہیں ہوسکتا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشر ک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء و من یشر ک باللہ فقد ضل ضللا بعیدا (سورہ نساء)

ترجمہ: یادرکھو اللہ پاک اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جسے (یعنی جس گناہ کو) چاہے معاف فرمادے، اور جس نے شرک کیا وہ راہ سے بہت دور بھٹک گیا (نساء)

دوسری جگہ فرمایا۔ **واذ قال لقمن لابنه وهو يعظه يبنى لا تشرك بالله ط ان الشرك لظلم عظيم** ۔اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے جب کہ وہ اسے نصیحت کررہا تھا، اے میرے پیارے بیٹے تو شریک نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ، بلاشبہ شرک البتہ ظلم (گناہ) ہے بہت بڑا (سورۃ لقمان)

مشرک کو معافی نہ ملنے پر مثال

یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اس کو اس مثال سے سمجھیں۔مثلاً: بادشاہ کے یہاں رعایت کے لئے ہر قسم کی سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً، چوری، ڈکیتی، پہرہ دیتے ہوئے سوجانا، دربار میں دیر سے پہنچنا، میدان جنگ سے بھاگنا، اور سرکار کے پیسے پہنچانے میں کوتاہی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ان سب جرموں کی سزائیں مقرر ہیں۔اب بادشاہ کی مرضی چاہے تو سزا دے یا چاہے تو معاف کردے۔لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے بغاوت ظاہر ہوتی ہے۔مثلاً، کسی وزیر کو یا چودھری یا رئیس کو یا چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بنادیا جائے تو اس قسم کی حرکت بغاوت ہے۔یا ان میں سے کسی کے واسطہ تاج یا تخت شاہی بنایا جائے یا اسے ظلِ سبحانی کہا جائے یا اس کے سامنے شاہانہ آداب بجالائے جائیں اس کے لئے جشن کا ایک دن ٹھہرایا جائے اور بادشاہ کی سی زندگی کی نذردی جائے تو یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے اور اس جرم کی سزا نا قابل معافی سمجھی جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ ایسے بغاوت کرنے والوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلایا جاتا ہے۔تو بغاوت جرم بڑا تو یقیناً ایسوں کو سزا بھی بڑی ملنی چاہیئے جو بادشاہ اس قسم کی جرائم کی سزاؤں سے غفلت برتتا ہے اس کی سلطنت کمزور ہوتی ہے ارباب دانش اس قسم کے بادشاہ کو نااہل سمجھتے ہیں۔لوگو! اللہ رب العزت سب سے بڑھ کر غیور ذات ہے وہ کیونکر شرک کرنے والوں کو سزا نہیں دے گا بلکہ مشرک کو تو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا بلکہ وہ مشرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔اللہ تعالیٰ شرک اور کفر سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

باب۔توحید کے بارے میں جس پر نجات کادارومدار ہے۔

اس باب کے اندر توحید کے حوالے کچھ باتیں پیش خدمت کی گئی ہیں۔قرآن اور پورے دین کا خلاصہ،لُب لُباب توحید باری تعالیٰ ہے۔اس لئے حدیث پاک کامفہوم ہے کہ جب کسی میت کودفن کیاجاتاہے۔سوال کرنے کے لئے منکرنکیرآجاتے ہیں تووہ یہ تین سوالات کرتے ہیں۔

❶ من ربک؟ آپ کارب کون ہے؟ ❷ من نبیک؟ آپ کانبی کون ہے؟ ❸ ومادینک؟ آپ کادین کیاہے؟ توسب سے پہلاسوال ہی عقیدے اور توحید کے بارے میں کیاجاتاہے۔جو ان میں پاس ہوگا تودوسرے اعمال کاپوچھاجائے گا۔

التوحید

انسان کی زندگی میں سب سے اہم کام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پرایمان لانا ہے جتنے انبیاءاوررسول انسانیت کی طرف بھیجے گئے ہیں ان سب نےتوحیدکی دعوت دی ہےلیکن اس کے باوجود وہ مسئلہ جس میں انسانیت نےسب سےزیادہ کوتاہی کی ہے ،وہ توحید ہے۔

توحید کی تین قسمیں ہیں

انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتاچلاآیاہے اسے خالق،رازق ومالک سمجھتارہاہےلیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کی اُلوہیت میں کسی نہ کسی درجہ شرک

ضرور کرتا رہا ہے۔توحید کی تین قسمیں ہیں۔توحید ربوبیت،توحید اسماء وصفات ،اورتوحید الوہیت (عبادت)

❶ توحید ربوبیت

توحید کی یہ قسم اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کے وجود پر ایمان اور اس کے تنہا رب ہونے کے اقرار پر مشتمل ہے ۔یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات،اسماء وصفات ،افعال ، قضاوقدر اور حکمت کا اقرار کرنا۔اور اسی کو توحیدِ علمی وخبری بھی کہتے ہیں۔یعنی یہ اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ،خالق ورازق ہے اور وہی زندہ کرتا ہے ،وہی مارتا ہے،اسی کے ہاتھ میں نفع ونقصان ہے،صرف وہی بے قرار کی دعا سنتا اور قبول کرتا ہے،دینے لینے والے اللہ ہی ہیں،نظامِ کائنات وہی چلاتا ہے،سب بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

❷ توحید اسماء وصفات

یعنی یہ اقرار کہ تمام صفات عالیہ اور اسمائے حُسنیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہی ہیں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

وللہ الاسماء الحُسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزَون ما کانوا یعملون (سورہ اعراف)

ترجمہ: سو اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں۔سو ان ناموں سے اللہ ہی کو پکارا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں۔ان لوگوں کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی،،

لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر (سورہ شعراء)

ترجمہ: کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اور وہی ہر بات کا سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد(سورہ اخلاص)

ترجمہ: آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ اپنے کمالِ ذات وصفات میں ایک ہے۔ اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں۔ اس کی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔،،

اسلام سے پہلے عرب کا جاہل صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے واقف تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور اس کی صفاتِ عالیہ اور افعال کے صحیح تخیل سے بالکل بیگانہ تھا۔ عربوں کی شاعری میں کہیں کہیں اللہ کا نام تو آتا ہے مگر اس کی صفات کا ذکر نہیں ملتا۔

۳ توحید الوہیت یا توحید عبادت۔

اس موضوع پر سب سے اہم بات ہے توحید۔ توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کے ہوتے ہوئے بھی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا جب تک کہ اسے توحید الوہیت پر ایمان نصیب نہ ہوجائے۔ توحید ربوبیت پر تو کفار مکہ بھی ایمان رکھتے تھے۔ جو بات جھگڑے کا باعث بنی وہ توحید الوہیت تھی۔ اور زمانہ ماضی میں بھی تمام انبیاء اور ان کے مخاطبین کے درمیان جو بات اصل محلِ نزاع رہی وہ توحید الوہیت ہی تھی اس لئے کہ اس توحید کا تعلق بندوں کے ان افعال سے ہے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ مثلاً دعا، نذر، قربانی، امید

،خوف ،توکل ، رغبت ، رجوع اور محبت ۔ یہ سب کے سب اعمال عبادت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہونی چاہئیں اور اُن میں پیروی بھی صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہونی چاہئے ۔ یہ توحید الوہیت ہے۔

توحید الوہیت کا مطلب

یہ ہے کہ عبادت کی تمام اصناف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر لی جائیں اور اس میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے ۔ مثلاً یہ کہ خوف ہو تو اسی سے ،توکل ہو تو صرف اسی پر،امید ہو تو اسی سے، نذر و نیاز اسی کے نام پر دی جائے ، دور و قریب سے ہر مشکل میں اسی کو پکارا جائے ، اسی طرح عبادت کی جتنی قسمیں بھی ہیں وہ سب صرف اللہ کے ساتھ خاص کر لی جائیں ۔ اس میں کسی غیر کو شریک نہ ہونے دیا جائے ۔ یعنی عبادت کی ساری قسمیں خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی ، بلا شرکتِ غیرے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مختص کر لی جائیں ۔ ان میں کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کیا جائے ، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا نبی مُرسَل ۔ خواہ وہ ، اولیاء، صلحاء ہو، یا اہل اہل قبور ۔ یہ وہ توحید ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرج ذیل آیات میں کیا گیا ہے ۔

ایاك نعبد وایاك نستعین(فاتحه) ہم صرف تیرے ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔،،**فاعبده وتوکل علیه وما ربك بغافل عما تعملون(هود)** تو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں ہیں جو تم لوگ کرر ہے ہو۔،،**فان تولوا فقل حسبی الله لااله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم(سوره توبه)** ،، پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے میرا

کیا نقصان ہے میرے لئے تو اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ، میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔،، **رب السمٰوٰت والارض ومابینھما فاعبدہ واصطبر لعبادته هل تعلم له سمیاً (سورہ مریم)**

وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان ہے،سوتو اس کی عبادت کیا کراور اس کی عبادت پر قائم رہ۔بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے؟ **علیه توکلت والیه اُنِیب (هود)** ،، اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وتوکل علی الحی الذی لایموت وسبح بحمدہ وکفیٰ به بذنوب عبادہ خبیراً (سورہ فرقان)

ترجمہ: اور اس حی لایموت (ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والی ذات پر) توکل رکھئے اور اس کی تسبیح وتحمید میں لگے رہئے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب خبردار ہے۔،

واعبدربک حتیٰ یأتیک الیقین (سورہ حجر)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت (اس وقت تک) کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

یہی توحید کی ابتدا بھی ہے اور انتہاء بھی۔دین کا باطن بھی ہے اور ظاہر بھی۔یہی تمام انبیاء کی دعوت کا نقطہ آغاز بھی تھا اور نقطہ انجام بھی اور یہی مطلب ہے،، **لا اله الا الله**،، کا بھی اس لئے کہ الٰہ اسی معبود کو کہتے ہیں جس سے محبت بھی کی جائے اور ڈرا بھی جائے۔جس کا اجلال بھی ہو اور تعظیم بھی اور تمام انواعِ عبادت جس کے لئے

خاص کر لی جائیں۔اسی توحید کے لئے تمام مخلوق کو پیدا کیا گیا؛

وماخلقت الجن والأنس الالیعبدون

ترجمہ: کہ میں نے انسانوں اور جنات کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور لوگوں سے شرک کے خاتمے اور توحید کو عام کرنے کے لئے انبیاء اور رُسل بھیجے گئے۔ارشادِ ربانی ہے۔

ومآارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لاالٰہ الا انافاعبدون

ترجمہ:اور ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا ہے جس کو یہ وحی نہ کی ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا میرے پس میری ہی عبادت کرو۔

اور اسی توحید کی وجہ سے لوگ آپس میں بٹ گئے ۔کچھ تو مومن ہو گئے اور کچھ کافر، کچھ اہلِ جنت اور کچھ بد بخت اہل جہنم۔،،

توحید ہی پر نجات موقوف ہے۔

پورے قرآن کا خلاصہ اور لُبِ لباب توحید باری تعالی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

یایہا الناس اعبدوا ربکمالذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون(سورۃ نساء)

ترجمہ:فرمایا؛اے لوگو تم عبادت کرو (ایک مانو) اپنے اس رب کی وہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے (یعنی تمہارے باپ، دادے) تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے۔

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد (سورۃ اخلاص)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک (ہی) ہے، اللہ تعالی بے نیاز ہے ، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر (ہم پلہ) ہے

حدیث پاک میں ہے۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال النبی ﷺ یا ابن الخطاب! اذھب فناد فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ خطاب کے بیٹے جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے (مسلم)

ازل میں توحید کا اقرار

واذاخذ ربک من بنی آدم من ظھورہم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غفلین اوتقولوا انما اشرک آبائنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے اقرار کروایا (یعنی ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ

کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے) یہ ہم نے اقرار اس لئے لیا کہ کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے سے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے (جو) ان کے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کی بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

آیت، واذاخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم الخ کی تفسیر حضرت ابی ابن کعبؓ کی زبانی

حضرت ابی بن کعبؓ نے اس آیت (کہ جب آپ کے رب نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تھا) کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ پاک نے بنی آدم کو جمع فرمایا پھر انہیں جوڑا، جوڑا بنایا، پھر ان کی صورتیں بنائیں، پھر انہیں قوتِ گویائی بخشی، جب وہ بولنے لگے تو ان سے عہد و پیمان لیا اور ان پر خود ان ہی کو گواہ بنا کر فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ فرمایا کہ میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی کہ کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم بے خبر تھے، یقین مانو کہ نہ میرے سوا کوئی معبود ہے اور نہ ہی کوئی رب ہے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجتا رہوں گا وہ تمہیں میرا عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ سب نے جواب دیا کہ ہم اقرار کر چکے ہیں کہ آپ ہی ہمارے رب اور معبود ہیں آپ کے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ آپ کے علاوہ کوئی ہمارا معبود ہے۔

اللہ تعالیٰ اکیلے ہی ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد(سورۃ اخلاص)

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر (ہم پلہ) ہے

فائدہ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے تنِ تنہا اور صمد بے نیاز ذات ہے۔

یاایها الناس انتم الفقرآء الی الله والله هو الغنی الحمید

اے لوگو تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ وہ بے پرواہ، تعریفوں والی ذات ہے۔ جو کسی کا محتاج نہیں۔ نہ ہی اللہ رب العزت کی کوئی اولاد ہے اور نہ اللہ رب العزت کسی کی اولاد ہے۔ اسی طرح اس کی ذات وصفات میں اور نہ اس کے افعال میں (**لیس کمثله شیء**) کوئی اس جیسا اور اس کا ہم پلہ اور برابر ہے (ایسا ہی ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان مجھے گالی دیتا ہے یعنی میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے حالانکہ میں ایک اور بے نیاز ہوں۔ میں نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے (بخاری)

توحید ہی راہ نجات ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وماارسلنا من قبلک من رسول الانوحی الیه انه لااله الاانافاعبدون(سورۃ انبیاء)

آپؐ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے ہم نے اس کو بھی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں، لہذا میری (ہی) عبادت کرو۔۔ یعنی تمام رسول اللہ رب العزت کے پاس سے یہی حکم لیکر آئے کہ صرف اللہ ہی کو مانا جائے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانا جائے۔ معلوم ہوا کہ توحید کا حکم اور شرک سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ جیسے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین چیزوں میں تمام انبیاء مشترک رہے ہیں۔ توحید،، نبوت، قیامت) اس لئے توحید ہی راہ نجات ہے باقی راہیں غلط ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کو جمع کر کے فرمایا؛ لوگو تم یہ کلمہ،، **لا الٰہ الا اللہ**،، پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔

فائدہ: اس کلمہ میں کفر، شرک سے بیزاری اور توحید کی طرف دعوت دیگئی ہے اور اسی کلمہ توحید کو کامیابی کا راز بتایا کہ راہ نجات توحید ہی ہے۔

جس نے اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا وہ جنت میں داخل ہوگا

(1) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ ومن لقیہ یشرک بہ شیئا دخل النار (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا؛ جو شخص اللہ تعالی سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ تعالی سے اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ کس کو شریک

ٹھہراتا ہو وہ دوزخ میں داخل ہوگا (مسلم)

❷ عن عبادة بن صامت رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من مات لایشرک بالله شیئا فقد حرم الله علیه النار

ترجمہ: حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا؛ جس شخص کی موت اس حال میں آئی کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو یقینا اللہ تعالی نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کردی (منتخب آحادیث)

❸ عن النواس بن سمعان رضی الله عنه انه سمع النبی ﷺ یقول من مات وهو لایشرک بالله شیئا فقد حلت له مغفرة (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا؛ جس کی موت اس حال میں آئی کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو یقینا اس کے لئے مغفرت ضروری ہوگئی (طبرانی)

❹ عن معاذ رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال یا معاذ هل سمعت منذ اللیلة حسا قلت لاقال انه اتانی آت من ربی فبشرنی انه من مات من امتی لایشرک بالله شیئا دخل الجنة قلت یا رسول الله افلا اخرج الی الناس فابشرهم قال دعهم فلیستبقوا الصراط (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ معاذ کیا تم نے رات کوئی آہٹ سنی؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ میرے پاس رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اس نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جس شخص کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا ،میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں لوگوں کے پاس جاکر یہ خوشخبری نہ سنادوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہیں اپنے حال پر رہنے دو تاکہ (اعمال کے) راستہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے رہیں (طبرانی)

۵ عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال یا معاذ اتدری ماحق اللہ علی العباد کما حق العباد علی اللہ قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوا اللہ ولایشرک بہ شیئا فحق العباد علی اللہ عز وجل ان لا یعذب من لایشرک بہ شیئا (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ معاذ تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالی کا کیا حق ہے؟ اور اللہ تعالی پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالی اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بندوں پر اللہ تعالی کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالی پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو بندہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، اسے عذاب نہ دے (مسلم)

توحید اور مغفرت

حدیث قدسی -: اخرج الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ قال قال

رسول الله ﷺ قال الله تعالی یاابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لاتشرک بی شیئا لا تیتک بقرابها مغفرة(ترمذی احمد)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے فرمایا اے آدم کے بیٹے اگر تو مجھ سے دنیا بھر کے گناہ ساتھ لے کر ملے مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں دنیا بھر کی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا (ترمذی،، احمد،،)

فائدہ یعنی دنیا میں بڑے بڑے گنہگار لوگ گزرے ہیں جن میں فرعون وھامان اور شداد، نمرود وغیرہ تھے اور شیطان بھی اس دنیا میں ہے ان تمام گنہگاروں سے دنیا میں جس قدر گناہ ہوئے اور قیامت تک ہوں گے اگر بفرض محال ایک شخص کرگزرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جس قدر اس کے گناہ ہیں اسی قدر اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمت ومغفرت اس پر نازل ہوجائے گی۔معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

حدیث قدسی کا مقصد یہ ہے کہ شرک کی انتہائی برائی خوب واضح ہوجائے۔اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ شرک سے براءت کے بعد دوسرے گناہوں کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں۔گناہوں کی معافی کے متعلق شریعت کا عام قانون پیش نظر رہنا چاہیئے یعنی توبہ اور عفو۔شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوسکتا) جس طرح شرک کی نحوست سے سارے اچھے عمل غارت کردیئے جاتے ہیں حقیقت بھی یہی ہے کہ جب انسان شرک سے ہر طرح پاک وصاف ہوگا اور اس کا یہ عقیدہ ہوگا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، رازق، مالک نہیں۔اس کی حکومت

سے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں۔اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کوکوئی پناہ دینے والا نہیں۔اس کے سامنے سب بے بس ہیں۔اس کے حکم کوکوئی ٹال نہیں سکتا۔اس کے سامنے کسی کی حمایت کام نہیں آتی اور کوئی کسی کی سفارش اس کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے گا۔ان عقائد کے بعد اس سے جس قدر گناہ سرزد ہوں گے بتقاضائے بشریت ہوں گے یا بھول چوک کر پھر ان گناہوں کے بوجھ میں وہ دبا جا رہا ہوگا اور سخت بیزار ہوگا۔ندامت کے مارے سر نہ اٹھا سکے گا۔بلاشبہ ایسے شخص پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے جیسے جیسے یہ گناہ بڑھتے جائیں گے ویسے ویسے اس کی ندامت کی کیفیت بڑھتی جائے گی اور جوں ، جوں یہ کیفیت بڑھے گی ۔تو اللہ کی رحمت بڑھتی جائے گی ۔ یہ نکتہ یاد رکھو کہ جو توحید میں پکا ہے اس کا گناہ بھی وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کی عبادت نہیں کرتی۔ ایک فاسق مؤحد اس متقی مشرک سے ہزار درجے اچھا ہے جیسے ایک مجرم رعایت، باغی خوشامدی سے ہزار درجے اچھا ہے کیونکہ پہلا اپنے قصور پر نادم ہے اور دوسرا مغرور ہے۔

عقیدہ یہ رکھنا

کہ ہر قسم کی عبادت کے لائق صرف ایک اللہ ہے جو ذات وصفات میں شریک نہیں رکھتا اور اللہ رب العزت وہ اکیلی صمد ذات ہے کہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں جبکہ ساری مخلوق اللہ کی محتاج ہے نہ اللہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی اللہ سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی اللہ کا ہم پلہ برابر کوئی ہے۔اللہ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والے ہیں اور یہی وہ ذات ہے جو کہ تنِ تنہاء کائنات کا نظام چلا رہی ہے اور تمام مخلوقات جو کھانے کی طرف محتاج ہیں انہیں رزق بھی اللہ ہی دیتے ہیں ،وہی ہے جو عبادت،سجدوں اور نذر ونیاز کے لائق ہے ،وہی ذات مشکل کشا ،وہی ذات

حاجت روا، وہی ذات صحت وبیماری دینے والی ہے، وہی ذات ہے جسے چاہے مال کی فراخی اور فروانی عطا کرے اور جسے چاہے تنگ کردے۔یہی ذات ہے جو دن رات اور حالات کو بدل دیتی ہے اور وہی اللہ ہی ہے جو زندوں سے مردوں کو پیدا کرتا ہے اور مردوں سے زندوں کو پیدا کرتا ہے، وہی ذات ہے جس کو چاہے نر اور مادہ یعنی بیٹے اور بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے صرف بیٹے دے اور جس کو چاہے صرف بیٹیاں دے اور جس کے لئے چاہے اس کی بیوی کو بانجھ رکھے۔یہی ذات ہی ہے جو مرادیں پوری کرتا ہے، عزت، ذلت، اسی اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ اللہ ہی ہے جو ہر جگہ حاضر وناظر، عالم الغیب ہے کہ کوئی چیز کائنات میں ایسی نہیں جو اس پر مخفی ہو۔

مذکورہ بالا صفات صرف اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ان صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی اگر مخلوق کے لئے ثابت کی جائے تو وہ خالص شرک کہلائے گا اور کرنے والا مشرک ہوگا۔

باب۔ کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ اور اس کے فضائل وفوائد

ایمان لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ہے، اور دین کی خاص اصطلاح میں خبر رسول کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔

کلمہ طیبہ جس کو کلمہ توحید بھی کہا جاتا ہے جس کثرت سے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے شاید ہی اس کثرت سے کوئی دوسری چیز ذکر کی گئی ہو اور جب کہ اصل مقصود تمام شرائع اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے توحید ہی ہے۔تو پھر جتنی کثرت سے اس کا بیان ہو وہ قرین قیاس ہے۔قرآن پاک میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس پاک کلمہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ کلمہ طیبہ، قول ثابت، کلمہ تقوی، مقالید السموت والارض (آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ آیات میں آرہا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ یہ کلمہ توحید ہے، کلمہ اخلاص ہے، کلمہ تقوی ہے، کلمہ طیبہ ہے، عروۃ الوثقی ہے، دعوۃ الحق ہے، ثمن الجنۃ ہے۔

کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ کے بارے میں قرآنی آیات

1. الم تر کیف ضرب الله مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة ن اجتثت من فوق الارض مالها من

قرار (ابراہیم)

ترجمہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک عمدہ پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ زمین کے اندر گھڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اوپر آسمان کی طرف جارہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو) اور اللہ تعالی مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں۔اور خبیث کلمہ (یعنی کلمہ کفر) کی ایسی مثال ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات (مضبوطی) نہ ہو۔

٢ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (سورۃ فاطر)

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے (وہ اللہ ہی سے عزت حاصل کرے کیونکہ) ساری عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اسی تک اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو اٹھاتا ہے۔

٣ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا (الانعام)

ترجمہ: اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف (واعتدال) کے اعتبار سے پورا ہے۔

٤ قل یااھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولانشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (آل عمران)

ترجمہ: (اے محمدؐ) آپ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب: آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے، وہ یہ کہ

بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خداوند تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ پھر اس کے بعد بھی وہ اعراض کریں تو تم کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم لوگ تو مسلمان ہیں۔

⑤ والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم (بقرة)

ترجمہ: اور معبود تمہارا معبود ایک ہی ہے نہیں ہے کوئی معبود (برحق) مگر وہی بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

⑥ الله لا اله الا هو الحی القیوم (بقرة)

ترجمہ: اللہ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے ہمیشہ زندہ ہے سب کو سنبھالنے والا ہے۔

⑦ انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم الصلوة لذكرى (طه)

ترجمہ: بلا شبہ میں ہی اللہ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں ہی۔ سو تو میری ہی عبادت کر اور قائم کر نماز میرے ذکر کے لئے۔

⑧ فاعلم انه لا اله الا الله (محمد)

ترجمہ: پس آپ جان لیجئے کہ بلا شبہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ ہی۔

⑨ وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون (الانبياء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے میری ہی عبادت کرو۔

⑩ فانزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین والزمهم کلمة التقوی وکانوا احق بها واهلها (الفتح)

ترجمہ: پس اللہ تعالی نے اپنی سکینہ (سکون تحمل یا خاص رحمت) اپنے رسول پر نازل فرمائی اور مومنین پر اور ان کو تقوی کے کلمہ پر (تقوی کی بات پر) جمائے رکھا اور وہی اس تقویٰ کے کلمہ کے مستحق اور اہل تھے،

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بارے میں آحادیث نبویہ

① عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق والحیاء شعبة من الایمان (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے سب سے افضل شاخ لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور ادنی شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹانا اور حیاء ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے (مسلم)

② عن ابی بکر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قبل منی الکلمة التی عرضت علی عمی فردها علی فهی له نجاة (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؛ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) پر (ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں اسے رد کر دیا تھا وہ کلمہ اس شخص کے لئے نجات (کا ذریعہ) ہے (مسند احمد)

③ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ جددوا

ایمانکم قیل یارسول اللہ وکیف نجدد ایماننا قال اکثروا من قول لاالہ الا اللہ (رواہ احمد والطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لاالہ الا اللہ کو کثرت سے کہتے رہا کرو (مسند احمد، طبرانی، ترغیب)

❹ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول افضل الذکر لاالہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تمام اذکار میں سب سے افضل ذکر لاالہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے (ترمذی)

❺ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما قال عبد لاالہ الا اللہ قط مخلصا الا فتحت لہ ابواب السماء حتی تفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جب) کوئی بندہ دل کے اخلاص کے ساتھ لاالہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کلمہ کے لئے یقینی طور پر آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے، یعنی فوراً قبول ہوتا ہے بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو (ترمذی)

❻ عن یعلی بن شداد قال حدثنی ابی شداد و عبادۃ بن صامت

رضی الله عنهما حاضر یصدقه قال کنا عند النبی ﷺ فقال هل فیکم غریب یعنی اهل الکتاب قلنا لا یا رسول الله ! فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ایدیکم وقولوا لا اله الا الله فرفعنا ایدینا ساعة ثم وضع ﷺ یده ثم قال الحمد لله اللهم انک بعثتنی بهذه الکلمة وامرتنی بها ووعدتنی علیها الجنة انک لا تخلف المیعاد ثم قال الا ابشروا فان الله قد غفر لکم (رواه احمد والطبرانی)

ترجمہ: حضرت یعلی بن شدادؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شدادؓ نے یہ واقعہ بیان فرمایا؛ اور حضرت عبادةؓ نے جو کہ اس وقت موجود تھے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا؛ کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں؟ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں؛ ارشاد فرمایا۔ دروازہ بند کردو، اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ہاتھ اٹھاؤ اور کہو، لا الہ الا اللہ، ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ نیچے کرلیا پھر فرمایا الحمد للہ، اے اللہ آپ نے مجھے یہ کلمہ دیکر بھیجا ہے اور اس کا مجھے حکم فرمایا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور آپ وعدہ خلاف نہیں ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا؛ خوش ہو جاؤ اللہ تعالی نے تمہاری مغفرت فرمادی (مسند احمد، طبرانی)

● عن ابی ہریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال لا اله الا الله نفعته یوما من دهره یصیبه قبل ذالک ما اصابه (طبرانی بزار)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کو یہ کلمہ ایک دن (یوم قیامت) ضرور فائدہ دے گا (نجات دلائے گا) اگر چہ اس کو کچھ نہ کچھ سزا پہلے بھگتنا پڑے (طبرانی، بزار، ترغیب)

٨ عن انس رضی اللہ عنہ (فی حدیث الطویل) ان النبی ﷺ قال یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و کان فی قلبہ من الخیر مایزن شعیرۃ ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و کان فی قلبہ من الخیر مایزن برۃ ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ و کان فی قلبہ مایزن من الخیر ذرۃ (جزء من الحدیث رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ؛ ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک جو کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوگی (یعنی ایمان ہوگا) پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی (یعنی ایمان ہوگا) پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی (یعنی ایمان ہوگا) (رواہ البخاری)

٩ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال النبی ﷺ یا ابن الخطاب! اذ ھب فناد فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا؛ خطاب کے بیٹے جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے (مسلم)

⑩ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال یدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم یقول الله تعالی اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فیخرجون منها قد اسودوا فیلقون فی نهر الحیاة فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب السیل الم تر انها تخرج صفراء ملتویة (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے؛ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو، چنانچہ ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائے گا۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ جل کر سیاہ فام ہوگئے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح (فوری طور پر تر وتازہ ہوکر) نکل آئیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑے میں (پانی اور کھاد ملنے کی وجہ سے فوری) اگ آتا ہے۔ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ وہ کیسا زرد بل کھایا ہوا نکلتا ہے (بخاری)

⑪ عن العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه انه سمع رسول الله ﷺ یقول ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد ﷺ رسولا (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایمان کا مزہ اس نے چکھا (اور

ایمان کی لذت اسے ملی) جو اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول ماننے پر راضی ہو جائے (مسلم)

۱۲ عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما و ان یحب المرء لا یحبہ الا للہ و ان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس شخص سے بھی محبت ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے (بخاری)

۱۳ من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان (مشکوۃ)

ترجمہ: تکمیل ایمان کی چار علامتیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فرمایا: کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے (کسی کو) دیا اور اللہ کے لئے منع کیا تو اس نے (اپنے) ایمان کو مکمل کر لیا (مشکوۃ)

۱۴ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو انکم کنتم توکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقتم کما ترزق الطیر تغدو و خماصا و تروح بطانا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ اگر تم اللہ تعالی پر اس طرح توکل کرنے لگو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو تمہیں اس طرح روزی دی جائے جس طرح پرندوں کو روزی دی جاتی ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام بھرے پیٹ واپس آتے ہیں (ترمذی)

⑮ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا من شہادۃ ان لا الہ الا اللہ قبل ان یحال بینکم وبینھا (رواہ ابو یعلی والترغیب)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، اس سے پہلے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو (موت یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے) نہ کہہ سکو (ابو یعلی، ترغیب)

⑯ عن مکحول رحمۃ اللہ یحدث قال جاء شیخ کبیر ھرم قد سقط حاجباہ علی عینیہ فقال یارسول اللہ! رجل غدر وفجر ولم یدع حاجۃ ولا داجۃ الا اقتطفھا بیمینہ لو قسمت خطیئتہ بین اھل الارض لَاَوبقتھم فھل لہ من توبۃ فقال النبی ﷺ اسلمت فقال اما ان فاشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فقال النبی ﷺ فان اللہ غافر لک ماکنت کذلک ومبدل سیئاتک حسنات فقال یارسول اللہ! وغدارتی وفجراتی فقال وغدراتک وفجراتک فولی الرجل یکبر ویھلل (تقسیر لابن کثیر بحوالہ منتخب آحادیث)

ترجمہ: حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بہت بوڑھا شخص جس کی دونوں بھنویں اس کی آنکھوں پر آپڑی تھیں اس نے آکر عرض کیا؛ یارسول اللہ!

ایک ایسا آدمی جس نے بہت بدعہدی، بدکاری کی اور اپنی جائز ،ناجائز ہر خواہش پوری کی اوراس کے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ اگرتمام زمین والوں میں تقسیم کردیئے جائیں تووہ سب کو ہلاک کردیں توکیااس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛ کیاتم مسلمان ہوچکے ہو؟ اس نے عرض کیاجی ہاں! میں کلمہ شہادت ،اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداعبدہ ورسولہ،، کااقرارکرتاہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛ جب تک تم اس کلمہ کے اقرار پر رہوگے اللہ تعالی تمہاری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف فرماتے رہیں گے اورتمہاری برائیوں کونیکیوں سے بدلتے رہیں گے۔اس بوڑھے نے عرض کیا؛ یارسول اللہ! میری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛ ہاں تمہاری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف ہیں۔یہ سن کروہ بڑے میاں اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے پیٹھ پھیرکر(خوشی خوشی)واپس چلے گئے۔

۱۷ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی ﷺ اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قبل نفسہ (رواہ البخاری) حضرت ابوہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا میری شفاعت کاسب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہو گا جو اپنے دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے (بخاری)

۱۸ عن رفاعۃ الجھنی رضی الہ عنہ قال قال النبی ﷺ اشھد عند اللہ لا یموت عبد یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ صدقا من قلبہ ثم یسدد الاسلک فی الجنۃ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت رفاعۃ جہینی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ میں اللہ تعالی کے یہاں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جس شخص کی موت اس حال میں آئے کہ وہ سچے دل سے شہادت دیتا ہو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (یعنی حضرت محمد ﷺ) اللہ تعالی کا رسول ہوں، پھر اپنے اعمال کو درست رکھتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد)

١٩ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبہ فیموت علی ذلک الاحرمہ اللہ علی النار لاالہ الا اللہ (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا؛ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ بھی دل سے حق سمجھ کر کہے تو اسی حالت پر اس کی موت آئے تو اللہ تعالی ضرور اس پر جہنم کی آگ حرام فرمادیں گے وہ کلمہ،، لا الہ الا اللہ ہے (مستدرک وحاکم)

٢٠ عن عیاض الانصاری رضی اللہ عنہ رفعہ قال ان لاالہ الا اللہ کلمۃ علی اللہ کریمۃ لھا عند اللہ مکان و ھی کلمۃ من قالھا صادقا ادخلہ اللہ بھا الجنۃ ومن قالھا کاذبا حقنت دمہ واحرزت مالہ ولقی اللہ غدا فحاسبہ (رواہ البزار ومجمع الزوائد)

ترجمہ: حضرت عیاض انصاری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ،، لا الہ الا اللہ ،، اللہ تعالی کے یہاں بڑی عزت والا قیمتی کلمہ ہے اس کا اللہ کے یہاں بڑا رتبہ ومقام ہے جو شخص اسے دل سے کہے گا اللہ

تعالی اسے جنت میں داخل فرمائیں گے اور جو اسے جھوٹے دل سے کہے گا تو یہ کلمہ (دنیا میں تو) اس کی جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا لیکن کل قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا اللہ تعالی اس سے باز پرس فرمائیں گے (بزار، مجمع الزوائد)

٢١ عن ابی موسی رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ ابشروا وبشروا من وراء کم انه من شهد ان لا اله الا الله صادقا بها دخل الجنة (رواه احمد و الطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ کہ خوشخبری لو اور دوسروں کو بھی خوشخبری دے دو کہ جو شخص سچے دل سے ،،لا الہ الا اللہ،، کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا (احمد، طبرانی، مجمع الزوائد)

٢٢ عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من شهد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله مخلصا دخل الجنة ((مجمع البحرین منتخب آحادیث)

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا (منتخب آحادیث)

٢٣ عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ دخلت الجنة فرایت فی عارضتی الجنة مکتوبا ثلاثة اسطر بالذهب السطر الاول لا اله الا الله محمد رسول الله والسطر الثانی

ماقدمنا وجدنا وما اکلنا ربحنا وما خلفنا خسرنا والسطر الثالث امۃ مذنبۃ ورب غفور (منتخب آحادیث)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت کے دونوں طرف تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں،، پہلی سطر،، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،، دوسری سطر،، جو ہم نے آگے بھیجد یا، یعنی صدقہ وغیرہ کردیا اس کا ثواب ہمیں مل گیا اور جو دنیا میں ہم نے کھا پی لیا اس کا ہم نے نفع اٹھالیا اور جو کچھ ہم چھوڑ آئے اس میں ہمیں نقصان ہوا،، تیسری سطر،، امت گناہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے (منتخب آحادیث)

۲۴ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال لاالہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ قیل وما اخلاصھا قال ان تحجزہ عن محارم اللہ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ،، لا الہ الا اللہ،، کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے (طبرانی، فضائل اعمال)

۲۵ عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مفاتیح الجنۃ شھادۃ ان لاالہ الا اللہ (رواہ احمد و المشکوۃ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ،، لا الہ الا اللہ،، کا اقرار کرنا جنت کی کنجیاں ہیں (احمد،، مشکوۃ)

۲۶ عن علی رضی اللہ عنہ قال حدثنا رسول اللہ ﷺ عن

جبرائیل علیہ السلام قال قال اللہ عز و جل انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی من جاء نی منکم بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ بالاخلاص دخل فی حصنی و من دخل فی حصنی امن عذابی (فضائل اعمال)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں ،میرے سوا کوئی معبود نہیں ،لہذا میری ہی عبادت کرو۔جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ،، کی گواہی دیتا ہوا آوے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہوگا (فضائل اعمال)

٢٧ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ قال افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الاستغفار ثم قرء فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک (اخرجہ الطبرانی)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل،، لا الہ الا اللہ،، ہے۔اور تمام دعاؤں میں افضل دعا استغفار ہے۔پھر اس کی تائید میں ،سورۃ محمد، کی آیت،، فاعلم انہ لا الہ الا اللہ،، آیت تلاوت فرمائی (طبرانی)

٢٨ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لیس شیٔ الا بینہ وبین اللہ حجاب الا قول لا الہ الا اللہ ودعاء الوالد (فضائل اعمال)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر،، لا الہ الا اللہ،، اور باپ کی دعا بیٹے کے لئے ،ان دونوں کے لئے کوئی حجاب (پردہ) نہیں (فضائل اعمال)

۲۹ عن اسماء بنت زید بن السکن عن رسول الله ﷺ انہ قال اسم الله الاعظم فی ھاتین الآیتین والھکم الہ واحد لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم (و) الم الله لاالہ الا ھو الحی القیوم

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے پڑھی جائیں)

والھکم الہ واحد لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم البقرۃ اور الم الله لاالہ الا ھو الحی القیوم (آل عمران) (فضائل اعمال)

۳۰ عن تمیم الداری رضی الله عنہ قال قال رسول الله ﷺ من قال لاالہ الا الله واحدا احدا صمدا لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولم یکن لہ کفوا احد عشر مرات کتبت لہ اربعون الف حسنۃ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے کہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص،، لا الہ الا اللہ، واحدا، احدا، صمدا، لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا لم یکن لہ کفوا احد،، کو دس مرتبہ پڑھے گا، چالیس ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی (احمد)

۳۱ عن عبد الله بن ابی اوفی رضی الله عنہ قال قال رسول الله ﷺ من قال لاالہ الا الله وحدہ لاشریک لہ احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد کتب الله لہ الفی الف حسنۃ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے، کہ جو شخص،، لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ احدا، صمدا، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد، پڑھے اس

کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی (طبرانی)

٦٢ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال مامنکم من احد یتوضا فیبلغ فیسبغ الوضوء ثم یقول اشہد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایھا شآء (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے،، اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ،، اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (مسلم)

باب۔لاالٰہ الااللّٰہ،، کی قیمت، برکت، وزن، فضیلت اور دولت واقعات کی نظر میں۔

اس باب کے اندر واقعات کی نظر میں،، لاالہ الا اللہ،، کی فضیلت، برکت، سوال وجواب پر چند واقعات پیش خدمت ہیں۔واقعتاً ایمان ہی وہ بڑی دولت اور سرمایہ ہے کہ جس کے بغیر انسان کے سارے اچھے اعمال غارت، بے قدر اور بے وزن ہیں۔اور نہ ہی ایمان کے بغیر کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول ہے۔

لاالہ الااللہ کی قیمت

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لو جیئ بالسموت والارض ومن فیهن وما بینهن وما تحتهن فوضعن فی کفة المیزان ووضعت شهادة ان لااله الا الله فی الکفة الاخری لرجحت بهن (اخرجه الطبرانی کذا فی الدر وهکذا فی مجمع الزوائدوزادفی اوله لقنوا موتاکم شهادة ان لااله الا الله فمن قالها عند موته وجبت له الجنة قالوا یارسول الله! فمن قالها فی صحته قال تلک اوجب واوجب ثم قال والذی نفسی بیده الحدیث قال رواه الطبرانی (فضائل اعمال)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان وزمین اور جو لوگ ان کے درمیان میں ہیں وہ سب، اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب، ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور،، لاالہ الا

اللہ،، کا اقرار دوسری جانب ہو تو وہی تول میں بڑھ جائے گا۔

اللہ اکبر ایمان کتنی بڑی دولت ہے جو ہمارے پاس موجود ہے اور کافر ملکوں کے عیش پر ہم لوگ رال گراتے ہیں۔ ارے ان کافروں کے پاس کیا رکھا ہے، کافر صدر ہو یا کافر بادشاہ انہیں کوئی اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ اصلی دولت تو ان کے پاس ہے ہی نہیں، کافر بادشاہ یا کافر حاکم تو زمین کے ذرا سے ٹکڑے پر حکومت کر کے اللہ سے غافل ہو گئے اور مومن جب **لاالہ الا اللہ** کہتا ہے تو ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں پر اس کی بادشاہت ہوتی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ ساتوں زمین و آسمان **لاالہ الا اللہ** کے مقابلہ میں ہلکے ہیں۔ بڑی بڑی کافر حکومتوں کے سربراہ اور جملہ کفار تو پھانسی کے مجرم ہیں۔ انگریزوں کے زمانہ میں قانون تھا اور آج بھی ہے کہ پھانسی کے مجرم کو حکومت شاہی خزانہ سے روپیہ دلاتی ہے کہ اس کو خوب کھلاؤ پلاؤ اس کی کوئی آرزو تشنہ نہ رہنے پائے کیونکہ اسے پھانسی لگنے والی ہے۔ تین دن کے لئے حکومت کی طرف سے چھوٹ دے دیگئی ہے کہ وہ خوب عیش کر لے۔ پھانسی کے مجرم کے تین دن اور ان کافروں کے ساٹھ سال میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آج اللہ تعالی نے انہیں چھوٹ دے رکھی ہے کہ خوب عیش اڑا لو، چاند پر پہنچ جاؤ لیکن کل تمہیں کوئی طاقت ہماری پھانسی سے نہ بچا سکے گی کیونکہ تم مجرم ہو، تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو نہ پہچانا، کیا تمہیں چاند پر جانے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا؟ تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا تھا لیکن اپنے غرور میں تم نے ہماری آیات کا انکار کیا کہ ہم نے انسان اور جن کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے مگر تم دنیا میں لگ کر شیطان کو خوش کر کے من چاہی زندگی گزاری تو آج تمہیں میرے عذاب سے بھی کوئی نہیں بچا سکے گا۔

ایک حدیث میں ارشاد نبوی سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے۔ وہ یہ کہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کو،،لا الہ الا اللہ،، تلقین کیا کرو۔ جو شخص مرتے وقت اس کلمہ پاک کو کہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا؛ یارسول اللہ اگر کوئی تندرست ہی میں کہے؛ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ پھر تو اور بھی زیادہ جنت کو واجب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد یہ قسمیہ مضمون ارشاد فرمایا جو اوپر ذکر کیا گیا۔ (ملخص از خزائن معرفت ومحبت، وفضائل اعمال)

سب سے بڑی دولت دنیا وآخرت میں سرمایہ ایمان ہے

ایمان کی دولت سب سے قیمتی دولت ہے۔ دنیا کی کوئی دولت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

یاد او سرمائیہ ایمان بود

جو شخص دولت مند ہونا چاہے تو اصل دولت مند وہی ہے جس کے پاس یہ دولت ایمان ہو۔ اس دولت کی قیمت کا اندازہ لگالو کہ زمین وآسمان صرف اسی کی وجہ سے قائم ہیں۔ جس دن کوئی ایمان والا نہ رہے گا اس دن آسمان گر پڑے گا، سورج، چاند، ستارے سب گر پڑیں گے۔ ایمان کی طاقت وہ طاقت ہے جو زمین وآسمان کو روکے ہوئے ہے، یہ نہیں تو کائنات بھی نہیں رہے گی۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ۔ جب تک اس زمین پر ایک شخص بھی ،لا الہ الا اللہ کہنے والا ہوگا قیامت نہیں آئے گی ۔ جب ایک بھی نہ رہے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور قیامت برپا ہوجائے گی ۔تو معلوم ہوا کہ کائنات کی جان ایمان ہے۔ لیکن یہ ہے کس کے پاس؟ یہ ان کے پاس نہیں ہے جن کے جسم پر ریشم کا لباس ہے لیکن اللہ سے باغی ہیں اور اگر کسی کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے ہیں خستہ حال ہے لیکن دل میں ایمان کی دولت پوشیدہ ہے وہ اصل دولت مند ہے، کیونکہ موتی

تو اندر چھپا کر ہی رکھا جاتا ہے۔اس بادام کی کیا قیمت ہے جس کا چھلکا تو خوب چکنا رنگ وروغن والا ہو لیکن جب اس کو پھوڑا جائے تو اندر سے خالی ہو، گری یعنی مغز نہ ہو۔بادام کی قیمت تو گری ہی سے ہوتی ہے۔جسم بھی ایک چھلکا ہے اور ایمان گری ہے جس چھلکے میں یہ گری ہے وہی قیمتی ہے چاہے اوپر سے جسم کا چھلکا خستہ وخراب ہو۔پس قیامت کے دن جب کافروں کے خوبصورت جسموں کو توڑا جائے گا اور ایمان کی گری ان میں سے نہ نکلے گی، اس دن معلوم ہوگا کہ یہ جسم کتنے بے قیمت وخراب ہیں۔اگر چہ دنیا میں یہ بڑے چمک دمک والے معلوم ہوتے تھے لیکن بات یہ تھی کہ اصل چیز سے تو یہ محروم تھے۔تو اصل سرمایہ ایمان ہے۔اب اگر کوئی کہے کہ مان لیا کہ زمین وآسمان بھی ایمان سے قائم ہیں لیکن اللہ کی یاد سے مجھے کیا ملے گا؟ میں تو غریب ہی رہوں گا تو اس کا مولانا جواب دیتے ہیں،

ہر گدا از یاد او سلطاں بود

ہر فقیر اللہ کی یاد سے بادشاہ ہوجاتا ہے،تو اس کے کیا یہ معنی ہیں کہ ذکر کرنے کے بعد یہ تار آجائے گا کہ بندے تجھے فلاں ملک کا بادشاہ بنادیا گیا کیونکہ تو نے ذکر کیا تھا،اس سے مراد روح کی سلطانیت اور بادشاہت ہے،روح کا چین ہے،سکون ہے،اطمینان ہے۔بادشاہوں کو بادشاہت کی بھیک دینے والا جس جان میں آجائے تو بتاؤ کہ اس جان کی بادشاہت کا کیا عالم ہوگا۔ایسا شخص ساری دنیا کے بادشاہوں کو نگاہ میں نہیں لائے گا۔ہاں کسی کو حقیر بھی نہ جانے گا بلکہ ڈرتا رہے گا کہ کہیں ایسی غلطی نہ ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائیں کہ جا نالائق تیرا دل اس قابل نہیں کہ ہم اس میں رہیں۔وہ ایسا مکین ہے جس پر کسی کا اختیار نہیں۔اس لئے جس دل میں وہ احکم الحاکمین ہوتا ہے وہ دل تو ڈرتا ہی رہتا ہے۔مطلب اس کا یہ ہے کہ بزرگوں نے کیا ہی عجیب بات کہی ہے وہ یہ کہ ہم ہر مسلمان سے حالاً یعنی حال کے اعتبار سے اپنے آپ کو کمتر اور

کمزور سمجھیں اور اس کو اپنے آپ سے بہتر سمجھیں اور ہر کافر سے مآلاً یعنی انجام کے اعتبار سے کمتر سمجھیں کیا پتہ اس کو ہدایت مل جائے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور میرا خاتمہ اللہ نہ کریں خراب ہو جائے کیونکہ یہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔پس یہ سرمایہ ایمان حق تعالیٰ کی یاد سے نصیب ہوتا ہے اب اس کی کوئی حد نہیں ہے جو جتنا چاہے کما لے۔دنیا کی کمائی کے لئے کتنی محنت کرنی پڑتی ہے،خون اور پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے تب جاکر دنیا ملتی ہے لیکن اللہ کی یاد سے جو بادشاہت ملتی ہے اس بادشاہت کے لئے نہ فوج ولشکر کی ضرورت ہے نہ تخت وتاج کی۔یہ سلطانت فرش خاک پر نصیب ہو جاتی ہے۔کپڑے پر پیوند لگے ہوئے ہیں،خاک پر ایک اللہ والا بیٹھا ہوا ہے لیکن روح عرش پر اللہ کے قرب خاص سے مشرف ہے،بغیر تخت وتاج وبغیر لشکر وسپاہ کے اس کو کیسی سلطانت حاصل ہے،اس کیفیت کو کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس کے جس کو یہ دولت نصیب ہو جائے۔بس اتنا سمجھ لو کہ سب سے بڑی دولت کا حاصل کرنا اللہ نے سب سے زیادہ آسان کر دیا،اپنی غلامی پر ان کی ولایت کا تاج رکھ لو تم شاہوں کے شاہ ہو جاؤ گے اور یہ نصیب ہو گی ان کی یاد سے۔یاد کی کوئی حد نہیں جو جتنا اللہ کو یاد کرے گا یہ سرمایہ ایمان اس کو اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا۔اب اپنا اپنا ظرف ہے جو جتنا چاہے لے لے۔(اب کامیابی کا ایک کیمیائی نسخہ سن لو۔وہ یہ کہ اللہ ہمارے خالق ہیں ہم اس کی مخلوق ،وہ ہمارا رب،معبود،اور یہ ہم سب جانتے ہیں کہ موت ضرور آئے گی اور یہ بھی ہم سب کا عقیدہ وایمان ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہو کر ذرے ذرے کا حساب ہم سے لیا جائے گا،تو آج دنیا میں اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچو،یہ نہ دیکھو کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا بلکہ یہ دیکھو کہ کس ذات کی نافرمانی ہو رہی ہے،تو اگر آج ہم اللہ رب العزت کی نافرمانیوں سے بچیں گے اور اللہ تعالیٰ کے تمام تر

احکامات پر عمل کریں گےتوکل مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوں گے۔

ارشادخداوندی ہے۔**واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوىٰ فان الجنة هی الماویٰ(سورۃنازعات)**

اور جو کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے آپ کو گناہوں اورخواہشات سے روکے رکا پس بیشک جنت (ایسےلوگوں کا) اس کا ٹھکانہ ہے۔(ملخص از خزائن معرفت ومحبت)

کلمہ،،لا الہ الا اللہ،،کاوزن

❶ عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهمايقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله سيخلص رجلا من امتی علی رئووس الخلائق يوم القيمة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلا كل سجل مثل مد البصر ثم يقول اتنكر من هذا شيئا ا ظلمک كتبتی الحافظون يقول لايارب فيقول افلک عذر فيقول لا يارب فيقول بلی ان لک عندنا حسنة انه لا ظلم عليک اليوم فيخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله فيقول اقدر وزنک فيقول يارب ماهذه البطاقة ماهذه السجلات فقال فانک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی كفة و البطاقة فی كفة فطاشت السجلات و ثقلت البطاقة ولا يثقل مع اسم الله شیئ(رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن اللہ تعالی میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر ساری مخلوق کے روبرو بلائیں گے اور اس کے

سامنے اعمال کے ننانوے (۹۹) دفاتر کھولیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا اس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر کیے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ دیا ہو)؟ وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار کی گنجائش ہے، نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر ارشاد ہوگا تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں،، ارشاد ہوگا،، اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں، پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں،، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ،، لکھا ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا اس کو تلوالے، وہ عرض کرے گا اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ ٹکڑا کیا کام دے گا؟ ارشاد ہوگا کہ تجھ پر ظلم نہیں ہوگا پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور کاغذ کا وہ ٹکڑا دوسرے پلڑے میں،، تو اس ٹکڑے کے وزن کے مقابلہ میں دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا (سچی بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزن ہی نہیں رکھتی (ترمذی)

❷ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انہ قال قال موسی علیہ السلام یارب! علمنی شیئا اذکرک بہ وادعوک بہ قال قل لاالٰہ الا اللہ قال یارب! کل عبادک یقول ھذا قال قل لاالٰہ الا اللہ قال انما ارید شیئا تخصنی بہ قال یا موسی! لو ان السموت السبع والارضین السبع فی کفۃ ولاالٰہ الا اللہ فی کفۃ مالت بھم لاالٰہ الا اللہ (رواہ النسائی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علی نبینا

وعلیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ،، لا الہ الا اللہ،، کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے، ارشاد ہوا کہ،، لا الہ الا اللہ،، کہا کرو۔ عرض کیا: میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف،، لا الہ الا اللہ،، کو رکھ دیا جائے تو،، لا الہ الا اللہ،، والا پلڑا جھک جائے گا۔ (نسائی،، فضائل اعمال)

لا الہ الا اللہ کی برکت پر بادشاہ کا عجیب واقعہ

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد، متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھیں اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا اس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا۔ اس نے اول اپنے بتوں کو پکارنا شروع کر دیا اور مدد چاہی جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور،، لا الہ الا اللہ،، کا ورد شروع کیا۔ لگا تار پڑھ رہا تھا ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جا سکتا ہے، ظاہر ہے۔ اللہ تعالی شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی اور دیگ بھی ٹھنڈی ہو گئی، اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اڑی اور دور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری، یہ شخص لگا تار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا، لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور عجوبہ دیکھ کر متحیر تھے اس سے حال دریافت کیا، اس نے اپنی سرگزشت سنائی، جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے (فضائل اعمال)

کسی شعبہ ایمان کی وجہ سے کافر کو مومن نہیں کہہ سکتے

سوال یہاں کوئی اشکال کر سکتا ہے کہ جب مؤمن میں کسی ایسے شعبہ کفر کے پائے جانے پر جو ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ یعنی اس شعبہ کفر کی وجہ سے ایمان کے ساتھ ہی رہتا ہے اگر چہ فقد کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ تو اسی طرح اگر کافروں میں بعض شعبے ایمان کے پائے جاتے ہیں چنانچہ بعض کافروں میں اچھے اخلاق کا پایا جانا اور حیاء و تواضع وغیرہ کے اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں جیسا کہ اشج عبدالقیس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

ان فیک لخصلتین یحبھم اللہ الحلم والاناۃ(رواہ مسلم باب الایمان)

ترجمہ: تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالی محبوب رکھتے ہیں،، ایک بردباری اور دوسری تواضع۔،، اس نے سوال کیا کہ حضور یہ خصلتیں اسلام کی وجہ سے مجھ میں پیدا ہوگئی ہیں یا پہلے سے تھیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے سے ہیں جن پر تو پیدا کیا گیا۔ تو اگر کسی کافر میں ایمان کی کوئی خصلت و شعبہ پایا جائے تو اس پر بھی ایمان کا اطلاق کرنا چاہئے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ ایمان و کفر کی مثال صحت و مرض جیسی ہے۔ ایمان نام ہے ایک صحت و تندرستی کا اور کفر نام ہے ایک مرض اور روگ کا اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص میں اگر فقط ایک مرض موجود ہو تو اس ایک مرض ہی کی وجہ سے اس کو مریض کہہ سکتے ہیں۔ مگر کسی مریض میں اگر فقط کسی ایک جہت سے تندرستی آجائے باقی وجوہ سے وہ مریض ہی رہے تو فقط ایک جہت کی تندرستی کی وجہ سے اس کو صحیح و تندرست نہیں کہہ سکتے، جب تک کہ مرض کی جڑ ہی نہ کٹ جائے۔ اسی طرح مومن

میں مرض کفر کا کوئی ایک شعبہ موجود ہونے سے اس پر **کفر ونحوہ** کا اطلاق کر سکتے ہیں مگر کفر کے مریض میں کوئی ایک آدھ شعبہ ایمان پایا جانے سے ایمان کا اطلاق اس پرنہیں کریں گے۔**فافھم واحفظ** (حقیقت ایمان حصہ اول، صفحہ ۲۲۴)

لاالہ الااللہ کی فضیلت وفائدے پر ایک سوال کا حیران کن جواب

میرے مرشد محبوب العلماء والصلحاء حضرت اقدس مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی،، دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ایک بیان میں یہ واقعہ بیان فرمایا جس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔حضرت جی برون ملک سفر کی خاطر محو پرواز تھے اس دوران برابر میں بیٹھے ہوئے مسافر نے تعارف کے بعد ایک سوال کیا۔موصوف کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ آدمی دراصل دہریہ بن چکا ہے۔حضرت جی نے فرمایا۔اس نے مجھ سے سوال کیا کہ کہا جاتا ہے، دین اسلام سراسر عدل وانصاف پر مبنی مذہب ہے، جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام میں بالکل عدل وانصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ظلم اور بے انصافی پر مبنی مذہب ہے۔تو میں نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ دیکھئے ایک طرف ایک بندہ صرف کلمہ،،**لاالہ الا اللہ**، پڑھ کر فوت ہوجاتا ہے اگرچہ اس کے اعمال اتنے اچھے نہیں ہوتے تو ایک نہ ایک دن اسے جہنم سے نکالا جائے گا اور ضرور جنت میں داخل ہوگا،، جبکہ دوسری طرف ایک دوسرا بندہ صرف یہ کلمہ،،**لاالہ الا اللہ**،، نہیں پڑھتا، جس کے پڑھنے میں کوئی زیادہ وقت بھی نہیں لگتا، علاوہ ازین بہت اچھے رفاہی کاموں میں، انسانی ہمدردیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے، غریبوں کے ساتھ تعاون کرتا ہے ہر ایک سے خندہ پشانی سے پیش

آ تا ہے، حیاوتواضع جیسی اچھی صفات اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔لیکن جب وہ فوت ہوجاتا ہے تو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا، ایک طرف اعمال کم صرف ،،**لاالہ الا اللہ**،، پڑھا ہے دوسری طرف اعمال بہت مگر صرف،،**لاالہ الا اللہ**نہیں پڑھا ،،تو ایک جہنم سے ایک نہ ایک دن نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور دوسرا ہمیشہ کے لئے جہنم رہے گا۔تو یہ کیسا انصاف ہے؟تو حضرت جی نے فرمایا کہ میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالی سے دعا کی کہ اے اللہ میرے دل میں ایسا جواب ڈال دیجئے جواس کے لئے تسلی بخش اور مطمئن ہونے کا ذریعہ بن جائے۔حضرت جی نے اس سے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ایک کالج میں پروفیسر ہوں اور ریاضی پڑھاتا ہوں تو حضرت جی نے جواب دیکر اس سے کہا کہ اب آپ کو سمجھانا کچھ اسان ہو گیا پھر کہا کہ تم بتاؤ کہ یہ جو(0)صفر کا نشان ہے اس کی کوئی قدر و قیمت ہے؟ اس نے کہا نہیں،، پھر کہا کہ ایک اور صفر ساتھ ملا دو، اب کوئی قیمت ہے؟ کہا نہیں بلکہ کہا کہ جتنے صفر آپ بڑھاتے جائیں جب تک ان کے ساتھ اکائی نہیں ہوگی (یعنی ایک سے نو تک کا ہندسہ نہیں ہوگا) تو اس کا جواب صفر بٹہ صفر ہی آتا ہے۔میرے مرشد عالم زید مجدہم نے فرمایا کہ میں نے اس سے کہا کہ اسی طرح کلمہ پڑھے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔پھر میں نے اس سے کہا کہ اب صفر کے ساتھ، ایک کا نشان لگائے، جو ایک چھوٹی سی، پتلی لکیر ہوتی ہے۔تو اس نے اکائی کی لکیر کھینچی اور پوچھا کہ اب کوئی قیمت ہے؟ کہا کہ ہاں،، اب ایک ہو گیا، پھر کہا کہ اس کے ساتھ صفر لگا دو، تو صفر لگانے سے دس ہو گیا ایک اور صفر سو، تو کہا اب اکائی کے ساتھ جتنے صفر بڑھاتے جائیں گے تو قیمت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔تو حضرت جی نے اس سے کہا کہ کیا پوری دنیا کا اس پر اتفاق ہے اور اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ

صفر (0) کی کوئی قیمت نہیں جب تک اس کے ساتھ اکائی نہ ملائی جائے۔کہا کہ ہاں میتھ (ریاضی) کا اصول ہی یہی ہے اور پوری دنیا کا اس پر اتفاق ہے اور تسلیم کر چکی ہے۔تو حضرت جی نے فرمایا۔کہ پھر،،**لاالہ الا اللہ**،،اس اکائی کی حیثیت رکھتا ہے جب اس کلمہ،،**لاالہ الا اللہ** کے ساتھ دیگر اچھے اعمال اخلاص کے ساتھ ہوں گے تو قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے۔اور اگر یہ کلمہ جو اکائی کی حیثیت رکھتا ہے یہ نہ ہو،،یعنی اس کلمہ کو پڑھے بغیر کوئی بھی شخص جتنے بھی اچھے اعمال،رفاہی کام کرتا ہو ،اس کا جواب صفر بٹہ صفر ہی آئے گا اور اس پر اس کو کچھ ثواب بھی نہ ملے گا جب تک وہ اس کلمہ کو نہیں پڑھتا۔**سبحان اللہ**،اللہ رب العزت کا ہم کروڑوں مرتبہ شکر ادا کریں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس عظیم نعمت اور دولت،،**لاالہ الااللہ**،،،،سے نوازہ ہے۔**الحمد للہ علی ھذہ النعمۃ**۔

باب۔صورت ایمان اور حقیقت ایمان، اور چیزوں میں نفع ونقصان اللہ ہی ڈالتے ہیں

اس باب کے اندر اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی چیز کی ایک صورت ہوتی اور ایک حقیقت ۔دنیا کے اندر جتنی چیزیں ہیں وہ بذاتِ خود نفع ونقصان دینے والی نہیں کیونکہ ہر چیز اللہ کے ارادے اور مشیت کی محتاج ہے ۔تو چیزوں میں نفع ونقصان بھی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا۔

ایمان والوں کو دعوتِ ایمان

ارشاد باری تعالی ہے ۔**یاایھا الذین آمنوا آمِنوا باللہ ورسولہ**۔ اے ایمان والو!تم اللہ اوراس کے رسولؐ پرایمان لے آؤ۔آپ دیکھئے اس آیت کریمہ میں یہ نہیں فرمایا؛**یاایھا الذین کفروا،،اشرکوا،،نافقوا**۔کہ اے کافرو،مشرکو،منافق بلکہ فرمایا۔ **یاایھا الذین آمنوا آمِنوا باللہ ورسولہ**۔اے وہ لوگو؛ جواللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں کو ماننے کا اقرار کرچکے ہو، اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ گویا اس آیت میں ایمان والوں کو دعوت ایمان دی جارہی ہے۔آج اگر کسی کو نصیحت کی جائے تو کہتے ہیں کہ کافروں کو جا کر نصیحت کرو ہم تو ایمان والے ہیں ۔حالانکہ اس آیت میں ایمان والوں کو ہی ماننے اور ایمان پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ گویا کہ ایمان والوں کو ہی دعوت ایمان مل رہی ہے۔

صورت ایمان اور حقیقت ایمان

چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت ہوتی ہے۔عجائب گھر میں کئی دفعہ

دیکھا ہے کہ ایک شیر کی کھال میں انہوں نے کچھ بھر کر اسے وہاں رکھا ہوتا ہے وہ اس کی ممی، ہو بہو شیر کی شکل ہوتی ہے، دانت بھی ہوتے ہیں، آنکھیں بھی ہوتی ہیں، کان بھی ہوتے ہیں منہ بھی ہوتا ہے وغیرہ، اس صورت شیر کو دیکھ کر نہ تو کسی پر خوف طاری ہوتا ہے نہ کوئی گھبراتا ہے جو بھی وہاں جاتا ہے اس شیر کی دم پکڑتا ہے، اس کے دانتوں کو ہاتھ لگاتا ہے اور کئی تو اس کے اوپر بھی چڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں، وہ شیر کی فقط صورت ہی ہوتی ہے اس صورت کی وجہ سے بندے کے اوپر خوف کی وہ کیفیت نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس ایک بندہ جنگل سے گزر رہا تھا اچانک اس کے سامنے شیر آ گیا اب اس بندے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، پسینہ آ گیا اور گھبرا گئے، چہرے کا رنگ فق ہو گیا ،اس کی یہ کیفیت کیوں بنی؟ اس لئے کہ حقیقت سامنے آ گئی۔ تو اسی طرح ایمان کی صورت اور حقیقت میں بھی فرق ہوتا ہے جب صرف زبان سے کلمہ پڑھا تو یہ صرف صورت ایمان ہے ایسی صورت میں اذان سنکر کچھ نہیں ہوتا اور اللہ کا تذکرہ سنکر دل نہیں مچلتا، جب دل میں حقیقت ایمان جاگزین ہو جاتی ہے تو پھر جیسے ہی اللہ اکبر کی اواز آتی ہے تو بندے کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت بلال ؓ اذان دیتے تھے تو نبی علیہ السلام بیگانہ ہو جاتے تھے اسے ایمان کی حقیقت کہتے ہیں۔ (ایمان کی اہمیت)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا اللہ کے نام پر دام لگانے کا سبق آموز واقعہ۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو آپ نے خلیل بنایا اس کی وجہ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ جاؤ میرا

خلیل جنگل میں بکریاں چرا رہے ہیں۔اس کے سامنے میرا نام لو اور دیکھو کہ وہ میرے نام کا کیا دام لگاتے ہیں۔چنانچہ وہ فرشتے انسانی شکل میں بطور امتحان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جنگل پہنچے۔وہ اپنی بکریاں چرانے میں مصروف تھے وہ نہیں جانتے کہ یہ فرشتے ہیں کہ اچانک فرشتے نے اللہ کا نام لیا اور اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کی فرمایا۔، **سبحان ذی العزت والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحي الذى لايموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح** ۔،، چونکہ ابراہیم خلیل اللہ، اللہ رب العزت کے عاشق حقیقی تھے۔تو اپنے رب کی تعریف اور نام سنتے ہی بڑا مزہ آیا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ایک دفعہ پھر میرے رب کا نام لے لینا۔کہا کیا دیں گے،فرمایا بکریوں کا آدھا ریوڑ دوں گا۔اس فرشتے نے پھر یہی کہا یعنی اللہ کا نام لیکر خوب تعریف کی ۔ابرہیم خلیل اللہ یہ سنکر اور مزاہ آیا فرمایا کہ ایک دفعہ پھر میرے کریم پروردگار کا نام لو۔کہا اب کیا دیں گے ،فرمایا :بکریوں کا بقیہ آدھا ریوڑ دے دوں گا۔چنانچہ فرشتے نے پھر اللہ کا نام لیا تو ابراہیم خلیل اللہ کو اور مزاہ آیا فرمایا: کہ ایک مرتبہ پھر میرے رب کا نام لو۔فرشتے نے کہا کہ اب کیا دیں گے اب تو آپ کے پاس کچھ بھی دینے کے لئے نہیں رہا۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ چونکہ اللہ کے عاشق تھے کہنے لگے کہ آپ کو ان بکریوں کو چرانے کے لئے چرواہے کی ضرورت ہوگی تو میں چرواہا بن کر آپ کی بکریاں چرایا کروں گا۔تب فرشتہ کہنے لگا کہ میں ایک فرشتہ ہوں مجھے بکریوں کی ضرورت نہیں ہے میں تو امتحان کے لئے آیا تھا کہ آپ کے سامنے اللہ کا نام لوں کہ آپ اللہ کے نام کیا دام لگاتے ہیں۔مگر آپ واقعتاً اللہ کے خلیل ہیں اور اپنے اس امتحان میں پوری طرح کامیاب ہوگئے۔

سچی بات یہی ہے کہ جب دل میں حقیقتِ ایمان جاگزین ہوجاتی ہے اور اللہ کی محبت آجاتی ہے تو پھر اللہ کا نام سنکر مزا آنے لگتا ہے، آذان سنکر مسجد جانا آسان ہوجاتا ہے۔اسی طرح نہ پھر کوئی عمل مشکل لگتا ہے اور نہ ہی کسی گناہ سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقتِ ایمان نصیب فرمائیں، آمین۔

خوش نصیب کون؟

اگر ہم قیامت کے دن کو آج تسلیم کرلیں گے تو اس میں ہماری خوش نصیبی ہے اور جو انسان تسلیم نہیں کرے گا وہ بدنصیب ہوگا۔

مثال نمبر ۱۔اس کی مثال مرغی کے انڈے کی سی ہے،اس انڈے میں بالکل بچہ تیار ہوچکا ہے، باہر نکلنے کے قریب ہے،اب اس بچے کو اگر کوئی بتائے،جناب تم عنقریب ایک ایسی دنیا میں جاؤ گے جہاں چھ فٹ کا انسان ہوگا،پچیس،تیس فٹ کے درخت ہوں گے، پچاس پچاس منزلہ بیلڈنگیں ہوں گی، گھر ہوں گے، پہاڑ ہوں گے، دریا ہوں گے اور مرغی کا بچہ کہے گا کہ اچھا میں دیکھتا ہوں کہ یہ چیزیں کہاں ہیں۔تو اس کو یہ چیزیں انڈے کے اندر رہ کر تو سمجھ نہیں آئیں گی، پھر جب وہ انڈے سے باہر نکلے گا تو کیا وہ اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھے گا یا نہیں؟ سب کچھ نظر آجائے گا۔ہم اس وقت زمین اور آسمان کے انڈے میں بند ہیں، نہ جنت نظر آئے گی، نہ جہنم نظر آئے گی مگر اللہ تعالی کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو اپنی مبارک آنکھوں سے جنت اور جہنم کو دیکھ کر تشریف لائے، انہوں نے بتادیا۔اگر ہم مان لیں گے تو ہماری خوش نصیبی ہوگی اور جو نہیں مانیں گے پھر جب کل دنیا کے انڈے سے باہر نکلیں گے تو مان لیں گے۔فرعون نے بھی مرتے وقت کہا تھا؟ **آمنت برب موسی**

وھارون،، میں موسیٰ اور ھارون کے رب پر ایمان لایا۔ بڑے بڑے فراعنہ بھی موت کے وقت مان لیتے ہیں، لیکن اس وقت کا ماننا ہرگز کام نہیں آتا۔خوش نصیبی یہ ہے کہ آج ہم اس کو مان لیں۔

مثال نمبر ۲۔ایک مچھلی پانی میں تیر رہی تھی۔اس نے گوشت کا ایک ٹکڑا لٹکتا ہوا دیکھا۔جی چاہا کہ میں کھالوں۔اس کے ساتھ ایک بڑی مچھلی تھی۔اس نے کہا: خبردار! تم اس گوشت کے ٹکڑے کو مت کھانا۔اس نے پوچھا: کیوں نہ کھاؤں؟ بڑی مچھلی نے کہا: اس لئے کہ اس ٹکڑے کے ساتھ ایک کنڈی بنی ہوئی ہے، تم جیسے ہی اس ٹکڑے کو کھانے کی کوشش کروگی تو وہ کنڈی تمہارے حلق میں اٹک جائے گی۔پھر اس کے پیچھے دھاگہ ہے اور اس دھاگے کے پیچھے ایک ماہی گیر ہے۔وہ تمہیں کھینچے گا۔اور جب وہ تمہیں پکڑے گا تو تم پانی کے بغیر مرجاؤ گی۔پھر وہ تمہیں گھر لے جائے گا۔بیوی کو کہے گا کہ میں مچھلی پکڑ کے لایا ہوں۔وہ چھری ہاتھ میں لیکر تمہارے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کردے گی۔پھر وہ تم پر نمک، مرچ لگا کے رکھے گی اور جب وہ نمک مرچ اچھی طرح ان ٹکڑوں میں جذب ہوجائے گا تو پھر تمہیں ابلتے تیل میں ڈالے گی۔وہ تمہارے کباب بنائے گی۔کباب بنا کر وہ دستر خوان لگائے گی۔پھر وہ سارے گھر والوں کو بلا کر کہے گی: جی! آج مچھلی پکی ہے۔چنانچہ لوگ آکر دستر خوان پر بیٹھیں گے، تمہاری ایک ایک بوٹی منہ میں ڈالیں گے اور بتیس کے بتیس دانتوں میں چبا کے کھائیں گے۔ یہ ساری کہانی سن کر وہ چھوٹی مچھلی کہنے لگی: اچھا میں دیکھتی ہوں۔اب اگر وہ پورے دریا میں چکر لگا کر دیکھے۔تو کیا اس کو شکار کرنے والا نظر آجائے گا؟ کیا اس کی بیوی نظر آسکتی ہے؟ کیا نمک مرچ نظر آئے گا؟ ابلتا تیل نظر آئے گا؟ نہیں، کچھ بھی نظر نہیں آئے گا یہ تو اس کے ماننے پر منحصر ہے۔اگر مان لے گی

اور بچ جائے گی تو فائدے میں رہے گی، اورنہیں مانے گی تو وہ جیسے ہی اس کو منہ لگائے گی وہ شکاری کی کنڈی اس کے حلق میں اٹکے گی۔تو باقی مناظر خود بخود دیکھ لے گی یہی انسان کا حال ہے۔ نبی علیہ السلام نے آکر بتادیا؛لوگواللہ رب العزت نے ہمیں کچھ وقت کے لئے دنیامیں بھیجا ہے۔یہاں پر ہم ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آئے۔یہ دارالامتحان ہے ،نیکی کرو تاکہ جنت ٹھکانہ بنے اگر برائی کروگے تو جہنم میں جاؤگے۔اب جو مان لے گا وہ خوش نصیب انسان ہوگا اور جونہیں مانے گا اس پر جیسے ہی موت کا وقت آئے گا اس وقت اس کی آنکھیں کھل جائیں گی۔اس کوایمان کہتے ہیں۔اس لئے ہم یہ بات دل سے تسلیم کرلیں کہ یہ نظام اللہ رب العزت کی منشا سے چل رہاہے(اہمیت ایمان)

چیزوں میں نفع ونقصان اللہ ڈالتے ہیں

لاالہ الا اللہ،کا مقصد ہی یہی ہے کہ اللہ رب العزت سے سب کچھ ہونے کا یقین اورمخلوق سے سب کچھ نہ ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے۔اس لئے ہم یہ بات دل سے تسلیم کرلیں کہ یہ نظام اللہ رب العزت کی منشا سے چل رہا ہے ۔چیزوں میں نفع ونقصان اللہ تعالی ڈال دیتے ہیں۔جو نیک بنتا ہے اللہ تعالی ماحول اس کے موافق بنادیتے ہیں اور جو برابنتا ہے، اللہ تعالی ماحول اس کے مخالف بنادیتے ہیں۔ماحول کا بنانا اورچیزوں میں نفع ونقصان کا نکالنایہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

دودھ کی مثال

ہمارا مشاہدہ ہے کہ ایک بندہ دودھ پیتا ہے اور وہ موٹا تازہ ہوجاتا ہے، پہلوان بن جاتا ہے۔اورایک دوسرابندہ دودھ پیتا ہے اسے فوڈ پوئزنگ ہوجاتی ہے اوراس کی

ڈیتھ (موت) ہوجاتی ہے،اسی دودھ سے بندے کو زندگی ملی۔اوراسی دودھ سے موت ملی۔گویا یہ ایک برتن ہے جس میں اللہ نے چاہاتو زندگی ڈال دی اور جس میں اللہ نے چاہاتوموت ڈال دی۔(اہمیت ایمان)

عصائے موسوی کی مثال

اس حقیقت کی دلیل قرآن عظیم الشان میں موجود ہے،۔حضرت موسی علیہ السلام اللہ تعالی سے ملاقات کے لئے کوہ طور پر گئےتو وہاں اللہ تعالی نے پوچھا۔ **وماتلك بيمينك ياموسى**،، اے موسیٰ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا؛ **هى عصاى**۔ یہ میرا عصا(لاٹھی) ہے۔پھر اس کے فائدے بتائے ۔**اتو کا عليها واهش بها على غنمى ولى فيها مارب اخرى**،، میں اس پر ٹیک لگاتاہوں اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑتاہاہوں اورمیرے لئے اس میں اور بھی فائدے ہیں۔یعنی حضرت موسی علیہ السلام یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ بڑے فائدے کی چیز ہے۔پھر اللہ تعانے ارشادفرمایا: **القها يا موسى**،، اے موسی اسے نیچے ڈالدو۔پس حضرت موسی علیہ السلام نے اس کو نیچے ڈال دیاتو،،**فاذا هى حية تسعى**،،اچانک دوڑنے والا اژدہا بن گیا۔پھر کیاہوا؟ **فاوجس فى نفسه خيفة موسى**،، حضرت موسیٰؑ اپنے جی میں ڈر گئے،گھبرا گئے۔جب گھبراگئےتو اللہ تعالی نے فرمایا؛ ،،**خذها ولا تخف سنعيدها سيرتها الاولى**،، اسے پکڑلو،ڈرونہیں،ہم اسے دوبارہ وہی شکل عطا کریں گے۔ چنانچہ ہاتھ لگانے سے پھروہ لاٹھی بن گئی۔اب یہاں معاذ اللہ کوئی کرتب دکھانا مقصد نہیں تھا بلکہ ایک سبق دینا مقصد تھا۔اس سبق کا مقصد یہ تھا کہ اے میرے پیارے

نبی علیہ السلام، آپ جس چیز کے بارے میں فرمار ہے ہیں کہ یہ بڑے فائدے کی چیز ہے، ہمارے حکم پر آپ نے اس کو زمین پر ڈالا تو دیکھو وہ کتنی نقصان والی بن گئی۔ اور جس چیز کو آپ نقصان دینے والی سمجھ کر اتنا ڈر رہے ہیں، ہمارے حکم سے آپ نے اس کو ہاتھ لگایا تو وہ پھر فائدے والی بن گئی۔ تو سبق یہ سکھانا تھا کہ چیزوں میں نفع یا نقصان ان کا ذاتی نہیں ہوتا۔ ہم چاہتے ہیں تو چیزوں میں نفع ڈال دیتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں تو چیزوں میں نقصان ڈال دیتے ہیں۔ ہم عزت کے نقشوں سے ذلت نکال دیتے ہیں، اور ذلت کے نقشوں سے عزت نکال دیتے ہیں۔ اس کو ایمان کہتے ہیں اور اللہ کرے کہ یہ بات سمجھ میں آجائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیماری کی مثال

دنیا کی چیزوں اور اسباب میں مستقل تاثیر کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ (وہ ایک الگ بات ہے کہ بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیر رکھی ہے، مگر وہ بھی اپنا اثر دکھانے میں اللہ رب العزت کی چاہت و ارادے کی محتاج ہے) لوگ مال و اسباب پر اس قدر بھروسہ کرتے ہیں کہ نتیجۃً وہ یوں سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان کی مال و دولت اور ان کی اسباب کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اسباب میں مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں دوائی کھائی اور فلاں دوائی نے مجھے شفا دے دی یا فلاں دوائی کی تاثیر ایک مستقل چیز ہے۔ اور شفا کا باعث ہے۔ یہ بات خالصتاً شرک ہے، اس لئے کہ کسی چیز کی کوئی صفت اپنی جگہ پر مستقل نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہیں وہ صفت یا وہ خاصیت اس میں سے نکال دے۔ اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہوئی نہ کہ وہ چیز۔ شرک کی اسی سبب کا نتیجہ

لوگوں کے اندر اسبابِ مال وجاہ کی بے حد حساب محبت ہے۔اور بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ لوگ انہیں اسباب کو ہی خدامان لیتے ہیں۔حق کو چھوڑ کر اہل اقتدار کی پوجا کرتے ہیں۔دولت کی محبت میں اس قدر گرفتار ہوجاتے ہیں کہ حلال وحرام کیا بلکہ اللہ کو چھوڑ کر دولت کو ہی اپنا خدا بنا لیتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے؛،

تئس عبد الدینار و الدرھم (بخاری)

ترجمہ: ہلاک ہو دینار اور درہم کا بندہ۔

ایک دفعہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیمار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ جایئے فلان درخت کے پتے کھا لیجئے۔آپ نے وہ پتے کھا لیئے اور شفاء ہوگئ۔کافی عرصے بعد پھر وہی تکلیف محسوس ہوئی ،اب خود جا کر وہی پتے استعمال کیئے تو فائدہ نہیں ہوا۔تو عرض کیا؛ یا اللہ اب میں نے پتے تو کھا لیئے ہیں لیکن فائدہ نہیں ہوا۔فرمایا اے میرے موسیٰ کلیم،ان پتوں میں اپنی شفاء نہیں تھی ۔ہم نے اس وقت ان پتوں میں شفاء رکھ دی تھی اور واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ شفاء رکھ دیتے ہیں۔تو ایمان کہلاتا ہے کہ انسان چیزوں پر یقین رکھنے کی بجائے پروردگا پر یقین رکھے وہ چاہے تو نفع رکھ دے اور چاہے تو نقصان رکھ دے۔

سانپ سے زندگی کی مثال

ایک آدمی نے کمرہ کھولا اندر سانپ کھڑا تھا جیسے وہ کاٹنے کے لئے تیار تھا اس نے ڈر کے مارے دروازہ بند کر دیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ایک منٹ کے بعد اس کمرے کی چھت نیچے آگری۔اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی کے بچنے کا ذریعہ سانپ کو بنا دیا۔اگر سامنے سانپ نہ ہوتا تو وہ کمرے کے اندر چلا جاتا پھر چھت گر جاتی اور وہ

مر جاتا۔ اللہ نے سانپ کو بچنے کا ذریعہ بنا دیا۔

سانپ سے موت کی مثال

ایک مرتبہ بارات جا رہی تھی۔ ایک آدمی نے کہا کہ نیچے گاڑی میں گرمی ہے تو میں اوپر چھت پر جا کر بیٹھتا ہوں۔ چنانچہ وہ بس کی چھت پر جا بیٹھا۔ اللہ کی شان کہ بس سڑک پر چل رہی تھی اور اوپر ایک چیل نے سانپ پکڑا ہوا تھا اور وہ اڑ رہی تھی۔ اچانک وہ سانپ اس کے پاؤں سے سلپ ہوا۔ اور اس بندے کے اوپر آ گرا۔ اس سانپ نے اس کو کاٹ لیا اور وہ بندہ وہیں پر مر گیا۔ ادھر اس بندے کے لئے سانپ موت کا سبب بن رہا ہے اور ادھر اس بندے کے لئے سانپ زندگی کا سبب بن رہا ہے۔ یہ اسباب ہیں اللہ تعالیٰ ان ہی کے ذریعے سے زندگی دیتے ہیں اور ان ہی کے ذریعے انسان کو موت دیتے ہیں۔

دیکھو اللہ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ میں نقصان کے نقشوں میں سے نفع نکال دیتا ہوں ۔اور نفع کے نقشوں میں سے تمہارے لئے نقصان نکال دیتا ہوں۔ اور اگر چاہتا ہوں تو ذلت کے نقشوں میں تمہارے لئے عزت نکال دیتا ہوں اور عزت کے نقشوں میں ذلت۔

تو معاملات کس کے اختیار میں ہوئے؟ اللہ رب العزت کے اختیار میں۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ ہم چیزوں کے پیچھے لگ کر اپنے رب کو نہ چھوڑیں۔ مسجد کے دروازے کے ساتھ دکان ہوتی ہے مگر نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جی گاہک نہیں آئیں گے۔ اب اس بندے کو اللہ کی طرف سے رزق ملنے پر یقین نہیں ہے۔ دکان پر یقین بنا ہوا ہے۔ اس کی دکان اس کے لئے بت بنا ہوا ہے۔ اگر اس کا ایمان قوی ہوتا تو نماز کے وقت میں کام روک کر پہلے اللہ

کا حکم مان کر نماز ادا کرتا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان کا یقین چیزوں پر ہوتا ہے تو پھر وہ اعمال سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جب ایمان قوی ہوتا ہے تو پھر چیزیں اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ (ایمان کی اہمیت)

ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع

مومن اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ مجھے اعمال سے کامیابی نصیب ہوگی اس لئے مؤمن کو جیسے ہی حالات پیش آتے ہیں وہ ان میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

مومن کی مثال چھوٹے بچے کی مانند ہے۔ چھوٹے بچے کو کوئی چیز ملے تو وہ ماں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس کو کوئی چوٹ لگے تو وہ ماں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اسے کوئی خوش ہو کر دیکھے تو وہ ماں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اسے کوئی دھمکائے تو وہ ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ مؤمن کا بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ خوشی ملے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، غم ملتا ہے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے۔ گویا مومن کا رجوع ہر حال میں اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے ایمان ہماری بنیاد ہے کہ ہم بن دیکھے اللہ رب العزت پر ایمان لا کر نفع ونقصان کا مالک اللہ کو سمجھیں۔

باب۔ ایمان سیکھنے کے ذرائع،، لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا مقصد، اللّٰہ کے نام میں اثر ہے، اللّٰہ کے سچے وعدوں پر یقین، احادیث قدسی۔

دنیا میں آنے کا مقصد اپنے کریم پروردگار، اللہ رب العزت کو راضی کر کے کامل ایمان و یقین کے ساتھ دنیا سے جانا ہے۔ تو ایمان سیکھنے کے بھی کچھ ذرائع ہوتے ہیں جو اس باب میں بیان کیے گئے ہیں۔ اصل چیز ایمان اور توحید ہے مگر اعمال صالحہ اور یقین کامل بھی ضروری ہے یعنی اللہ کے سچے وعدوں پر دل سے سچا یقین ہو کہ اللہ رب العزت نے ایمان والوں کے ساتھ جو وعدے کیے ہیں، وہ پورے کریں گے اور وہ کبھی وعدہ خلاف نہیں کرتے۔

ایمان سیکھنے کے چار ذرائع

سب سے بڑی دولت اور قیمتی چیز ایمان ہے۔ تو جس طرح دنیا کمانے کے لئے شب و روز محنتیں کی جاتی ہیں تو اس سے کہیں زیادہ ایمان سیکھنے کے لئے محنت کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ دنیا فانی، اس کی نعمتیں فانی۔ یہ دنیا کا کھیل تماشا موت پر ختم ہو جائے گا۔ موت کے بعد دنیا ساتھ نہیں جاتی۔ مگر ایمان قبر کے اندھیروں میں ساتھ رہے گا۔ پل صراط پر ساتھ رہے گا اور حشر کے میدان میں ساتھ رہے گا۔ بلکہ اسی ایمان کی وجہ سے اس کو جہنم سے نجات مل جائے گی اور جنت کی دائمی نعمتوں میں ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے،، آمین۔

❶ قدرت کی نشانیوں میں غور فکر

پہلا ذریعہ قدرت کی نشانیوں میں غور کرنا ہے۔ ہمارے ارد گرد یہ جو ایک جہاں پھیلا ہوا ہے ذرا اس پر غور کریں تو یقینا ہمیں اس میں اللہ تعالی کی نشانیاں نظر آئیں گی۔ارشاد خداوندی ہے۔ **سنریھم آیتنا فی الآفاق وفی انفسم حتی یتبین لھم انه الحق**۔ عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں (یعنی باہر جہاں میں بھی) اور ان کے اندر کے جہاں میں بھی (یعنی من کی دنیا میں بھی) حتی کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ حق کیا ہے۔ واقعی اگر انسان عبرت کی نگاہ ڈالے تو اسے دائیں، بائیں، آگے پیچھے، ہر طرف اللہ کی نشانیاں نظر آئیں گی۔اس لئے قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ آنکھوں کو بند کر لو۔ بلکہ فرمایا:۔ **الم تر**، تونے نہ دیکھا۔ **الم تروا**، کیا دیکھا تم لوگوں نے۔۔ **انظروا**، تم دیکھو۔ **فانظر**، پس تو دیکھ۔ وغیرہ ذلک۔۔، اللہ تعالی کی پیدا کردہ بے شمار مخلوقات میں دیکھ کر اللہ کی نشانیوں میں غور و تدبر سے کام لیا جائے کہ اللہ رب العزت نے اس کائنات کو یوں عبث پیدا نہیں فرمایا؛ بلکہ ضرور پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے۔ **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**، کہ میں نے انس و جن کو صرف اپنی ہی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ رب العزت کی یاد ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
کس نے تیری حقیقت کو پایا
تو نے پتھر میں کیڑے کو پالا

خشک مٹی سے سبزہ نکالا
یہ تیرا ہے جہاں یہ زمین آسماں، اے خدایا

۲ انبیائے کرام کے واقعات کا مطالعہ

ایمان سیکھنے کا دوسرا ذریعہ،، انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا مطالعہ ہے۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کی پوری کامیابی کے لئے انبیاء ورسل بھیجے۔تو ہم انبیاء علیہ السلام کے(دنیا میں اللہ کی طرف سے پیامبر بن کر کس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے) حالات زندگی کا مطالعہ کریں تو اس سے ہمارا ایمان بنے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات میں ہمارے لئے درس عبرت ہے۔کہ ان پر امتحانات آئے اور انھوں نے قربانی دیکر امتحانات میں پورے کامیاب ہوئے۔اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام، حضرت اسمعیل علیہ السلام، اور محمد مصطفی، احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام کے بے شمار واقعات ہیں جن میں ایمان بنانے کے حوالے سے امت مسلمہ کے لئے درس عبرت ہے۔

۳ صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ

ایمان سیکھنے کا تیسرا،، ذریعہ،، صحابہ کرامؓ کا مقام اور ان کے ساتھ اللہ رب العزت کی غیبی مدد کا مطالعہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام ؓ نے اپنی زندگیوں کو بنایا تو اللہ تعالی نے ان کو کتنا بڑا مقام عطا فرمایا۔

مثال نمبر ا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اللہ کی محبت اور دین کے لئے قربانیاں دیں تو کیسا مقام ملا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ نے اپنا سارا مال

ومتاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا، گھر کا تمام سامان یہاں تک کہ اپنا لباس بھی اللہ کی راہ میں دے دیا اور خود ایک ٹاٹ کا لباس پہنکر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور لباس بھی ایسا جس میں بٹن کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے۔ اسی لمحہ طائرسدرہ جبریل امین علیہ السلام پیغامِ خداوندی لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا؛ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام فرماتا ہے اور اُن سے دریافت کرتا ہے کہ وہ اس فقر کی حالت میں اپنے رب سے راضی ہیں یا نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ سے فرمایا تو آپؓ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے کہ میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہوسکتا ہوں؟ بے شک میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اس کو بار بار دہراتے رہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا!؛ حضور! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان سے راضی ہو چکا ہوں جس طرح وہ مجھ سے راضی ہے۔

اور اللہ کو ان (یہ ٹاٹ کا پہنا ہوا) لباس اتنا پسند آیا کہ اللہ کے حکم سے تمام حاملین عرش بھی وہی لباس پہنے ہوئے ہیں جو آپ کے صدیق اکبر نے پہنا ہے (صحیح بخاری ومسلم، تفسیرِ قرطبی، سورۃ الحدید؛ آیٰت :١٠)

سبحان اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی رسول ہیں جن کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ ان کا پہنا ہوا لباس فرشتوں کا لباس بنایا گیا اور جن کو اللہ تعالیٰ نے خود پوچھا کہ وہ اللہ سے راضی ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عقیدت ومحبت نصیب فرمائیں، آمین۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوبکر میں نے تمام صحابہ کرامؓ کے احسانات کا بدلہ دنیا میں دے دیا مگر آپ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ آپ کو آپ کے احسانات

کا بدلہ جنت میں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

مثال نمبر ۲۔ایک مرتبہ مسلمانوں کی فوج افریقہ کے کسی ملک میں جہاد کے لئے جارہے تھی۔ایک جنگل میں رات کو بسیرا کرنا پڑا۔مقامی لوگوں نے بتایا کہ اس جنگل میں درندے رہتے ہیں جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتے ہیں اس میں رات گزارنا ٹھیک نہیں ہے۔لشکر میں سے ایک مجاہد ایک درخت پر چڑھتے ہیں اور یہ آواز لگاتے ہیں۔اے جنگل کے درندو،آج کی رات یہاں پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا بسیرا ہے۔لہذا تم جنگل خالی کردو۔لوگوں نے دیکھا کہ جنگلی درندے اور جانور جنگل کو چھوڑ کر جارہے ہیں۔مقامی لوگ حیران ہوکر مجاہدین سے پوچھتے ہیں تم نے یہ طرز زندگی کہاں سے سیکھا ہے۔جواب دیا کہ ہم نے یہ سب کچھ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے۔وہ لوگ بھی کلمہ پڑھتے ہیں اور مسلمان ہوجاتے ہیں۔سبحان اللہ،تو جب ایمان اور یقین بن جاتا ہے تو پھر جنگلی درندے اور جانور بھی بات مان لیتے ہیں۔

مثال نمبر ۳۔جب صحابہ کرامؓ کا ایمان بنا تو اللہ رب العزت نے ان کو دنیا میں مقام تسخیر عطا فرمایا۔حدیث پاک میں آتا ہے۔**من کان للہ کان اللہ لہ**،، جو اللہ کا ہوجاتا ہے تو پھر اللہ بھی اس کا ہوجاتا ہے۔

مؤمن جب ایمان میں کمال حاصل کرلیتا ہے تو اللہ تعالی اس کو مقام تسخیر عطا فرمادیتے ہیں۔ مقام تسخیر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس مومن کا حکم آگ، پانی، ہوا، اور مٹی چاروں عناصر کے اوپر چلتا ہے۔

چنانچہ جب سیدنا عمرؓ کا ایمان بنا تو اللہ تعالی نے ان کو مقام تسخیر عطا فرمایا؛ کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک صحابی تمیم داریؓ کو فرمایا؛ جاؤ اور یہ آگ

جہاں سے نکلی ہے وہیں واپس لوٹا کے آؤ۔ان کے حکم سے وہ صحابیؓ جاتے ہیں اپنی چادر کو چھانٹا بنا لیتے ہیں اور اس سے آگ کو مارتے ہیں جس پہاڑ سے آگ نکلی تھی وہیں واپس چلی گئی۔جب مقام تسخیر مل جاتا ہے تو پھر آگ بھی حکم مانتی ہے۔

مثال نمبر ۴۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں زلزلہ آتا ہے۔کتابوں میں لکھا ہے کہ جب زمین میں زلزلہ آنے لگا تو حضرت عمرؓ نے اپنا پاؤں زور سے زمین پر مارا اور فرمایا؛اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر انصاف کو قائم نہیں کیا؟ زمین پر زلزلہ وہیں رک جاتا ہے۔زمین بھی ان کا حکم مان رہی ہے۔

مثال نمبر ۵۔ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں کھڑے ہیں اور خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں **یاساریة الجبل**،، ایک صحابی ساریہؓ کہیں جہاد کررہے تھے اور دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا۔اللہ تعالی نے سنکڑوں میل دور اس منظر کا حضرت عمرؓ کو انکشاف فرمایا؛ تو حضرت عمرؓ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔تو حضرت ساریہؓ فرماتے ہیں سنکڑوں میل دور میں نے وہ الفاظ سنے اور اس کی برکت سے میں نے پہاڑ کی طرف والا حصہ سنبھالا اور دشمن کے حملے سے بچ گئے یوں ہمیں فتح مل گئی۔ہوا نے بھی آواز پہنچا کر ان کا حکم مانا۔

مثال نمبر ۶۔ دریائے نیل کا پانی بند تھا مسلمانوں کے امیر لشکر نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا کہ یہاں جاہلیت کی ایک رسمِ باطل چلی آرہی ہے ۔وہ یہ کہ سال میں ایک لڑکی کو بھاری قیمت دیکر آراستہ پیراستہ کیا جاتا ہے۔اور پھر اس زندہ انسان کو دریا میں ڈال دیا جاتا ہے اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو دریا ان کے گمان باطل کے مطابق خشک ہوجاتا ہے۔مگر میں نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔اب پانی کے خشک ہوجانے پر لوگوں نے یہاں سے نقل مکانی شروع کردی

ہے۔ یعنی یہاں کسی نوجوان لڑکی کو پانی میں ڈالنا پڑتا ہے،، تب پانی چلتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ان لوگوں کو اس رسمِ باطل اور ایک زندا انسان پر ظلم کرنے سے منع فرمایا۔ پھر دریا کے نام خط لکھا اور فرمایا کہ میری طرف سے یہ دریائے نیل میں ڈال دے۔ جس کا عنوان یہ تھا شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ امیر المومنین عمر ابن خطابؓ کی طرف سے دریائے نیل کے نام۔ اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل۔ اور اگر اللہ کی مرضی سے چلتا ہے تو امیر المومنین تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اللہ کے حکم کے سے چل۔ دریائے نیل کا پانی پہلے سے زیادہ چڑھ آیا اور آج بھی چل رہا ہے۔ آپ نے دیکھا دریا نے بھی حکم مانا۔ (الاصابۃ، البدایۃ والنھایۃ، حیاۃ الصحابۃ)

④ ایمان کے مضامین پر مشتمل احادیث کا مطالعہ

ایمان سیکھنے کا چوتھا ذریعہ ان احادیث کا پڑھنا جن میں نبی علیہ السلام نے ایمان کا مضمون بیان فرمایا۔ ان احادیث سے بھی انسان کا ایمان بڑھتا ہے۔

چنانچہ ایمان سے متعلق چند احادیث پڑھ لیجئے۔

① **جندب بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں کنا مع النبی ﷺ ونحن غلمان حزاورۃ فتعلمنا الایمان قبل ان نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن فازددنا بہ ایمانا**

ہم نبی علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھتے تھے اور ہم قریب البلوغ لڑکے تھے اللہ کے نبی ﷺ نے قرآن سے ہمیں ایمان سکھایا، پھر قرآن سکھایا جس سے ہمارا ایمان بڑھ جاتا تھا۔

② ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ **الیقین**

الایمان کله والصبر نصف الایمان ،۔

یقین پورا ایمان ہے اور صبر آدھا ایمان ہے۔

❸ ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ **الایمان بضع وستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان ۔**

ایمان کے ستر سے زیادہ حصے ہیں اور حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

❹ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔

الحیاء والایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدهما رفع الآخر ۔،،

حیاء اور ایمان ،دونوں ساتھی ہیں،ایک رخصت ہوجاتا ہے تو دوسرا بھی رخصت ہوجاتا ہے۔

❺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا،،اس بندے نے ایمان کی لذت کو چکھ لیا جو اس بات پر راضی ہوگیا کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں۔

❻ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں، کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا وخیارهم خیارهم لنسائهم

ترجمہ: ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں،اور ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہو۔

❼ نبی علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا: **لایومن احدکم حتی یحب لاخیه**

مایحب لنفسه، تم میں کوئی بندہ (اس وقت تک) کامل ایمان والانہیں بن سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (مشکوٰۃ)

❽ نبی علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔،، المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔،، کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

ایمان کوخراب کرنے والی باتیں

یہ نہیں دیکھنا چاہیئے اعمال کرنے والے کتنے ہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ یقین والے کتنے ہیں۔ اعمال تو لوگ بے یقینی کے ساتھ بھی کرتے ہیں، اس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

❶ کہتے ہیں جی آج کل تو کیا کریں سود کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہے۔ جبکہ ہیں ہم بھی کلمہ پڑھنے والے۔ تو بتائیں کدھر گیا ایمان؟

❷ بے پردہ پھرنے والی عورتیں کہتی ہیں؛ جی کیا کریں؟ آج کل تو پردے کے ساتھ زندگی گزر رہی نہیں سکتی،، یہ باتیں ایمان کوخراب کرتی ہیں۔

❸ جی کیا کریں اگر ان رسومات ورواجات کی پابندی نہیں کرتے ،اور زمانے کے ساتھ چل کر ہاں میں ہاں نہیں ملاتے تو برادری والے رشتدار ناراض ہوجائیں گے۔ تو اس قسم کی باتوں سے شیطان خوش ہوجاتا ہے۔ جبکہ اللہ رب العزناراض ہوجاتے ہیں۔ تو یہ باتیں ایمان کوخراب کرنے والی ہیں۔

ایمان بنانے کی جگہ

جب انسان دنیا میں آتا ہے تو اس کو سب سے پہلی نصیحت بھی ایمان کی کی جاتی

ہے اور سب سے آخری وصیت بھی ایمان کی کی جاتی ہے۔وہ کیسے؟ بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ کان میں اذان دیتے ہیں۔تو یہ اذان دینا کس کی طرف دعوت دینا ہے؟ ایمان کی دعوت ہے۔اللہ کی عظمت اور بڑائی کی دعوت ہے۔ اور جب دنیا سے جانے لگتا ہے تو اس وقت کے لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ **لقنوا موتاکم** ،،تم اپنے مرنے والوں کو کلمے کی تلقین کرو۔تو آخری وصیت کون سی ہوئی؟ ایمان کی۔ جب آیا تھا تب بھی ایمان کی نصیحت اور جب جارہا ہے تو بھی ایمان کی تلقین۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ دنیا ایمان بنانے کی جگہ ہے۔ہم سارے یہاں ایمان بنانے کے لئے آئے ہیں۔اور اگر ایمان بن گیا تو کامیاب ہوگیا۔اس لئے کہا جاتا ہے۔کہ یہ دنیا مسافر خانے کی مانند ہے۔ہمارے لئے رہائش گاہ نہیں،قیام گاہ نہیں سیر گاہ،تفریح گاہ نہیں ،آرام گاہ نہیں بلکہ یہ تو ہمارے لئے امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنالیا۔

رب کے سچے وعدے۔۔۔۔مگر کس کے لئے؟

یہ بات لکھ لیں کہ جو بندہ اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتا ہے وہ اپنی زندگی میں اللہ کے ان وعدوں کو سچا اور پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔اب جو شک کرتا ہے وہ محروم رہے گا۔

مثال نمبرا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں اپنے بچے کو اللہ کے حکم پر دریا میں ڈال دیا؛ اللہ تعالی نے ان کو تسلی دی ،،**واوحینا الی اُمِ موسیٰ اَن اَرضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رآدوہ الیكِ وجاعلوہ من المرسلین(سورہ قصص)**

اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو اشارہ کیا کہ،، اِس کو دودھ پلا ، پھر جب تجھے اُس کی جان کا خطرہ ہوتو اسے دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف اور غم نہ کر، ہم اس بچے کو آپ کے پاس واپس لوٹائیں گے اور اس کو پیغمبروں میں شامل کر دیں گے۔ ان کو اللہ تعالی کے وعدوں پر یقین تھا۔ جب اس نے فرعون کے خوف سے بچے کو دریا میں ڈالدیا تو اللہ تعالی نے اسی بیٹے کو واپس لوٹادیا۔ اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔

مثال نمبر ۲۔ نبی علیہ السلام کو مشرکین مکہ،، مکہ میں رہنے نہیں دیتے تھے۔ نبی علیہ السلام غلاف کعبہ کو پکڑ کر روتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں دل جدا ہونے کو نہیں چاہتا، مگر لوگ رہنے نہیں دیتے۔ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا نہیں ہونا چاہتے اس وقت اللہ تعالی یہ نازل فرماتے ہیں۔ **ان الذین فرض علیك القرآن لرآدك الی معاد**،،، بے شک جس نے آپ پر قرآن اتارا وہ آپ کو آپ کے ٹھکانے پر واپس لوٹائے گا۔ لوگوں نے اس وقت بھی دیکھا جب اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر سوار ہیں۔ فاتح بن کر مکہ میں داخل ہورہے ہیں۔ اور فرمارہے ہیں۔

الحمدللہ وحدہ نصر عبدہ وھزم الاحزاب،، تمام تعریفیں اس اکیلے اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور (دشمن کے) لشکروں کو شکست دی۔ جو اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرتا ہے وہ اپنی زندگی میں ان وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے ضرور دیکھتا ہے۔ یہ کسی انسان کا وعدہ تھوڑا ہی ہے۔ بلکہ یہ تو احکم الحاکمین،، کے سچے وعدے ہیں جو پورا کرتے ہیں۔

ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے

ہر چیز اللہ کے حکم وارادے سے ہی اپنا اپنا کام صحیح کر دکھاتی ہے۔ مثلاً،، آنکھ جو

دیکھتی ہے تو یہ دیکھنے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہے، کتنے لوگ آنکھوں والے مگر نظر کچھ نہیں آتا۔ زبان جو بولتی ہے تو اللہ کے حکم سے بولتی ہے، کان اللہ ہی حکم سے سنتے ہیں ہیں مگر کتنے لوگ ایسے ہیں کہ زبان ہے مگر بول نہیں سکتے، کان ہیں مگر سن نہیں سکتے۔ جہاں اللہ چاہے بارش برسے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ: کوئی پتہ اللہ کے حکم وارادے کے بغیر نہیں گرسکتا۔ وہ گرنے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہے۔ ہوا چلنے میں، آگ جلانے میں، چھری کاٹنے میں، پانی ڈبونے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہے۔ ورنہ خود سے کچھ نہیں کرسکتے۔

مثال نمبر ا۔ آگ کا کام جلانا ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرودیوں نے آگ میں ڈالا مگر وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ کرسکی۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے آگ سے جلانے کی صلاحیت ختم کرلی تھی۔ اور آگ سے فرمایا۔ **ینار کونی برداً وسلماً علیٰ ابراھیم**،، اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔ وہ آگ ایسی سلامتی والی بن گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کے سب سے بہترین دن وہ تھے جو آگ نمرود میں گزرے ہیں۔

مثال نمبر ۲۔ چھری کا کام ہے کاٹنا، ذبح کرنا۔ مگر حضرت ابراہیمؑ پوری کوشش کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر چھری پھیر رہے ہیں مگر اللہ رب العزت کا حکم وارادہ نہ کاٹنے کا تھا تو چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے کسی بال تک نہ کاٹ سکی۔ اس لئے کہ چھری کاٹنے میں اللہ رب العزت کے حکم کی محتاج ہے۔

مثال نمبر ۳۔ پانی کا کام ہے ڈبونا، غرق کرنا۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے اپنی قوم سمیت سمندر میں داخل ہوکر صحیح، سلامت پار ہوجاتے

ہیں۔اس لئے کہ اللہ رب العزت کا حکم ہے کہ موسیٰ اور اُس کی قوم کو ڈبونا نہیں ہے۔وہی سمندر ہے جب فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ متکبرانہ انداز میں سمندر میں داخل ہوا تو پانی نے اُس کو لشکروں سمیت غرق کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا۔

مثال نمبر ۴۔ جو چیز کسی پیٹ میں جاتی ہے تو وہ اس کی غذا بن کر ہضم ہو جاتی ہے۔لیکن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کی پیٹ میں رہے مگر وہ اس کے لئے غذا نہ بن سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی غذا بننے کا نہ تھا۔پھر کچھ دن یا چالیس دن بعد مچھلی نے حضرت یونسؑ کو باہر اُگل دیا۔

لاالہ الا اللہ کا مقصد

تو لا الہ الا اللہ کا مقصد یہ ہے کہ، اللہ رب العزت سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے سب کچھ نہ ہونے کا یقین دلوں میں آجائے۔یہ یقین ہو کہ اللہ رب العزت سب کچھ کر سکتے ہیں بغیر مخلوق کے ارادے کے، اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادے کے۔

ترجمہ: اور تفصیل کچھ یہ ہے کہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔، یہ کلمہ کلمہ معرفت بھی ہے اور کلمہ عبدیت بھی ہے ساری کی ساری کامیابیاں صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں اللہ کی ذات حقیقی ذات ہے باقی سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے اللہ کی صفات حقیقی صفات ہیں باقی ساری صفات کو اللہ نے پیدا کیا ہے اللہ نے ہماری اور ساری دنیا کے انسانوں کی دونوں جہانوں کی کامیابی صرف اپنے حکم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں سے پورا کرنے میں رکھی ہے اس کا یقین دلوں میں اتر جائے

اور اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے تعلق پیدا ہو جائے اور اس کی قدرت سے براہ راست استفادہ ہو اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طریقہ لے کر آئے ہیں جب یہ طریقہ اور سلیقہ زندگیوں میں آئے گا تو پھر اللہ تعالی ہر حال میں کامیابی عطا کر کے دکھائیں گے۔ کلمہ میں اپنے یقین اپنے جذبے اور اپنے طریقے کو بدلنے کا مطالبہ ہے کہ اللہ کے پاس چیزوں اور حالات کے لامحدود خزانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چیزوں کے اور حالات کے پیدا کرنے والے ہیں اپنی قدرت سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کرنے میں مخلوقات میں سے کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ صمد ہیں بے نیاز ہیں اللہ علیم ہے جاننے والا ہے بصیر ہے دیکھنے والا ہے وہ سمیع ہے سب کی سننے والا ہے وہ رازق ہے تمام مخلوقات کو روزی دینے والا ہے وہ خالق ہے سب کو پیدا کرنے والا ہے ۔آگ سے جنات پیدا کیے پانی کے اندر مچھلیاں اور دوسرے آبی جاندار پیدا کیے۔ ہوا کے اندر انسان، چرند، پرند اور درندے پیدا کیے۔ مٹی کے اندر حشرات الارض اور نور سے فرشتے پیدا کیے وہ زندگی موت اور زمین آسمان کو پیدا کرنے والا ہے۔ چاند سورج ستارے سیارے سمندروں اور پہاڑوں کو پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ عزت ذلت کا فیصلہ کرنے والا ہے ہر چیز پر قادر ہے اور ہر شے اس کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ اللہ کے پاس غیب کے خزانے ہیں جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ سب اس کے علم میں ہے کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو وہ اس کو جانتا ہے کوئی ذرہ یا دانہ زمین کی تاریکیوں میں کہیں گہرائیوں میں پڑا ہے یا کوئی بھی تر اور خشک چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی روشن کتاب میں لکھی ہوئی نہیں ہے یہاں تک کہ ایک کالی چیونٹی کالی رات میں کالے پتھر کے نیچے چل رہی ہو وہ اس کے علم میں ہے اس کو دیکھتا ہے اس کی حرکت کو سنتا ہے اس کو رزق دیتا ہے اس کے چھوٹے سے دماغ میں جو خیال اور

سوچ ہے وہ اس سے بھی باخبر ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسی پاک ذات ہے جس کو نہ جہاں میں دنیا کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں اور نہ کسی کے وہم وگمان کی اس تک رسائی ہوسکتی ہے۔نہ اوصاف بیان کرنے والے اس کے اوصاف بیان کرسکتے ہیں نہ حوادث زمانہ اس پر اثر انداز ہوسکتے ہیں نہ گردش روزگار کا اس کو کوئی اندیشہ ہے۔وہ ایسی ذات ہے جو پہاڑوں تک اوزان اور سمندروں تک کے پیمانے جانتا ہے اور بارش کے قطروں تک کی تعداد اور درختوں کے پتوں تک کا شمار جانتا ہے رات اپنی تاریکیوں میں جن چیزوں کو چھپا لیتی اور دن جن چیزوں کو روشن کرتا ہے ان کی گنتی جانتا ہے۔نہ ایک آسمان دوسرے آسمان کو اس سے چھپا سکتا ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو اس سے چھپا سکتی ہے اور نہ کوئی سمندر ان چیزوں کو جو اس کی تہہ میں ہیں اس سے چھپا سکتا ہے اور نہ کوئی پہاڑ ان چیزوں کو جو اس کے غاروں میں ہیں اس سے چھپا سکتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ ایسی صفات وکمالات والا ہے کہ اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور اتنے ہی مزید سمندر بھی سیاہی بن جائیں اور کائنات کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف لکھنی شروع کی جائے تو سیاہی ختم ہوجائے گی لیکن اللہ رب العزت کی تعریف اور صفات ختم نہیں ہوسکتیں۔وہ ایسی ذات جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے نہ اس کو اونگھ ہے نہ نیند آتی ہے وہ حی قیوم ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی ہے وہ اللہ کی مخلوق ہے بننے اور استعمال ہونے میں اللہ کی محتاج ہے۔وہ سب کا خالق، مالک اور رب ہے کرتی دھرتی ذات اس کی ہے جو چاہے کردے ہمارے دل کا یقین بن جائے کہ اللہ سب کچھ کے بغیر سب کچھ کرسکتے ہیں اور سارے کا سارا سب کچھ ملکر اللہ کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا۔وہ اپنی قدرت سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔حضرت آدم

علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا ان کی والدہ حضرت مریم کو بند کمرے میں بے موسم کے پھل عطا کیے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت تازہ کھجوروں اور پانی کا چشمہ عطا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی گود میں گویائی عطا فرمائی بڑے ہو کر ان کے ہاتھ سے مردوں کو زندہ کروایا کوڑھی کو ٹھیک کر دیا مادرزات اندھوں کو آنکھیں دلوادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گلزار بنایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایڑیاں رگڑنے سے زمین سے آبِ زمزم نکالا حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کی حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں بیٹا ہونے کی خوشخبری سنائی حضرت موسیٰ لیہ السلام کے عصا کو اژدہا بنایا اور اژدھے کو پھر عصا بنایا اور ان کو بحرِ قلزم سے راستے دیئے حضرت داود علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا کہ وہ اس سے ہتیار بناتے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا میں اڑایا حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لئے پہاڑ سے اونٹنی کو نکالا اور اس نے باہر آ کر بچہ جنا۔ اصحابِ کہف کو تین سو نو سال تک سلایا اور زندہ رکھا حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال تک سلایا اور ان کے کھانے کو گرم رکھا۔ سید دو عالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غارِ ثور میں حفاظت کی ان کی انگلی کے اشارے پر چاند کے دو ٹکڑے کیے اپنی قدرت سے سات آسمانوں کے اوپر بلا کر اپنے سامنے بیٹھا کر معراج کروایا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرا (۳۱۳) کی تعداد کو اپنے سے تین گنا پر غالب کیا اصل کرنے والی ذات وہی ہے۔ زندہ سے مردہ پیدا کر دے جیسے مرغی سے انڈا، اور مردہ سے زندہ پیدا کر دے جیسے انڈے سے مرغی، وہ عجیب ہے۔ بے مثال ہے۔ اصل طاقت اللہ کی طاقت ہے۔ کامیابی، مال، ملک، اور عہدے میں نہیں ہے۔ زندگی کا بننا

اور بگڑنا اللہ کے ہاتھ میں ہے یہ ہمارے دل کا یقین بن جائے کہ اللہ ہی زندگی بناتے ہین اور اللہ ہی زندگی بگاڑتے ہیں۔آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بنادی، نمرود بادشاہ کوتخت پر بیٹھا کراس کی زندگی بگاڑ دی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی بغیر اسباب کے میدان تیہہ میں زندگی بنادی کھانے کومَن وسلوی عطا کیا سائے کے لئے بادل قائم کردیے پینے کے لئے پتھر سے بارہ چشمے جاری کیے۔حضرت یوسف علیہ السلام کوجیل میں رکھ کرزندگی بنادی مصر کی حکومت عطا کی اس کے مقابلے میں نافرمانی کرنے والوں کو ناکام کیا۔فرعون، قارون اور ہامان کو حکومت، مال اورعہدے دیکر زندگی بگاڑ دی ،قوم نوح کواکثریت میں ناکام کیا قوم عاد کوباوجود طاقت اورقوت کے ناکام کیا اورقوم ثمود اپنی لاجواب انجینئرنگ کے ساتھ ناکام ہوئےقوم سبا کی زبردست نظامِ زراعت ہوتے ہوئے زندگی بگڑی قوم شعیب اپنی تجارت میں زندگی بگاڑ بیٹھےقوم لوط کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بُرے عملوں پرزندگی اُجاڑدی جب کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کچے جھونپڑیوں میں زندگی بنادی گویا کہ انسان کی زندگی کا بگڑنا اور بننا باہر کی ظاہری چیزوں میں نہیں ہے بلکہ اس کے اندریقین اورجسم سے نکلنے والے اعمال پر ہےجس کے پیچھےاللہ تعالیٰ کی زبردست قدرت وطاقت ہے۔(رہنمائے تبلیغی سفراور چھ نمبر)

محمد رسول اللہ کا مقصد

محمدرسول الله،،کامقصد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کی نورانی طریقوں پرچل کردونوں جہانوں کی کامیابی کایقین اورغیر کے طریقوں پرچل کر دونوں جہانوں میں ناکامی کایقین ہمارے دلوں میں آجائے۔

تفصیل یہ ہے کہ جس طرح ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا ہے اس طرح ہمیں یقین ہوجائے کہ ہماری پوری کامیابی رسول وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے طریقوں پر چلنے میں ہے غیروں کے طریقوں پر چلنے میں سو فیصد ناکامی ہے تمام راستے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کے تباہی اور بربادی کی طرف جاتے ہیں۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے۔

ارشادخداوندی ہے۔**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفوررحیم (سورہ آل عمران)** اے محمدؐ،،آپ (اپنی امت سے) فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہوتو میری اتباع کرو (اس کا فائدہ یہ ہوگا) وہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں۔

فرمایا۔**من یطع الرسول فقداطاع اللہ**۔جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ رب العزت کی اطاعت کی۔

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من اطاعنی فقداطاع اللہ ومن عصانی فقدعصی اللہ

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے دراصل اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال کل اُمتی یدخلون الجنۃ الا من ابیٰ قالوا یارسول اللہ ! ومن ابیٰ قال من

اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابیٰ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اُن لوگوں کے جو انکار کردیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا؛ یارسول اللہ !(جنت میں جانے سے) کون انکار کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا؛ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی یقیناً اس نے جنت میں جانے سے انکار کردیا (بخاری)

اللہ کے نام میں اثر ضرور ہے

اللہ کے نام میں اثر ضرور ہے مگر اس کا اثر ظاہر ہونے کے لئے قوی ایمان ویقین اور محنت کی ضرورت ہے۔ آپ چند مثالیں دیکھیں۔

1. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (معجزہ کہ) مردے کی قبر پر آکر "قُم بِاذْنِ اللہِ" اللہ کے نام سے اٹھ جاؤ" کہتے تو مردے زندہ ہوتے یعنی اللہ کا نام لیکر اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

2. ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور تلوار ایک درخت پر لٹکا دی تھی۔ کہ ایک مشرک جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آیا اور اس نے تلوار ہاتھ میں لے لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھلی۔ مشرک نے کہا۔ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ، تو اللہ کا نام سنتے ہی وہ مشرک کانپنے لگا اور اس کے ہاتھوں سے تلوار گر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور مشرک سے کہا کہ اب تجھے

مجھ سے کون بچائے گا؟ اس مشرک کافر نے آپ ﷺ کی صفات گنوانا شروع کر دیا اور معافیاں مانگنے لگا کہ آپ بہت رحم دل، اچھے اخلاق اور معاف کرنے والے ہیں۔ اگر مجھے معاف کر دیں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کے خلاف نہیں لڑوں گا۔ آپ ﷺ نے معاف کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ،، جِئْتُكُمْ مِّنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ۔۔ کہ میں لوگوں میں سب سے بہتر انسان کے پاس سے ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ پھر کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاتے ہیں۔

۴ جب چنگیز خان مسلمانوں پر غالب آ گیا تو اس نے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ اب چنگیر اور اس کی فوج مسلمانوں کے جس شہر میں داخل ہوتے مسلمان پہلے سے شہر خالی کر چکے ہوتے۔ جب چنگیز اپنی فوج کے ساتھ دربند شہر میں داخل ہوا تو مسلمانوں سے شہر خالی ہو چکا تھا۔ پوچھا کہ کوئی مسلمان شہر میں موجود تو نہیں۔ بتایا کہ مسجد میں دو بندے موجود ہیں۔ وہ دو بندے ایک حضرت اقدس شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک ان کے شاگرد تھے۔ چنگیز خان نے آڈر دیا کہ ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں پہنا کر حاضر کر دو۔ جب وہ حاضر کر دیے گئے۔ چنگیز نے پوچھا کہ تم کو معلوم نہیں کہ اس شہر میں ہم آ رہے ہیں جب سارے مسلمان شہر چھوڑ کر جا چکے ہیں تو تم کیوں نہیں گئے؟

جواب میں شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم سے تمہارا کیا واسطہ ہم تو اللہ کے گھر، مسجد میں اپنے رب کی یاد میں مشغول ہیں۔ چنگیز نے پوچھا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ یہ سنکر شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے (باوجودیکہ ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں اور زنجیریں ہیں) فرمایا کہ ''اللہ'' بچائے گا۔ لفظ اللہ کا نام لیتے

ہی ساری ہتکڑیاں اور زنجیریں ٹوٹ گئیں۔شہزادہ نے یہ دیکھا تو گھبرا کر کہا کہ یہ عام لوگ نہیں انہیں مسجد پہنچادو۔پھر وہ شہزادہ شیخ احمد دربندی رحمۃاللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف بااسلام ہوا۔یوں پھر تیس سال بعد دوبارہ مسلمانوں سے چھینی گئی حکومت مسلمانوں کو ملی۔

مثال۔تو اللہ کے نام اور قرآن میں اثر ضرور ہے مگر اس کے اثر ظاہر ہونے کے لئے زبردست محنت ویقین کی ضرورت ہے۔

اس کو آپ اس مثال سے سمجھئے کہ ایک چھوٹے بچے کو راستے میں ایک بندوق کی گولی ملی،اسے اٹھا کر جیب میں ڈال دیا۔آگے ایک بڑی عمر کے انکل ملے پوچھا انکل یہ کیا چیز ہے۔وہ کہنے لگا او ہو یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے یہ اگر انسان کو لگ جائے انسان کو ختم کردے،شیر کو لگ جائے تو اس کو مارگرادے،ہاتھی کو لگ جائے اسے مارگرادے۔بچے نے وہ گولی رکھ لی کہ یہ تو بڑی کارآمد چیز ہے۔چنانچہ آگے جارہا تھا کہ کتے کا ایک چھوٹا سا بچہ پیچھے لگ گیا اول تو اس نے پتھروں سے دفاع کیا مگر وہ کتے کا بچہ نہ بھاگا۔تو بچے نے کہا کہ میرے پاس تو ایسی چیز موجود ہے جو شیر،انسان،ہاتھی تک مارگرادیتی ہے۔تو اس نے جیب سے وہ گولی نکال کر اس کتے کو زور سے مارا۔کتے نے کیا بھاگنا تھا الٹا اور چڑھ پڑا۔بڑی مشکل سے وہ اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوا۔آگے وہ انکل ملے کہا انکل آپ نے تو مجھے مس گائڈ کیا تھا آپ نے تو کہا تھا کہ یہ بڑی خطرناک چیز ہے کہ شیر،انسان ہاتھی تک مارگرادیتی ہے مگر اس نے تو کتے کے چھوٹے بچے کو بھی نہیں گرایا۔انکل ہنسنے لگے کہ بیٹا آپ چھوٹے بچے ہیں،آپ کو ابھی سمجھ نہیں۔اس گولی میں طاقت ضرور ہے مگر اس طاقت کو ظاہر کرنے کے لئے ایک طریقہ کار ہے پوچھا وہ کیا ہے۔کہا کہ ایک ہوتی ہے

بندوق اگر گولی کو اس بندوق میں بھر دیا جائے اور پھر نشانہ لیکر گولی چلائی جائے تو ایک انسان نہیں، ایک شیر نہیں بلکہ دو سے بھی آر پار ہو جاتی ہے۔

تو اسی طرح اللہ کے نام اور قرآن میں اثر ضرور ہے مگر اس کے اثر کو ظاہر کرنے کے لئے قوی ایمان و یقین اور اشد محنت کی ضرورت ہے پھر دیکھیں جیسے صحابہ کرام کے ساتھ غیبی مدد ہوئی تھی تو ہمارے ساتھ بھی ہوگی۔

مثال۔ایک شخص نے ایک بزگ سے کہا کہ اللہ کا نام ایک ہے اور لفظ ہے تو اس میں کیسے اثر ہوسکتا ہے؟ جواب میں بزرگ نے فرمایا، گدھے، گدھے کا لفظ سننا تھا کہ پسینے چوٹنا شروع ہو گئے ۔پوچھا کیا ہوا گدھے کا لفظ ہی تو کہا ہے۔اسے یہ سمجھانا تھا کہ الفاظ میں تاثیر ہے۔جب ان الفاظ میں تاثیر موجود ہے تو اللہ کے نام میں بطریقہ اتم اثر موجود ہے۔

اللہ کے وعدوں پر یقین رکھئے

ہم اسباب پر یقین رکھنے کی بجائے مسبب الاسباب کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ہم امام الانبیاء علیہ السلام کے امتی ہیں اور پہلے تمام انبیاء کو حق مانتے ہیں۔ اب ہمارا حق یہ بنتا ہے کہ ہم حضرت شعیب علیہ السلام کو سچا ماننے کی وجہ سے تجارت سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔

حضرت نوح علیہ السلام کو سچا ماننے کی وجہ سے اکثریت سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔

حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان رکھنے کی وجہ سے بیلڈنگز اور عمارات سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان رکھنے کی وجہ سے وزارت سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کی وجہ سے فرعون یعنی بادشاہوں سے کچھ نہ ہونے کا یقین اپنے دلوں میں پیدا کریں۔

ہم اسباب کی نفی اس طرح سے کریں ۔جس طرح انسان بتوں کی نفی کیا کرتا ہے۔پتھر کے بتوں کی نفی آسان ہے کہ جی یہ نفع ونقصان نہیں دے سکتے۔

مگر آج تو دفتر سے پلنے کا یقین ہے
روبار سے پلنے کا یقین ہے
تجارت سے پلنے کا یقین ہے
زراعت سے پلنے کا یقین ہے
حکومت سے پلنے کا یقین ہے
کھیتی باڑی سے پلنے کا یقین ہے
پیسے سے پلنے کا یقین ہے
سباب سے پلنے کا یقین ہے

نماز چھوڑ دیتے ہیں مگر کاروبار نہیں چھوڑتے۔کیوں کہ کاروبار پر یقین ہوتا ہے کہ اس سے پلیں گے۔اگر اللہ سے پلنے کا یقین ہوتا تو آذان سن کر ہم ضرور نماز کے لئے مسجد جاتے۔ بلکہ ہر چیز کو چھوڑ دیتے۔شریعت یہ نہیں کہتی کہ تم اسباب اختیار ہی نہ کرو بلکہ شریعت کہتی ہے کہ تم اسباب ضرور اختیار کرو مگر ان کو موثر نہ سمجھو۔اللہ کی ذات عالیہ پر نظر رکھو کہ اگر اللہ کو راضی کروں گا تو وہ اس میں خیر و برکت ڈالیں گے۔اور اگر اللہ کو راضی نہیں کروں گا تو وہ میرے لئے اس میں شر ڈال دیں گے جس میں میرے لئے پریشانی ہی پریشانی ہوگی۔بس نظر اللہ ہی پر رہے۔کہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ ہی کی ہے۔وہی کاروبار میں برکت ڈالتے ہیں اور خسارہ بھی اسی کے طرف

سے ہوتا ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں،، خدا سے ناامیدی۔۔ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ (ملخص از ایمان کی اہمیت)

توکل اور کوے کے بچوں کا عبرتناک واقعہ

اول حدیث پڑھیے پھر واقعہ سمجھنا کچھ آسان ہوجائے گا اور اس قسم کی مثالیں سینکڑوں موجود ہیں۔ سبق لینے کے لئے یہ کافی ہے۔

حدیث: عن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغود خماصاً وتروح بطاناً (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر تمہارا توکل اللہ پر صحیح ہوجائے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ کہ صبح کے وقت بھوکے (خالی پیٹ) نکل تے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (گھونسلوں میں واپس) آجاتے ہیں (ترمذی)

واقعہ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح پرورش کرتا ہے؟ فرماتے ہیں کہ جب کوے کے بچے انڈوں سے باہر آتے ہیں تو بالکل سفید (پروالے) ہوتے ہیں۔ کوا جب ان بچوں کو دیکھتا ہے تو وہ اسے بہت بُرے لگتے ہیں اور اپنے ان بچوں کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ مکھیاں اور چیونٹیاں اُن بچوں کے پاس بھیجتا ہے جن کو وہ بچے کھاتے ہیں۔ پھر ایسے ایسے وہ کالے ہوجاتے ہیں۔ پھر جب کوا، اِن کو سیاہ دیکھتا ہے تو پھر آ کر ان کی پرورش

کرنا شروع کر دیتا ہے (مرقاۃ بحوالہ روضۃ الصالحین شرح اردو، ریاض الصالحین ،جلداول،صفحہ نمبر ۲۶۲)

حضرت موسیٰؑ کی مصر واپسی اور کیڑے کو پتھروں کے اندر رزق ملنے پر حیرت انگیز واقعہ۔

ارشاد خداوندی ہے۔،،**ومامن دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا**،،اور زمین پر چلنے والی (یعنی زمین پر یا زمین کے اندر بسنے والی) کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق کا ذمہ نہ لیا ہو۔واقعہ کچھ یوں ہے۔کہ مدین میں حضرت شعیب علیہ اسلام کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہو گیا تھا۔کئی سال وہاں مقیم رہنے کے بعد حضرت موسی علیہ السلام نے مصر جانے کا ارادہ کیا۔حاملہ بیوی ہمراہ تھی ،رات اندھیری تھی،سردی بہت سخت تھی ،بکریوں کا ریوڑ بھی ساتھ لیکر چلے تھے۔اس حالت میں راستہ بھول گئے بکریاں متفرق ہو گئیں اور بیوی کو درد زہ (زچہ کی ولادت) شروع ہو گیا۔اندھیرے میں سخت پریشان تھے سردی میں تاپنے کے لئے آگ موجود نہ تھی چقماق مارنے سے بھی آگ نہ نکلی ان مصائب کی تاریکیوں میں دفعتاً دور سے ایک آگ نظر آئی۔وہ حقیقت میں دنیاوی آگ نہ تھی بلکہ اللہ کا نورِ جلال تھا یا حجابِ ناری تھا۔موسیٰؑ نے ظاہری آگ سمجھ کر گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں کہ اس آگ سے ایک شعلہ لاسکوں یا وہاں پہنچ کر کوئی راستہ کا پتہ بتلانے والا مل جائے۔کہتے ہیں کہ اس پاک میدان میں پہنچ کر عجیب نظارہ دیکھا۔ایک درخت میں زور شور سے آگ لگ رہی ہے۔اور آگ جس قدر زور سے بھڑکتی ہے درخت اسی قدر سرسبز ہو کر لہلہاتا ہے اور جوں جوں

درخت کی سرسبزی وشادابی بڑھتی ہے آگ کا اشتعال تیز ہوجاتا ہے۔موسیٰؑ نے آگ کے قریب جانے کا ارادہ کیا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر گرے تو اٹھالائیں،لیکن جتنا وہ آگ سے نزدیک ہونا چاہتے آگ دور ہٹتی جاتی اور جب گھبرا کر ہٹنا چاہتے تو آگ تعاقب کرتی۔

حق تعالیٰ کا خطاب۔اسی حیرت ودہشت کی حالت میں آواز آئی،**انی انا ربك**،گویا وہ درخت بلاتشبیہ اس وقت غیبی ٹیلیفون کا کام دے رہا تھا۔امام احمد نے وہب سے نقل کیا ہے کہ موسیٰؑ نے جب،،یاموسی،،سنا تو کئی بار،،**لبیك**،،کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ پاتا ہوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں ہے۔آواز آئی،،میں تیرے اوپر ہوں تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں۔کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ اسلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔(تفسیر عثمانی)

یعنی اسی دوران چاروں اطراف سے یہ آواز آنے لگی جو اللہ رب العزت کی طرف سے تھی۔،،کہ اپنے جوتے اتاریئے بے شک آپ اس وقت ایک مقدس وادی طوی (کوہ طور) میں ہیں۔میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کر اور نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے۔خیال کیا تھا دنیا کا راستہ ملنے کا،اور مل گیا عقبیٰ کا راستہ۔(التفسیر الوضح المیسر)

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف جانے اور دعوتِ حق پہنچانے کا حکم ہوا تو موسیٰؑ کے دل میں بتقاضائے بشریت یہ خیال پیدا ہوا کہ پیچھے میری بیوی جس کو دردِ،زہ بھی ہے اس کے لئے رزق کا کیا بندوبست ہوگا۔اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہیں وہ دلوں کے بھید تک سے واقف ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ

کومشاہدہ کروانا تھا اس لئے فرمایا؛،،اے میرے پیارے موسیٰؑ کلیم فلاں پتھر کو ماریئے۔جب وہ پتھر مارا تو وہ ٹوٹ گیا اس کے اندر سے دوسرا پتھر نکل آیا۔جب وہ بھی مارا گیا اس کے اندر سے ایک تیسرا پتھر نکل آیا۔جب وہ بھی مارا ٹوٹ گیا تو اس کے اندر ایک کیڑا تھا جس کے منہ میں سبز پتا تھا اور وہ اپنے رب کی یوں تعریف کر رہا تھا؛۔،،**سبحان من یرانی ویعرف مکانی ویسمع کلامی ویرزقنی ولاینسانی**۔،، وہ کیڑا کہہ رہا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو ان تین پتھروں کے اندر مجھے دیکھتی ہے ،اور میرا ٹھکانہ جانتی ہے،اور میں جو اللہ کو یاد کر رہا ہوں،وہ میری اس فریاد کو سنتی ہے،اور وہ مجھے ہمیشہ ان پتھروں کے اندر رزق دیتی ہے کبھی بھولتی نہیں۔سبحان اللہ۔،،(تفسیر کبیر للامام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱۷،صفحہ نمبر ۳۱۸،سورہ ھود)(غرائب القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۶)

فائدہ ،،آپ کے ذہن میں اگر سوال پیدا ہو کہ کیڑا کیسے ذکر کر رہا تھا۔تو جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔،**وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم** ۔،،اور کوئی شیز ایسی نہیں جو اپنے رب کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو۔،، **کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہ**۔

،ہر چیز اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے۔،،اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی ہے جیسے سبزے کے متعلق بھی حدیث پاک میں ہے کہ تم بلاوجہ سبزہ نہ کاٹو،نہ توڑو اس لئے کہ وہ اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے ۔جب تم اسے کاٹو گے تو اس کا ذکر کرنا بند ہو جائے گا۔مگر ان کا اللہ کو یاد کرنا ذکر کرنا ان کے شان کے مطابق ہے۔جس کو انسان نہیں سمجھتا۔

تو اللہ تعالیٰ ایسی رزاق ،علیم ،بصیر ،خبیر ،سمیع ذات ہے کہ چاہے مخلوقات

میں سے کوئی پتھروں کے اندر رہو یا پہاڑوں کے غاروں میں یا زمین کے تہہ میں یا آسمانوں کے اوپر رہو اور یا سمند کی تاریکیوں میں ہو اللہ تعالیٰ کی ذات اسے دیکھ رہی ہے، اس کا ٹھکانہ نہ جانتی ہے، رزق دیتی ہے۔

حدیث قدسی۔ بندے اور خدا کی چاہت

عبدی انت ترید وانااُرید ولایکون الامااُرید فان سلمتَ لی فیمااُرید کفیتک فیماترید وان لم تُسلم لی فیمااُرید اتعبتک فیماتریدولایکون الامااُرید

ترجمہ: اے میرے بندے ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے اگر تو قربان کردے اُن پر جو میری چاہت ہے تو میں پورا کردوں گا وہ جو تیری چاہت ہے۔ اور اگر تو نافرمانی کردے اُن میں جو میری چاہت ہے تو میں تجھے تھکا دوں گا اُن میں جو تیری چاہت ہے۔ پھر بھی ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔

حدیث قدسی۔ احساناتِ خداوندی از بچپن تا جوانی۔

یاابن آدم ! جعلتُلک فی بطن اُمِک قراراً وجعلت وجھک الیٰ ظھر اُمک لکی لاتوذیک رائحۃالطعامِ وجعلت مُتکأین عن یمینِک وعن یسارِک اما عن یمینک فالطحاک واما عن یسارک فالکبد فلما اَن تمت مُدتُک اخرجتک علی جناح ملکِ لالک سن تقطع ولالک ید تبطش ولالک رِجل تمشی واسلتُ لک عرقین رقیقین وافقاً فی الشتاء وبارداً فی الصیف وجعلت لک قلبین رقیقین لایاکلان حتیٰ تشبع ولا ینامان حتیٰ ترقد فلما اشتد عضدک وقوی ظھرک بارزتنی

بالمعاصی وفی روایۃ اھکذا جزاءُ من اَحسن الیک (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ بتغییر الالفاظ)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹے میں نے تیرے لئے تیری ماں کے پیٹ میں کچھ عرصہ رہنا مقرر کیا اور میں نے تیرے چہرے کو تیری ماں کی پیٹھ کی طرف کر دیا۔ تا کہ تجھے تیری ماں کی غذا کی بُو تکلیف نہ دے۔ اور میں نے تیرے لئے دو تکیے بنائے تیرے دائیں طرف اور بائیں طرف۔ بہر حال تیرے دائیں طرف والا تکیہ تو تلی ہے۔ اور رہا تیرے بائیں طرف والا تکیہ تو وہ جگر ہے۔ پھر جب تیری ماں کے پیٹ میں ٹھہرنے کی مدت پوری ہو گئی تو میں نے تجھے فرشتے کے پر کے ذریعے نکالا اس حال میں (کہ) تیرا کوئی دانت نہ تھا جس سے تو کھا سکے اور تیرے پاس ایسا ہاتھ نہ تھا جس سے تو کچھ پکڑ سکے اور نہ تیرے پاس پاؤں تھا جس سے تو چل سکے۔ اور میں نے جاری کیے تیرے لئے دو چھوٹے سے چشمے جو سردیوں کے موافق (یعنی گرم) اور گرمیوں میں ٹھنڈے۔ اور میں نے تیرے لئے دو مہربان دل بنا دیئے جو کھاتے نہیں۔ یہاں تک کہ تو سیر ہو جائے۔ اور وہ سوتے نہیں۔ یہاں تک کہ تو سو جائے۔ پھر جب تیرا بازو مضبوط ہو گیا اور تیری کمر مضبوط ہو گئی تو تو نے گناہوں سے میرا مقابلہ کیا۔ کیا اسی طرح اس کو بدلہ دیا جائے جو تیرے ساتھ احسان، اچھا سلوک کرے (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ بتغییر الالفاظ)

ساری دنیا ملکر بھی نفع ونقصان پر قادر نہیں۔

عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کنت خلف النبی ﷺ یوماً فقال یاغلام! انی اُعلمُک کلمات احفظ اللہ یحفظک

احفظ اللہ تجدہ تجاہک و اذا سالت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ و اعلم ان الاُمۃ لو اجتمعت علی اَن ینفعوک بشیئ لم ینفعوک الابشیئ قدکتبہ اللہ لک و ان اجتمعوا علی اَن یضروک بشیئ لم یضروک الا بشیئ قد کتبہ اللہ علیک رُفعت الاقلام و جفت الصُحُف (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لڑکے میں تجھے چند باتیں سکھلاتا ہوں۔

(۱) تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائیں گے۔ (۲) تو اللہ کے احکامات کی حفاظت کر، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ (۳) جب تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ (۴) اور جب تجھے مدد چاہیے ہو تو اللہ سے مدد مانگ (۵) اور تو اس بات کا یقین رکھ کہ بے شک ساری امت اگر جمع ہو جائے اس بات پر کہ وہ تجھے ذرہ برابر نفع پہنچائیں، تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر اُتنا ہی جو اللہ نے تیرے لئے مقدر میں لکھ دیا۔ اور اگر وہ سب جمع ہو کر ذرہ برابر بھی نقصان پہنچانا چاہیں، تو وہ تجھے (ذرہ برابر) نقصان نہ پہنچا سکیں گے مگر اُتنا ہی جتنا نقصان اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا۔ تقدیر کے قلمے اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے (ترمذی)

حدیث قدسی۔ اللہ تعالیٰ کا بُلانا اور بندے کا منہ موڑنا۔

یاابن آدم أمرتک فتولیت ونھیتک فتمادیت وسترت علیک فتجرأت واعرضت عنک فما بالیت یامن! اذا مرِض

شکیٰ وبکیٰ واذا عفیٰ فتمر دو عصی یامن! اذا دعاہ العبید عدا ولبیٰ واذا دعا الجلیل اعرض ونای ان سئلتنی اعطیتک وان دعوتنی اجبتک وان مرضت شفیتک وان سلمت رزقتک وان اقبلتَ قبلتک وان تُبتَ غفرتک وانالتواب الرحیم (ارشادات ربانیہ)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹے میں نے تجھے حکم دیا۔تو تو نے پیٹھ پھیر لی۔ اور میں نے تجھے روکا (ناجائز کام کرنے سے) تو تو ڈٹا رہا۔اور میں نے تیری پردہ پوشی کی تو تو (اُن کاموں کے کرنے پر) جری ہو گیا۔اور میں نے تجھ سے اعراض کیا۔تو تو نے کچھ پرواہ نہ کی۔اے وہ شخص جب بیمار ہو جاتے تو شکایت کرتا ہے اور رونے لگتا ہے۔اور جب تندرست ہو جائے تو سرکش بن جاتا ہے اور نافرمانی کرنے لگ جاتا ہے۔اے وہ شخص! جب بندے اس کو پکاریں تو دوڑتا ہے اور لبیک کہنے لگتا ہے۔اور جب رب جلیل اسے پکارے تو تم بے رخی اختیار کرتا ہے اور دور ہو جاتا ہے۔اگر تو مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا اور اگر تو مجھ سے دعا کرے گا تو میں تیری دعا قبول کروں گا۔اور اگر تو بیمار ہو تو میں تجھے شفاء دوں گا۔اور اگر تو صحیح سالم رہے تو میں تجھے رزق عطا کروں گا۔اور اگر تو میری طرف آئے گا تو میں تجھے قبول کروں گا۔اور اگر تو توبہ کرے گا تو میں تیری بخشش کروں گا اور میں توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہوں (ارشادات ربانیہ)

سب سے قیمتی چیز ایمان ہے

ایمان کا کمال یہ ہے کہ انسان غیر سے اللہ کی طرف، دنیا سے آخرت کی طرف اور اسباب سے اعمال کی طرف اپنا رخ کرلے۔یہ تینوں باتیں اس چیز کی علامت

ہیں کہ اب اس بندے کا ایمان کامل ہوگیا ہے۔ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیئے کہ ہمارے پاس جتنی بھی چیزیں ہیں ان میں سے سب سے زیادہ قیمتی چیز ہمارا ایمان ہے۔بندے کے پاس چار چیزیں ہوتی ہیں۔مال،،جان،،عزت،،ایمان۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے اگر جان کا مسئلہ بن جائے تو بندہ مال قربان کردیتا ہے،اور اپنی جان کو بچا لیتا ہے۔جیسے بیماری ،اور اغوا برائے تاوان کے موقع پر مال دیکر جان بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔معلوم ہوا کہ مال سے جان زیادہ قیمتی ہے۔

جہاں عزت کا مسئلہ آتا ہے تو وہاں عزت کی خاطر جان بھی قربان کردی جاتی ہے۔چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر کسی عورت کے ساتھ کوئی مرد زبردستی زنا کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بچاتے ہوئے فوت ہوجائے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے شہیداء کے ساتھ کھڑا کریں گے۔

اور جب ایمان کا معاملہ آتا ہے تو پھر عزت کو بھی قربان کردیا جاتا ہے۔ایمان اتنا قیمتی ہے۔چنانچہ ایک صحابیؓ قیصر روم کے دربار میں گئے۔گفتگو کے دوران قیصر روم نے کہا کہ اگر تمہارا خلیفہ امیر المومنین عمرؓ اپنی بیٹی سے میرا نکاح کردیں تو میں مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔وہ صحابی کہنے لگے کہ میں تو اس بات کا اختیار نہیں رکھتا۔البتہ میں ان کو جا کر آپ کی بات بتاؤں گا۔جب وہ صحابی واپس مدینہ منورہ آئے تو حضرت عمرؓ کے سامنے قیصر روم کا قصہ عرض کیا۔یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فورا کہا کہ تو نے ہاں کیوں نہ کردی۔کہا میں کیسے ہاں کرتا۔فرمایا؛ کیا عمر کی بیٹی کسی کے ایمان سے زیادہ قیمتی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سب سے زیادی قیمتی چیز ہے۔

بن دیکھے ماننے پر انعام

جو انسان بن دیکھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر اس کو انعامات سے نوازتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید بادشاہ، اپنی اہلیہ، زبیدہ خاتون کے ساتھ دریا کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے کہ انہیں بہلول مجذوب رحمۃ اللہ نظر آئے۔ جو مٹی کے گھر بنا رہے تھے۔ ہارون الرشید نے پوچھا بہلول کیا کر رہے ہیں؟ کہا گھر بنا رہا ہوں۔ پوچھا کس لئے؟ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جو اس کو خریدے گا میں اس کے لئے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ اس گھر کے بدلے جنت کا گھر عطا فرمائیں گے۔ پوچھا کیا قیمت ہے۔ کہا ایک دینار۔ چنانچہ ہارون الرشید نے مجذوب سمجھ کر بات ان سنی کر دی۔ پیچھے زبیدہ خاتون آئی۔ اس نے پوچھا بہلول کیا کر رہے ہو؟ کہا مٹی کے گھر بنا رہا ہوں۔ پوچھا کس لئے؟ کہا جو اس گھر کو خریدے گا ۔میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنت کا گھر عطا فرما دے۔ پوچھا قیمت کیا ہے؟ کہا، ایک دینار۔ چنانچہ ایک دینار دیکر غیب کا سودا کر لیا۔ چنانچہ جب رات ہوگئی ہارون الرشید خواب میں جنت کے محلات کو دیکھتا ہے۔ کوئی سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے۔ کوئی سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔ ایک محل کے اوپر سائن بورڈ لگا ہوا ہے۔ جس پر زبیدہ خاتون کا نام لکھا ہوا ہے۔ ہارون الرشید اپنی بیوی کا عالیشان محل دیکھ کر خوش ہو کر داخل ہونے لگا۔ مگر داخل ہونے پر اسے روک دیا گیا۔ کہا کہ یہ میری بیوی کا محل ہے۔ تو جواب دیا گیا۔ کہ اس دنیا کا یہ دستور ہے کہ جس پر جس کا نام لکھا ہوتا ہے وہی اس محل میں داخل ہو سکتا ہے۔ کسی اور کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ دنیا کا محل نہیں ہے کہ جو چاہے داخل ہو۔ صبح کو جب ہارون الرشید اٹھا بڑا پریشان رہا۔ اور کہا زبیدہ نے یقین کر لیا اس کو انعام مل گیا۔ اور دل

میں کہا کہ اگر آج مجھے بہلول مل گئے تو ڈبل قیمت دیکر جنت میں گھر خریدوں گا۔ پھر بہلول مجذوب کی تلاش میں دریا کے کنارے پہنچے۔ اسے بہلول رحمۃ اللہ علیہ وہیں مٹی کے گھر بناتے ہوئے ملے۔ پوچھا بہلول کیا کر رہے ہیں؟ کہا گھر بنا رہا ہوں۔ پوچھا کس لیئے؟ کہا کہ جو یہ گھر خریدے گا میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنت کا گھر عطا فرمائیں۔ پوچھا کیا قیمت ہے؟ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پوری دنیا کی بادشاہی۔ ہارون الرشید افسوس کرتے ہوئے حیران رہ گئے۔ اور کہا کہ کل تو ایک دینار قیمت پر دے رہے تھے اور آج پوری دنیا کی بادشاہی مانگ رہے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ بہلول نے کہا کہ جناب کل بن دیکھے کا سودا تھا اور آج دیکھا ہوا سودا ہے۔ اس لئے آج قیمت یہ ہے۔ یہی معاملہ ہمارا بھی ہے۔ ہم نے اللہ رب العزت کو بن دیکھے مانا ہے۔۔۔ سستا سودا۔۔۔ جنت مل گئی۔۔۔ سستی آخرت سنور گئی۔۔۔ کم داموں میں کام چل گیا۔۔ موت کے وقت جب انسان اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتا ہے۔ جیسے فرعون نے سمندر میں غرق ہوتے ہوئے کہا تھا۔ **آمنت برب موسی وھارون**،، کہ میں موسی اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لایا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **آلئٰن جئت وقد عصیت و کنت من المفسدین**،، کہ اب تو دیکھ کر ایمان لاتا ہے یعنی اب بہت دیر ہو چکی ہے، تم اپنا وقت ضائع کر چکے ہو، اب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو موت کے وقت بڑے بڑے نافرمان بھی ایمان لاتے ہیں مگر اس وقت ایمان لانے کا فائدنہیں اس لئے کہ یہ بن دیکھے کا سودا ہے۔

توحید پر سیدنا یوسفؑ کے زمانے کا عجیب واقعہ

اصل چیز توحید ہے بلکہ پورے قرآن مجید کا خلاصہ و نچوڑ بھی توحید ہی ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا زمانہ ہے۔قحط سالی ہے۔ایک نوجوان گندم لینے آیا کہ مجھے گندم چاہیئے۔گندم دینے والوں نے معمول کے مطابق اس کو گندم دے دی۔اس نے کہا کہ مجھے اور گندم چاہیئے۔انہوں نے کہا کہ ہمیں جتنی گندم دینے کی اجازت تھی اتنی ہم نے دے دی ہے۔البتہ آپ کو اور گندم چاہیئے تو آپ حضرت یوسفؑ کے پاس جائیں انکے اختیار میں ہے جس کو جتنی چاہے دے دیں۔وہ نوجوان حضرت یوسفؑ کے پاس چلا گیا۔کہنے لگا! حضرت مجھے اور گندم چاہیئے۔حضرت یوسفؑ نے فرمایا: اچھا اس کو اتنی بوریاں گندم اور دے دو۔وہ کہنے لگا،نہیں مجھے اور چاہیئے؛تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا؛اوخدا کے بندے،تجھے ورکرز نے بھی گندم دی اور میں نے بھی گندم دی اور اب اور بھی مانگتا ہے؟ وہ کہنے لگا؛حضرت آپ کو میری پہچان نہیں۔اگر پہچان ہوجائے تو آپ مجھے بہت زیادہ گندم دیں۔یہ سن کر حضرت یوسفؑ زرہ اور بھی متوجہ ہوئے۔اور پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ حضرت جب زلیخا نے آپ پر بہتان لگایا تھا اس وقت جس چھوٹے بچے نے آپ کی پاک دامنی کی گواہی دی تھی وہ بچہ اب بڑا ہوکر میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔جب حضرت یوسفؑ نے یہ سنا۔تو ان کو اس پر اتنا پیار آیا کہ اس کے ماتھے کا بوسہ لیا اور اس کو عزت کے ساتھ بیٹھا کر کھلایا، پلایا۔ اور ورکرز سے کہا کہ اتنی اتنی گندم اس کے گھر پہنچا کے آؤ۔اتنا پروٹوکول دیا اس کو۔ جب انہون نے اتنے پروٹوکول سے رخصت کیا اور وہ چلا گیا؛تو اللہ رب العزت نے وحی نازل فرمائی ؛اے میرے پیارے یوسفؑ آپ نے تو اس کو بڑا پروٹوکول دیا ہے۔عرض کیا؛ یا اللہ، یہ وہ نوجون ہے جس نے میری پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ آج یہ میرے سامنے آیا ہے،میرا جی چاہتا ہے کہ جتنا میں اس کو دے سکتا ہوں دے دوں۔یہ جواب سن کر اللہ تعالی نے فرمایا؛ میرے پیارے یوسفؑ؛ گواہ رہنا۔اس

بچے نے آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی، جب وہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اس کو اتنا پروٹوکول دیا جو آپ کے اختیار میں تھا۔اسی طرح میرا وہ بندہ جو دنیا میں میری الوہیت کی گواہی دے گا، توحید کی گواہی دے گا جب قیامت کے دن آئے گا تو میں بھی اس کو وہ دوں گا جو میری شان کے مطابق ہوگا۔ یہ ایمان بڑا قیمتی ہے۔اس لئے کسی کے دھمکانے سے یا خوف دلانے سے کبھی بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔اگر کوئی کہے کہ ماردیں گے، تو اس سے کہدے کہ ہمارا مالک اللہ ہے۔جان تو دے دیں گے مگر ایمان کی سودا ہرگز نہیں کریں گے۔ (ایمان کی اہمیت)

ایمان کا خلاصہ کلام۔

پورے قرآن کا خلاصہ اور لب لباب، نچوڑ توحید باری تعالی ہے۔

والھکم الہ واحدقل ھو اللہ احداللہ الصمدلم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احدقال رسول اللہ ﷺ من قرأقل ھو اللہ احدعشر مرات بنااللہ لہ بیتا فی الجنۃ

فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھا اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔

فائدہ اس لیئے کہ اس میں کمال توحید کا بیان واقرار ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے پردہ فرمانے لگے، تو آپؐ کا اپنی امت کے نام آخری پیغام یہ تھا۔**التوحید ،التوحید،وماملکت ایمانکم**۔اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے اور جو آپ کے ماتحت ہیں ان پر رحم کرو، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

محبت کی تین قسمیں ہیں۔

سب سے پہلے کسی چیز کی رغبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔فرمایا؛**انا الی اللہ راغبون**؛ ہم سب اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔جب رغبت زیادہ راسخ ہوجاتی ہے،تو پھر اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔جس کو طلب کہتے ہیں فرمایا؛**ضعف الطالب والمطلوب**۔کمزور ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے۔اور جب کسی چیز کی طلب بڑھ جائے کہ بن اس کے چین نہ آئے اس کو محبت کہتے ہیں۔فرمایا۔**والذین آمنوا اشد حبا للہ**۔ایمان والے اللہ رب العزت سے بے حد محبت کرتے ہیں۔جب محبت حد سے بڑھ جائے تو محب محبوب کے قدموں میں سر رکھنا چاہتا ہے جو عبادت ہے۔تو جب ابتدائی کیفیت جو رغبت ہے وہ غیر اللہ کے لئے پسند نہیں۔تو اعلی اور انتہائی کیفیت جو عبادت ہے وہ کیسے غیر اللہ کے لئے پسند کریں گے۔اس لئے فرمایا۔**واعلم انہ لا الہ الا انا فاتقون**۔جان لو ؛اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں،اور مجھ ہی سے ڈرو۔

فرمایا؛ **ان اللہ لایغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشاء**۔بے شک اللہ تعالی شرک کو معاف نہیں کریں گے۔شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کردیں۔

تو کلمہ اسلام کو کلمہ طیبہ کہا گیا ہے۔فرمایا؛**ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة**۔اللہ تعالی مثال بیان کرتے ہیں پاک کلمہ کی۔اس کو کلمہ تقوی بھی کہا جاتا ہے؛فرمایا۔**والزمهم کلمة التقوی**۔اور کلمہ باقیہ۔بھی نام ہے؛فرمایا؛ **وجعلها کلمةباقیة لعلهم یرجعون**؛ کہ جب تک یہ کلمہ باقی

رہے گا قیامت نہیں آئے گی۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب تک اس زمین پر ایک آدمی بھی کلمہ ؛**لا الہ الا اللہ** پڑھنے والا موجود ہوگا قیامت نہیں آئے گی۔تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد توحید تھا۔فرمایا؛ **وما ارسلنا من قبلك من رسول الانوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔** اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں ان کو یہ وحی کی ہے (کہ لوگوں سے کہو) میرے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔حدیث پاک میں فرمایا؛ **ما من مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ (بخاری)** ہر بچہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے، ماں، باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی، یا مجوسی۔اس لئے جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے دائیں کان میں آذان دی جائے اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔کہ دنیا میں آنے پر اللہ کا نام یعنی توحید سکھائی جائے۔اور فرمایا؛**لقنوا موتکم** ؛تم اپنے مرنے والوں کو کلمے کی تلقین کرو۔تاکہ اس کا آخری جملہ بھی کلمہ ہو۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس کو اول اور آخر یہ کلمہ نصیب ہوا وہ شخص جنت میں داخل کر دیا گیا۔

شرک کی دو قسمیں۔۔پہلی قسم یہ کہ درختوں اور پتھروں کو پوجا جائے۔یہ شرک جلی ہے۔دوسری قسم شرک خفی ہے۔جو رب کی نافرمانی کرتا ہے۔فرمایا؛**أفرأیت من اتخذ الہ ھواہ!** کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے۔تو خواہش پرستی، زن پرستی، زر پرستی، نفس پرستی یہ سب کی سب بت پرستی کی اقسام ہیں۔خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔یہ شرک خفی بہت عام ہے، اس سے بچنے

کے لئے ایمان کامل کی ضرورت ہے۔اس لئے نفس امارۃ کومغلوب کرنے کے لئے بے حد محنت کی جاتی ہے۔ کہ نفس کوتوڑ دیا جائے، اور نفس امارۃ بت پرستی کو چھوڑ کر کما حقہ خدا پرستی میں لگ جائے۔ یہاں تک کہ نفس کی انانیت ختم ہوجائے اور ہر کام اللہ رب العزت کی مرضیات کے مطابق ہو۔ چنانچہ خانقاہوں اور تبلیغ میں اس شرک خفی سے بچنے پر خوب محنت سکھائی جاتی ہے، کہ انسان کے دل میں اللہ آجائے بلکہ سما جائے، بلکہ چھا جائے کہ ہمارا دل ہر وقت اللہ اللہ کررہا ہو۔ ذکر اذکار سے بھی یہ کیفیت حاصل ہوجاتی ہے جبکہ کسی متبع سنت شیخ سے روحانی نسبت اور تعلق ہو ۔وگرنہ شیطان نفس پرستی کو مزین کرکے انسان کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ پھر وہ انسان نفس پرست بن جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا؛ کہ سب سے قدیم مذہب دو ہی ہیں، نفس پرستی اور خدا پرستی۔ جتنی نفس پرستی کی پوجا کی گئی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں۔ اس لئے کہ خدا پرست کا ہر قدم اللہ رب العزت کی مرضیات کو سامنے رکھ کر اٹھتا ہے۔ جبکہ نفس پرست کی ساری زندگی خواہشاتِ نفس کی تکمیل میں گزرتی ہے۔ نفس کوتوڑنے کے لئے مختلف طریقے ہیں، نفس امارۃ کمزور ہوتا ہے۔ ذکر سے، روزوں سے، نیک صحبت سے، دینی کتابوں کے مطالعے سے، آخرت کی یاد اور مراقبے سے، اللہ والوں سے تعلق قائم کرنے سے وغیرہ ذلک۔

محبت کی دو قسمیں ہیں۔ایک ذاتی جیسے ماں کو اولاد سے ہوتی ہے۔ دوسری صفتی جو کسی صفت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تو اگر ہماری زندگی تقوی والی، نیک اعمال سے پر ہوگی تو یقینا اللہ رب العزت کو ہم سے محبت ہوگی۔ جیسا کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت اپنے مومن بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور اگر زندگی گناہوں بھری، یا کفر شرک والی ہے تو ایسے لوگ خدا کے دشمن شیطان کے دوست ہیں۔

باب۔قیامت کے دن ایمان کا فائدہ، جنت اوراُس کی دائمی نعمتوں کا ذکر

ایمان اور توحید پر استقامت، نیک اعمال کی برکت سے **انشآءاللہ** موت کی سختی آسان ہوجائے گی۔قبر کے عذاب سے حفاظت ہوگی۔ پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائیں گے، اعمال نامہ دائیں ہاتھ پہ مل جائے گا، ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہوں گے اور اپنے کریم پروردگار کا دیدار بار بار کریں گے۔ جنت اوراس کی دائمی نعمتوں کی تفصیل مندرج ذیل ہیں۔

جنت اوراس کی دائمی نعمتیں

دنیا کی زندگی عارضی، نعمتیں عارضی۔بادشاہت عارضی، اگر خوشی ہے تو عارضی اوراگر غمی، پریشانی، تکالیف، مصائب ہیں تو عارضی۔ بلکہ خود دنیا ہی عارضی تو پھر یاد رہے کہ عارضی اور فانی چیزوں سے دل لگانا بھی فانی اور عبث ہے۔اس لئے کہ اگر آج کوئی بادشاہ ہے تو کل گدا ہے۔ اگر آج زندگی ہے تو کل موت ہے۔اگر آج صحت ہے توکل بیماری ہے۔آج اگر جوانی ہے تو کل بڑھاپا ہے۔آج اگر سردی ہے تو کل گرمی ہے۔آج اگر بہت کچھ ہے تو کل کچھ بھی نہیں۔ جنت مذکورہ چیزوں سے پاک ہوگی۔ بلکہ اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی دائمی، جنت اور اس کی نعمتیں دائمی۔سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی دائمی۔ ایمان کا فائدہ۔آج جنت کی نعمتوں بھری دائمی زندگی صرف ایمان والوں کو ہی نصیب ہوگی۔جس کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی بلآخر جنت اوراس کی دائمی نعمتوں کو پائے گا جبکہ کافر بے ایمان ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا۔تو معلوم ہوا کہ ایمان سب سے بڑی دولت

ہے جس پر جہنم سے نجات اور جنت کا حصول موقوف ہے،، اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں مسلمان پیدا فرما کر ایمان جیسی عظیم دولت سے نوازہ ہے۔

ایمان پر آخرت میں کیا کچھ نعمتیں اور انعام ملنے والا ہے،، آیئے آنے والے صفحات میں ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔اب ہم کو چاہیئے کہ ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کی اس فانی اور مختصر سی زندگی میں اپنے کریم پروردگار کو راضی کر کے آخرت کی لئے تیاری کرتے ہوئے نیکی اور تقوی والی زندگی گزاریں۔پھر ہمیشہ کے لئے اللہ تعالی کی رضامندی، جنت اور اس کی دائمی نعمتیں حاصل کریں۔اللہ تعالی ہم سب کو نصیب فرمائیں ،آمین۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا۔۔۔ ہر دم ذکرِ یار میں رہنا۔۔ چند جھونکے بس خزاں کے سہلو۔۔ پھر ہمیشہ کے لئے بہار میں رہنا۔

جنت کی نعمتیں بالا از تصور ہیں

قال الله تعالى واذا رايت ثم رايت نعيماو ملكا كبيرا (الدهر)

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اور جب تو دیکھے گا جنت میں تو بہت بڑی راحت و بادشاہت دیکھے گا۔حدیث پاک میں اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قال رسول الله ﷺ قال الله تعالى عز وجل اعددت لعبادى الصلحين مالا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر واقرأو ان شئتم فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة أعين (بخاری ومسلم)

ترجمہ: اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا؛ میں

نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کررکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال آیا ہے،، اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھ لو کہ پس کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ جنتیوں کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا رکھا ہے (بخاری، مسلم)

جنت کس طرح بنائی گئی

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کس طرح بنائی گئی؟ ارشاد فرمایا: پانی سے، ہم نے عرض کیا ذرا اس کی تعمیر کی تفصیل سے ہمیں آگاہ فرما دیجئے۔ارشاد فرمایا: کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور گارا کستوری کا۔اس کی مٹی زعفران اور اس کے سنگیزے یاقوت اور موتی ہیں۔جو اس میں داخل ہوگا ہمیشہ کے لئے نعمتوں میں ہوگا۔کبھی تنگی نہ دیکھے گا اور نہ اسے موت آئے گی نہ کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ جوانی ڈھلے گی۔مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین چاندی کی اور مٹی کستوری کی ہے۔اس کے درختوں کے تنے چاندی کے ہیں اور شاخیں زبرجد اور موتیوں کی اور پتے اور پھل اس سے نیچے ہوں گے۔جو کوئی کھڑا ہو کر کھانا چاہے تو مشقت نہیں جو بیٹھ کر کھانا چاہے اسے کوئی تکلیف نہیں۔جو لیٹ کر کھانا چاہے تو اسے بھی کچھ تکلیف نہ ہوگی۔پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔**وذللت قطوفها تذليلا (الدھر،۱۴)** یعنی اس کے پھل بالکل قریب ہوں گے حتی کہ کھڑا اور بیٹھنے والا آسانی سے لے سکے گا۔(تنبیہ الغافلین)

جنت کے درجات

ارشاد باری تعالی ہے۔**اولئك لهم الدرجات العلى(طه۔آیت ۷۵)**
کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بلند درجے ہیں۔

حدیث میں ہے۔

قال رسول الله ﷺ ان فى الجنة مأة درجه اعدها الله تعالى للمجاهدين فى سبيل الله مابين درجتين كما بين السماء والأرض(رواه البخارى)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا؛ جنت میں سو درجے ہیں۔اللہ جل شانہ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔اور ہر دو درجوں کے درمیان فاصل ایسے ہے جیسے زمین وآسمان کے درمیان (بخاری)

جنت کا ایک درخت

ارشاد باری تعالی ہے۔**وظل ممدود (واقعه)** اور لمبا سایہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا؛ بے شک جنت میں ایک درخت ہے(جس کو طوبی کہا جاتا ہے) جس کے سائے یعنی کنارے تک سو سال چلنے والا سوار بھی نہیں پہنچ سکے گا (بخاری ومسلم)

جنت کے پھل

ارشاد باری تعالی ہے۔**ولهم فيها من كل الثمرٰت ومغفرة من ربهم** (سورہ محمد)۔**ترجمہ:** اور ان جنتیوں کے لئے جنت میں ہر طرح کے پھل ہوں گے اور معافی ہوگی ان کے رب کی طرف سے۔یعنی جنت میں جانے سے

پہلے (سورۃ محمد) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس کا ایک انار پالان کسے ہوئے اونٹ کی طرح (بڑا) تھا (ابن کثیر) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ بے شک میں نے جنت دیکھی ۔میں نے اس میں سے کچھ گچھا لینا چاہا۔اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تو اس میں سے کھاتے رہتے (بخاری، مسلم) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جب بھی جنت کا پھل توڑا جائے گا فورا اللہ تعالی اس کی جگہ دوگنا لگا دیں گے (مظہری۔سورۃ واقعہ۔ج ۹،،ص،، ۱۷۲)

جنت کی نہریں۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

مثل الجنۃ التی وُعد المتقون فیھا انھار من مآء غیر اٰسن وانھر من لبن لم یتغیر طعمہ وانھر من خمر لذۃ للشٰربین وانھر من عسل مصفی ولھم فیھا من کل الثمرٰت ومغفرۃ من ربھم (سورہ محمد)

ترجمہ: پرہیز گار لوگوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی پانی کی جو بدبودار نہ ہوگا اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا بدلہ نہیں، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے خوب مزہ ہے۔اور نہریں ہیں جھاگ اتارے ہوئے (صاف) شہد کی اور ان کے لئے اس جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت (سورۃ محمد آیت، ۱۵)

جنت کے دروازے۔ارشادی باری تعالی ہے۔**ترجمہ:** یہاں تک کہ جب

آئیں گے اہل جنت جنت میں تو جنت کے (آٹھوں) دروازے کھول دیئے جائیں گے (سورۃ زمر، آیت، ۷۳)

جنت میں جانے والا پہلا گروہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ بے شک پہلا گروہ جنت میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا جائے گا۔ پھر وہ جو مرتبہ میں ان کے بعد ہیں وہ بہت چمکدار ستارے کی طرح چمکتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے (پھر یہی اہل جنت) نہ پیشاپ کریں گے نہ پخانہ، نہ منہ وناک سے رال ٹپکے گا اور نہ تھوکیں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ اور پسینا ان کا کستوری (خوشبودار) ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار لکڑیاں جلتی اور سلگتی رہیں گی۔ اور ان کی بیویاں گوری گوری اور موٹی موٹی آنکھوں والیاں ہوں گی۔ اور ان کے اخلاق ایک آدمی کے خلق کی طرح ہوں گے (یعنی دل ایوب علیہ السلام کا سا ہوگا) اپنے ابا جان حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں۔ یعنی ساٹھ گز (شرعی) لمبے ہوں گے (بخاری ومسلم، زواجر)

⑤ جنت کے بڑے عالیشان محل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالی کے ارشاد۔ **ومساکن طیبۃ** ،الخ،، نفیس مکانوں (کا وعدہ کر رکھا ہے) جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے (سورۃ توبہ، آیت، ۷۲) مطلب اس کا یہ کہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ جنت میں سفید موتی کا ایک محل ہے جس میں ستر سرخ یاقوت کے گھر ہیں۔ اور ہر گھر میں ستر سبز زمرد کے کمرے ہیں۔ اور ہر کمرے میں ستر تخت ہیں۔ ہر تخت پر مختلف رنگ کے ستر بستر ہیں۔ اور ہر بستر پر عورت ہے (حور) اور ہر کمرے میں ستر ستر دستر خوان ہیں۔ ہر

دستر خوان پر ستر قسم کے کھانے ہیں۔اور ہر کمرے میں ستر خدمت گار لڑکے اور لڑکیا ں ہیں۔ان میں تمام مذکورہ بالا چیزوں کی طاقت مومن کو دی جائے گی ایک صبح (کے وقت) میں (طبرانی، بیہقی۔زواجر۔ج ۲،،ص،،۴۳۰)

جنت کا تعمیری میٹریل۔جب صحابہ رضی اللہ عنھم نے پوچھا کہ جنت کی یعنی اس کے محلات کی تعمیر اور بناوٹ کس چیز کی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، گارا کستوری اور مٹی اس کی زعفران اور کنکریاں موتی اور یاقوت کی (طبرانی،،ابن ابی الدنیا، زواجر۔۲۔ص۔۴۲۹)

جنت کے محلات کے دروازے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان والی لمبی حدیث میں ارشاد فرمایا؛ کہ اللہ تعالی لکھتے ہیں پندرہ سونیکیاں ہر (تراویح) کے سجدے کے عوض میں۔اور جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بنا دیتے ہیں جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے۔ان میں سے ہر دروازے کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا، الخ (بیہقی)

جنتیوں کے بچھونے

اللہ تعالی نے فرمایا؛ اور بلند بچھونے ہوں گے یعنی تختوں پر بلند اور اونچے بستر ہوں گے اور بعض روایات میں آتا ہے کہ ہر دو بستروں کے درمیان فاصلہ ایسا ہے جیسے آسمان وزمین کا (مظہری۔ج،۹ص ۱۷۲۔ابن کثیر، ج، ۴ ص ۴۶۰)

حورالعین کا مادہ و پیدائش

قال رسول اللہ ﷺ خلق الحور العین من زعفران(روح

المعانی، ج۲، ص۱۳۶)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ حوریں زعفران سے پیدا کی گئی ہیں ۔بلکہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جنت کی عورت مشک اور زعفران کی ملاوٹ سے پیدا کی گئی ہے پھر اس پر نور اور موتی لپیٹا گیا۔(کلید بہشت)

جنت کی حوریں اور ان کی صفات

ارشاد باری تعالی ہے۔**ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون(بقرۃ۔آیت نمبر ۲۵)**

اوران (جنتیوں) کے لئے جنت میں پاک صاف بیویاں ہوں گی۔

پہلی صفت پاک صاف ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا؛ کہ جنت کی بیویاں پاک ہوں گی گندگی اور تکلیف سے۔مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی بیویاں پاک ہوں گی حیض، پاخانہ اور پشاپ اور رینٹھ اور بھوک اور منی اور اولاد سے۔(ابن کثیر ج،۱، ص ۶۳)

دوسری صفت نگاہیں نیچی رکھنے والیاں

ارشاد باری تعالی ہے ۔**وعندھم قصرت الطرف عین(صفت)**

جنتیوں کے پاس نگاہیں نیچی رکھنے والیاں، بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ اس صفت کے معنی یہ ہیں کہ وہ پاک دامن ہیں اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کی طرف نہ دیکھیں گی۔اور اپنی اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں گی اور بند رکھیں گی خاوندوں کے

لئے۔ اور ایک اور قول میں مطلب یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو نہیں کھولیں گی۔ ناز نخرے کی وجہ سے۔(ابن کثیر ج، ۴، ص، ۷۔ روح المعانی)

تیسری صفت بڑی آنکھوں والیاں

ارشاد باری تعالی ہے۔**وعندھم قصرت الطرف عین، کانھن بیض مکنون(صفت،آیات،۴۹،۴۸)**

اوران کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں، بڑی آنکھوں والیاں، گویا کہ وہ (شترمرغ کے) انڈے ہیں پردے میں چھپا کر رکھے ہوئے۔

دوسری جگہ فرمایا؛ **وحور عین ،کأمثال اللؤلؤ االمکنون جزاء بما کانوا یعملون(سورۃ واقعہ،آیات،۲۳،،۲۲)**

اورعورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں، جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر، بدلہ ان کاموں کا جو کرتے تھے (یعنی یہ ان نیک اعمال کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

چوتھی صفت حوریں ہم عمر ہوں گی

ارشاد باری تعالی ہے۔ **وعندھم قصرت الطرف اتراب(ص،آیت،۵۲)**

اوران (جنتیوں) کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں، ہم عمر (بیویاں)

دوسری جگہ فرمایا؛ **وکواعب اترابا(سورۃ نبا)** اور (ان جنتیوں کے لئے جنت میں) ابھری ہوئی چھاتیوں والیاں ہم عمر (بیویاں ہوں گی)

پانچویں صفت بہت سفید ہوں گی

ارشاد باری تعالی ہے۔ **وزوجنهم بحور عين (الدخان)** اور ہم ان جنتیوں کا گوری گوری، بڑی بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ ان کا نکاح کردیں گے۔ حور حوراء کی جمع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کے ہاں اس کے معنی سفید کے ہیں ۔اور ایک قول میں آنکھوں کی سخت سیاہی وسفیدی کو کہتے ہیں(روح المعانی، ج، ۲۵،ص، ۱۳۵) مطلب یہ کہ بہت زیادہ سفید ہوں گی۔

چھٹی صفت غیر مستعملہ ہوں گی

ارشاد باری تعالی ہے۔ **لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان(سورة رحمن)** اہل جنت سے پہلے ان پر کسی نے نہ تو تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔یعنی بالکل محفوظ غیر مستعملہ ہوں گی۔ باکرہ، پیار دلانے والی ہوں گی۔ مطلب یہ کہ انسانوں کے لئے جو حوریں ہیں ان سے کسی انسان نے ہمبستری نہ کی ہوگی اور جنات کے لئے جو حوریں ہیں ان سے جنات نے ہمبستری نہ کی ہوگی۔ بالکل پاک صاف ہوں گی۔

ساتویں صفت یاقوت اور مرجان کی طرح صاف ہوں گی

قال الله تعالى۔ كانهن الياقوت والمرجان(رحمن،۵۸) اللہ تعالی کے اس ارشاد میں کہ وہ حوریں رنگت میں ایسی صاف شفاف ہونگی گویا وہ یاقوت (لعل) اور مرجان ہیں۔ مطلب یہ کہ یاقوت اور مرجان کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ دونوں قیمتی پتھر ہیں جو بہت صاف ہوتے ہیں کہ اگر اس میں دھاگہ ڈال کر صاف دیکھا جاسکتا ہے۔ مراد حوروں کا بدن ہے کہ یاقوت اور مرجان کی طرح صاف

ہوں گی۔اور مرجان کی طرح ان کے چہرے سرخ (گوشت بھرے) ہوں گے۔

آٹھویں صفت اخلاق والیاں ہوں گی

فی قوله تعالی۔فیهن خیرات حسان(رحمن ۷۰) اللہ تعالی کے اس ارشاد میں کہ جنت کے باغات ومکانات میں حوریں خوب سیرت یعنی اچھے اخلاق والیاں اور خوبصورت ہوں گی۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالی کے فرمان،**فیهن خیرات حسان**، کے کیا معنی ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کا معنی اچھے اخلاق والی۔اوزاعی نے فرمایا کہ خیرات کا معنی یہ ہے کہ نہ وہ بدزبان ہوں گی اور نہ غیرت کھائیں گی یعنی سوکن کی طرح نہ لڑیں گی اور نہ تکلیف پہنچائیں گی۔(جنت کے دلکش نظارے)

نویں صفت کنواریاں رہیں گی

جنت میں بیویاں ہمیشہ بعد جماع باکرہ ہوجایا کریں گی، ،**انا انشأناهن انشاءاً**،،ہم نے ان عورتوں کوخاص طور بنایا ہے،،**فجعلناهن ابكارا**،،اور ہم نے ان کو کنواریاں بنایاہے۔ترمذی شریف کی روایت ہے کہ:،،**ان المنشآت اللاتی کن فی الدنیا عجائز عمشا رمصا(ترمذی)**

جوعورتیں دنیا میں بوڑھی اور کم نظر،کیچڑ بہانے والی آنکھوں والی ہوں گی ان کو حق تعالی جنت میں خاص عالم شباب عطا فرماویں گے اور حدیث میں ہے کہ:**ان اهل الجنة اذا جامعوا نساءهم عدن ابكارا)** اہل جنت جب اپنی بیویوں سے جماع کریں گے تو بعد صحبت پھر وہ دوبارہ باکرہ ہوجاویں گی(کشکول معرفت)

دسویں صفت،نوجوان،بلند چھاتیوں والیاں ہوں گی

فی قوله تعالی۔و کواعب اترابا(نبا،۳۳) اللہ تعالی کےاس فرمان میں ہے کہ وہ حوریں نوجوان بلند چھاتیوں والیاں ہم عمر ہوں گی۔کواعب کاعب کی جمع ۔کاعب اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کے پستان ابھر کر تھوڑے بلند ہوکر گول ہوجائیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب لڑکی بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے۔(روح المعانی ج ۳۰،ص،۲۰)

گیارھویں صفت جنتی حوروں اور دنیاوی بیویوں کا ترانہ

حورعین میں سے بعض بعض کا ہاتھ پکڑ کے ایسی آواز کے ساتھ گنگنارہی ہوں گی کہ مخلوق نے کبھی بھی اس سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی ہوں گی۔وہ یہ گنگنارہی ہوں گی کہ ہم راضی رہنے والیاں ہیں،کبھی ناراض نہ ہوں گی،اور ہم ٹھہرنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہیں کریں گی اور ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی اور ہم نعمتوں میں رہنے والیاں ہیں کبھی بدحال نہ ہوں گی۔ہم نیک خوبصورت ہیں اور محبوب ہیں اپنے باعزت خاوندوں کے نزدیک۔

ایک روایت میں ہے کہ خوشخبری ہواس شخص کے لئے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا؛ کہ حورعین جب اوپر کے یہ نغمات کہیں گی تو دنیاوالوں کی عورتوں میں سے مؤمنہ عورتیں ان کو یہ جواب دیں گی۔ہم نماز پڑھنے والیاں ہیں اورتم نے نہیں پڑھی،ہم روزہ رکھنے والیاں ہیں اورتم نے روزہ نہیں رکھا اور ہم وضو کرنے والیاں ہیں اورتم نے وضونہیں کیا اور ہم صدقہ دینے والیاں ہیں اورتم نے صدقہ نہیں دیا۔پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا: کہ اللہ کی قسم دنیا کی مومن عورتیں حوروں پر غالب آجائیں گی (الترمذی، الترغیب، لقرطبی۔ج،۹،ص،۸۶۵)

بارھویں صفت جنت کی حوروں کا حسن وجمال

حور لاعبہ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال ان فی الجنۃ حوراء یقال لھا لعبۃ خلقت من اربعۃ اشیاء من المسک والعنبر والکافور والزعفران وعجن طینھا بماء الحیوان فقال لھا العزیز کونی فکانت وجمیع الحور عشاق لھا ولو بزقت فی بحر لجی بزقۃ لعذب ماء البحر مکتوب علی صدرھا من احب ان یکون لہ مثلی فلیعمل بطاعۃ ربی

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک حور ہے۔جس کا نام لاعبہ ہے۔جومشک، عنبر، کافوراور زعفران کی عناصر اربعہ سے بنی ہے۔اس کا خمیر نہر حیوان کے پانی سے تیار کیا گیا ہے۔رب عزیز نے اسے کن فرمایا اور وہ وجود میں آئی۔تمام حوریں اس کی مشتاق ہیں کہ ایک بار سمند رمیں تھوک دے تو اس کا کڑوا پانی میٹھا ہوجاوے۔اس کے سینے پر لکھا ہوا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری جیسی حور اسے مل جائے تو اسے میرے رب کی اطاعت میں لگنا چاہئیے۔(تنبیہ الغافلین)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک حور (سات) گہرے سمندر میں تھوک دے تو وہ (سارا) پانی میٹھا ہوجائے اس کے لعاب کی میٹھاس کی وجہ سے (تفسیر ابن کثیر، ج،۴،ص،۱۴۶) یہ بھی انتہائی حسن کی علامت ہے۔(جنت کے دلکش نظارے اور جہنم کے دہکتے انگارے)

اہل جنت کی عمر اور شباب کی کیفیت

جنت میں داڑھی مونچھ نہ ہوگی۔نوعمر نوخیز امرد کی طرح کمالِ عالم شباب ہوگا۔ترمذی شریف میں حضرت معاذؓ سے مرفوعاً روایت ہے (**یدخل اهل الجنة الجنة جردا مردا مکحلین ابناء ثلاثین او ثلاث وثلاثین۔**

جنت میں اہل جنت اس طرح داخل ہوں گے کہ وہ مجرد ہوں گے یعنی بال نہ ہوں گے امرد ہوں گے یعنی بالغ ہونے پر داڑھی مونچھ نکلنے سے پہلے جو پرکشش پری روشکل ہوتی ہے اور آنکھیں کجلائی ہوں گی، یعنی کاجل لگی ہوئی معلوم ہوں گی اور عمریں تیس سال یا تینتیس سال کی ہوگی۔اور روایت میں کہ ایک جنتی مرد کو سو (۱۰۰) مردوں کے برابر قوت مردانہ عطا کی جائے گی (مظاہر حق، ج، ۴، ص، ۴۳۹۔ترمذی، مشکوٰۃ)

حور اگر زمین کی طرف جھانک لے

قال رسول اللهﷺ ولو ان امرأة من نساء اهل الجنة اطلعت الى الارض لأضاءت مابينهما ولملأت مابينهماريحا(رواه البخاری والمشكوٰة ص۴۹۵)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اگر جنت کی ایک عورت زمین کی طرف جھانک لے تو جنت اور زمین کے درمیان (جو زمین وآسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہے) ساری جگہ روشن ہوجائے۔اور خوشبو سے بھر جائے، (یہ انتہائی حسن ہی کی وجہ سے تو ہے (بخاری، مشکوٰۃ، ص، ۴۹۵۔بحوالہ جنت کے دلکش نظارے)

جنت میں مسلمان عورتوں کا حسن

ہماری مسلمان بیویاں جنت کی حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔حدیث شریف میں ہے کہ۔؛

أنساءالدنیا افضل ام الحورالعین قال نساء الدنیا افضل من الحورالعین کفضل الظھارۃ علی البطانۃ قلت یارسول اللہ وبم ذلک قال بصلاتھن وصیامھن وعبادتھن البس اللہ وجوھھن النور واجسادھن الحریر بیض الوجوہ خضر الثیاب(روح المعانی ج۲۷ص۱۲۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ دنیا کی مسلمان عورتیں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ارشادفرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ مسلمان عورتیں جنت میں حوروں سے افضل ہوں گی جیسا کہ اوپر کا کپڑا اینچے کے استر سے افضل ہوتا ہے۔عرض کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ کس سبب سے ایسا ہوگا؟(یعنی کس وجہ سے دنیا کی بیویوں کا حسن جنت کی حوروں سے بھی بڑھ کر ہوگا؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ان مسلمان عورتوں کے نماز اور روزے اور عبادات کے سبب ان کے چہروں پر حق تعالی خاص نور کا لباس ڈال دیں گے اور ان کے جسم کوریشم کالباس جوسبز رنگ کا ہوگا پہنادیا جاوے گا اور روشن چہرے ہوں گے اور ان کا یہ ترانہ ہوگا۔**(الا نحن الخالدات، فلانموت ابداً،الا ونحن الناعمات فلانبأس ابدا،،طوبی لمن کناله،وکان لنا)** **ترجمہ:** خبردار!ہم ہمیشہ مع اپنے کمال حسن کے جنت میں رہیں گی اور کبھی ہم کو موت نہ آوے گی اور ہم ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گی کبھی تنگدستی نہ آوے گی اور مبارک ہے وہ جنتی جس کے لئے ہم

منتخب ہیں اور وہ ہمارے لئے ہے۔ (کشکول معرفت)

ایک جنتی کے نکاح میں کتنی حوریں ہوں گی؟

قال رسول الله ﷺ ان الرجل من اهل الجنة ليتزوج خمسمائة حوراء واربعة آلاف بكر وثمانية آلاف ثيب يعانق كل واحد منهن مقدار عمره فى الدنيا (كتاب الزواجر الجزء الثانى ص۴۳۳ هذا حديث صحيح رواه البيهقى)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا؛ کہ ایک جنتی کو پانچ سو حوریں ملیں گی اور چار ہزار کنواریاں اس کے علاوہ، اور آٹھ ہزار بیوہ (دنیا کی عورتوں میں سے) وہ جنتی ان تمام عورتوں سے ہر ایک کے ساتھ معانقہ (صحبت) اتنی دیر تک کرے گا جتنی اس کی عمر کی مقدار بنی دنیا میں۔ یعنی اگر چالیس سال بنی تو چالیس سال ایک بیوی پر لگائے گا (یہ صحیح حدیث ہے، بیہقی کی روایت ہے۔ زواجر، ج ۲، ص ۴۳۳)

ایک جنتی کو سو مردوں کی طاقت دی جائے گی

قال رسول الله ﷺ ان احدهم ليعطى قوة مائة رجل فى الاكل والشرب والجماع (هذا الحديث صحيح زواجر الجزء الثانى ص۴۳۲)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک جنتی کو سو مردوں کی طاقت دی جائے گی، کھانے پینے اور جماع کرنے میں، (یہ حدیث صحیح ہے کتاب الزواجر، ج، ۲، ص، ۴۳۲)

ادنیٰ جنتی کی جنت

مسلم شریف کی روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پوچھا کہ ادنی اجنتی کا کیا درجہ ہوگا؟ فرمایا کہ جب (تمام) اہل جنت جنت میں جا چکیں گے تو اس (ادنی جنتی) کو کہا جائے گا کہ جا جنت میں داخل ہوجا، وہ کہے گا کہ پروردگار سب لوگ اپنے اپنے درجوں میں پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے حصے لے چکے ہیں، تو اسے جواب میں کہا جائے گا کہ کیا تو دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ جتنا لینے پر راضی ہے، کہے گا ہاں میں راضی ہوں، تو اللہ تعالی فرمائے گا ہوگیا تیرے لئے وہ کچھ جو دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لئے ہوتا ہے اور اتنا اور اتنا اور اتنا، پھر وہ پانچویں مرتبہ میں کہے گا اے پروردگار میں راضی ہوں تو پروردگار فرمائے گا یہ بھی تیرے لئے ہے اور اس کا دس گنا اور تیرے لئے اور جو تیرا جی چاہے اور تیری آنکھ لذت محسوس کرے وہ بھی تیرے لئے ہے، پس بندہ کہے گا کہ اے پروردگار میں راضی وخوش ہوں (الحدیث زواجر، ج ۲،ص،۷۲۴)

جنتی کے لئے دور وقریب برابر ہوگا

①وفی البیہقی قال رسول اللہ ﷺ ان ادنی اھل الجنۃ منزلۃ لینظر فی ملکہ الف سنۃ فیری اقصاہ کمایری ادناہ ینظر الی ازواجہ وخدمہ (زواجر ج۲ص۴۲۷)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ ادنیٰ جنتی کا درجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے ملک وبادشاہت میں ایک ہزار سال کی مسافت تک دیکھ سکے گا جس طرح

اپنی قریبی جگہ کو دیکھے گا اور اپنی بیوی اور خدام کو بھی دیکھے گا(رواہ البیھقی،،زواجر،ج،۲،ص،۷۲۴)

۲ عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ فی قولہ وذللت قطوفھا تذلیلاً قال ان اھل الجنۃ یأکلون من ثمار الجنۃ قیاماً وقعوداً ومضطجعین(رواہ البیھقی)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد(**وذللت قطوفھا تذلیلاً**)**ترجمہ:** اور پست کرر کھے ہیں اس کے گچھے لٹکا کر۔،،کی تفسیر میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا؛اہل جنت،جنت کے پھلوں کے کو کھڑے،بیٹھے اور تکیے لگائے کھائیں گے(بیہقی)

جنت کے خادم اور غلام

قال اللہ تعالی ویطوف علیھم ولدان مخلدون اذا رایتھم حسبتھم لئولئو منثورا(الدھر)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا۔کہ(شراب کے پیالے اور دیگر جنت کی نعمتیں لیکر)ایسے لڑکے آمد ورفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے(اور وہ اس قدر حسین ہوں گے کہ)اے مخاطب اگر تو ان کو(چلتے پھرتے)دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں(سورہ دہر،آیت،۱۹)

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔**ویطوف علیھم غلمان لھم کانھم لؤلؤ مکنون(طور)** اور پھرتے ہیں ان کے پاس چھوکرے ان کے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر۔(طور آیت ۲۴)

فائدہ یعنی جیسے موتی اپنے غلاف کے اند بالکل صاف وشفاف رہتا ہے،گرد

وغبار کچھ نہیں پہنچتا۔تو یہی حال ان کی (ان لڑکوں کا بھی ہوگا جو جنتیوں کی خدمت کے لئے مقرر رہیں) صفائی و پاکیزگی میں ہوگا (ملخص از تفسیر عثمانی)

واخرج ابن ابی الدنیا والطبرانی بسند رواته ثقات قال قال رسول الله ﷺ ان اسفل اهل الجنة اجمعین درجة لمن یقوم علی راسه عشرة آلاف خادم (المظهری الجزء التاسع ص ۱۵۹ والزواجر الجزء الثانی ص۴۲۸)

ترجمہ: اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے نیز طبرانی میں بھی ثقہ راویوں سے مروی ہے؛ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادنی جنتی کا درجہ یہ ہوگا کہ اس کے سرہانے (ہروقت خدمت کے لئے) دس ہزار خادم رہیں گے (مظہری،، زواجر، ج ۲، ص، ۴۲۸)

دوستوں کی ملاقات کے لئے جنت الگ ہوگی اور حوروں کے لئے الگ

ایک زمانہ تھا احقر سوچا کرتا تھا کہ جنت میں جب کسی سے ملنا ہوگا اور وہ جنتی وہاں اپنی حوروں کے ساتھ مشغول ہوگا تو ملاقات میں تاخیر ہوگی، لیکن تفسیر روح المعانی میں دیکھا کہ ہر جنتی کو دو جنت ملیں گی۔ دوستوں کی ملاقات کی جنت الگ ہوگی اور حوروں کے ساتھ رہنے کی جنت الگ ہوگی۔ تفسیر روح المعانی ملاحظہ ہو۔

ولمن خاف مقام ربه جنتٰن فقیل احداهما منزله ومحل زیارة احبابه له والاخری منزل ازواجه وخدمه

ایک جنت اپنے رہنے کے لئے اور اپنے دوستوں کی ملاقات کے لئے ہوگی، اور

ایک جنت اس کی بیویوں اور خادموں کے لئے ہوگی (کشکول معرفت، ص،۱۱۶)

اہلِ جنت کے لئے حوضِ کوثر کا پانی

❶عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنہما قال قال رسول الله ﷺ (حوضی مسیرة شہر ماؤہ ابیض من اللبن وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من شرب منہ لایظمأ ابداً)(رواہ البخاری ومسلم الترغیب والترہیب)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے حوض کی مسافت ایک مہینہ کی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حوض کوثر مجھے عطا فرمایا، وہ اس قدر طویل وعریض ہے، کہ اس کی ایک جانب سے دوسری جانب تک ایک مہینہ کی مسافت ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستارے جیسے حسین اور چمکدار ہیں، اور ان کی کثرت کی وجہ سے جس طرح انہیں گنا نہیں جاسکتا، اسی طرح میرے حوض کے کوزے بھی بے شمار (اور حسین چمکدار ہیں) جو اس کا پانی پیئے گا، وہ کبھی پیاس میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم، الترغیب والترہیب)

❷وعن ابن عمر رضی الله عنہما ان رسول الله ﷺ قال (حوضی کما بین عدن وعمان ابرد من الثلج وأحلیٰ من العسل واطیب ریحاً من المِسک أکوابہ مثل نجوم السماء من شرب منہ شربۃً لم یظأ بعدھا أبداً اول الناس علیہ وُرُوداً صعالیک المھاجرین) قال قائل من ھم یارسول الله قال الشعِثۃ

رؤوسھم الشحِبۃ وجوھھم الدنِسۃ ثیابھم لاتفتح لھم السدَدولاینکحون المنعمات الذین یعطون کل الذی علیھم ولایأخذون کل الذی لھم)(رواہ احمدالترغیب والترھیب)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا؛ میرے حوض کی مسافت (اتنی ہے کہ)عدن اور عمان کے درمیان۔وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہےاورشہد سے زیادہ میٹھا ہےاورمشک سے زیادہ خوشبودار ہے،اس کےگلاس آسمان کے ستاروں کی طرح (بے شمار)ہیں (اس کی یہ صفت ہے کہ) جواس میں سے ایک دفعہ پی لے گا،اس کے بعد کبھی پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی،اس حوض پرسب لوگوں سے پہلے پہنچنے والےفقراءمہاجرین ہونگے،ایک شخص نے عرض کیاوہ کون ہیں؟ ارشادفرمایا پریشان وپراگندہ سروں والے،ان کے چہرے کارنگ بدلا ہوا میلے کچیلے کپڑوں والے،جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے (یعنی جن کوخوش آمدیدنہیں کہاجاتا) جن کانکاح خوش عیش وخوش حال عورتوں سےنہیں ہوسکتا۔ جوان کے ذمہ حقوق ہیں وہ سب اداکرتے ہیں اور جوان کے حقوق ہیں وہ سب نہیں لیتے۔(احمد،الترغیب ولترھیب،البشیر والنذیر)

جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار باری تعالی ہے۔

(۱) وعن صھیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ عز وجل تریدون شیئا ازیدکم فیقولون ألم تبیض وجوھنا ألم تدخلنا الجنۃ وتنجینا من النارقال فیکشف الحجاب فمااعطوا شیئا احب الیھم من

النظر الی ربھم ثم تلا ھٰذا الآیۃ(للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ(یونس رواہ مسلم والترمذی)

ترجمہ: حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا؛ جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرمائے گا، کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک چیز مزید عطا کروں (تم کو جو کچھ اب تک عطا ہوا اس پر مزید اور اس سے سوا ایک خاص چیز عنایت کروں) وہ بندے عرض کریں گے آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے اور دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کیا (اب اس کے آگے اور کیا چیز ہوسکتی ہے جس کی ہم خواہش کریں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان بندوں کے اس جواب کے بعد یکا یک حجاب اٹھ جائے گا (یعنی ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھادیا جائے گا وہ روئے حق اور جمال الٰہی کو بے پردہ دیکھیں گے) ان کا حال یہ ہوگا (اور وہ محسوس کریں گے) کہ جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا اس سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ان کے لئے یہی دیدار کی نعمت ہے۔یہ بیان فرماکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ) ترجمہ؛ جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھی بندگی والی زندگی گزاری ان کے لئے اچھی جگہ ہے (یعنی جنت ومافیہا) اور اس پر مزید ایک نعمت (دیدار حق)۔،، (مسلم، ترمذی، نسائی، البشیر والنذیر، الترغیب والترہیب)

❷ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ ای فی ذلک الیوم ینقسم الناس الی فریقین ابرار وفجار فأما وجوہ الابرار فتکون مشرقۃ مضیئۃ حسنۃ بھیۃ من بشاشۃ السرور واثر النعیم تنظر الی جلال ربھا وتستمتع برؤیۃ وجہ ربھا الکریم دون

حاجز ولاحجاب وھذا اعظم نعیم اھل الجنۃ رؤیۃ الخالق جل وعلا فی جنات النعیم وفی الصحیحین (انکم سترون ربکم عیانا کماترون القمر لیلۃ البدر) وفی صحیح المسلم (فیکشف الحجاب فمااعطوا شیئا احب الیھم من النظر الی ربھم جل وعلا وھی زیادۃ ثم تلا (للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ) قال الحسن البصری (ناضرۃ ای حسنۃ مسرورۃ وحق لھا ان تنظر وھی الی جمال ربھا تنظر (التفسیر الواضح المیسر ص۱۴۹۸)

ترجمہ: قیامت کے دن لوگ دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ نیکوکار اور بدکار۔ نیکوکاروں کے چہرے بشاشت اور جنت کی نعمتوں کے اثر سے روشن، چمکدار، خوبصورت اور بارونق ہوں گے، اپنے پروردگار کے جلال کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اور بغیر کسی آڑ اور پردے کے اپنے کریم پروردگا کے چہرے کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے۔ جنت میں باری تعالی کا دیدار جنتیوں کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ صحیحین میں ہے کہ تم عنقریب اپنے پروردگار کو صاف صاف، کھلم کھلا دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ مسلم شریف کی روایت میں۔ حجاب ہٹا دیئے جائیں گے، پس نہیں دیئے گئے جنتی کوئی چیز جو انہیں دیدار باری تعالی سے محبوب ہو، اس کو اس آیت ؛**للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ**؛ میں زیادہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی احسان کرنے والوں کو جنت بھی ملے گی اور دیدار الہی بھی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ ناضرۃ کا مطلب خوبصورت، خوش وخرم ہے۔ وہ چہرے جو اپنے پروردگار کا دیدار کر رہے ہوں گے انہیں تروتازگی ہی زیب دیتی ہے۔ (التفسیر الوضح المیسر ص۴۹۸)

سب سے اعلیٰ جنتی کو روزانہ دومرتبہ دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

قال رسول الله ﷺ ان افضل اهل الجنة منزلة من ينظر الى وجه الله تبارک وتعالى كل يوم مرتين (رواه ابن ابى الدنيا الجزء الثانى ص۴۳۹)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ سب سے اعلی وافضل جنتی وہ ہوں گے جو اللہ جل شانہ کی طرف ہر روز دومرتبہ دیکھیں گے (اس سے زیادہ کسی کو زیارت نصیب نہیں ہوگی) (ابن ابی الدنیا، ج، ۲، ص، ۴۳۹، بحوالہ، جنت کے دلکش نظارے اور جہنم کی دہکتے انگارے)

تفسیر عثمانی میں (**وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة**) کے حاشیہ میں علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ مؤمنین کے چہرے اس روز تر وتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں محبوب حقیقی کے دیدار مبارک سے روشن ہونگی۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے یقینی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالی کا دیدار ہوگا۔ گمراہ لوگ اس کے منکر ہیں کیونکہ یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں۔ اے اللہ تعالی ہمیں اس نعمت سے محروم نہ فرما، جس سے بڑی کوئی نعمت نہیں (تفسیر عثمانی، ج ۲، ص، ۷۵۹)

جنت میں دائمی رضامندی اور خوشنودی کا تحفہ

وعن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان الله عز وجل يقول لأهل الجنة يا اهل الجنة فيقولون لبيک ربنا وسعديک والخير فى يديک فيقول هل رضيتم فيقولون ومالنا لا نرضىٰ يا ربنا وقد اعطيتنا مالم تعط احداً

من خلقک فیقول الا اعطیکم افضل من ذالک فیقولون وای شیئ افضل من ذٰلک فیقول احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعدہ ابداً (رواہ البخاری ومسلم والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: (جنتی جب جنت میں پہنچ جائیں گے اور وہاں کی نعمتیں ان کو عطا ہو جائیں گی) اللہ عزوجل اہل جنت کو مخاطب کر کے فرمائیں گے کہ اے اہل جنت؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ آپ کی بارگاہِ قدوس میں ہم حاضر ہیں، اور ساری خیر و بھلائی آپ کے ہی قبضہ میں ہے۔ (جس کو چاہیں عطا فرمائیں یا عطا نہ فرمائیں) پھر اللہ تعالیٰ ان بندوں سے فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ (یعنی جنت اور جو نعمت تم کو جنت میں دی گئی ہے تم اس پر راضی ہو؟) یہ جنتی عرض کریں گے اے پروردگار، جب آپ نے ہمیں یہاں سب کچھ نصیب فرمایا ہے جو اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیا تھا (یعنی آپ کی بخشش اور آپ کے کرم سے جب یہاں ہمیں وہ نعمتیں اور راحتیں اور وہ لذاتیں نصیب ہیں جو دنیا میں کسی بڑے سے بڑے کو بھی نصیب نہیں تھی) تو ہم کیوں راضی اور خوش نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں اس سب سے اعلیٰ و افضل ایک چیز اور دوں؟ وہ جنتی عرض کریں گے کہ وہ کیا چیز ہے جو اس جنت اور اس کی نعمتوں سے بھی افضل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم کو اپنی دائمی و ابدی رضامندی اور خوشنودی کا تحفہ دیتا ہوں اس کے بعد اب کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔،، (بخاری، مسلم، ترمذی)

جنت کی ایک خاص بہار

روایات میں ہے کہ لوگوں کو ان کے بقدرِ اعمال دیدار الٰہی نصیب ہوگا کسی کو دن میں دو مرتبہ کسی کو ایک مرتبہ کسی کو ہفتے میں، مہینے میں وغیرہ ذلک۔ یعنی جتنے لوگ زیادہ متبع سنت وشریعت اور گناہوں سے بچنے والے نیک، صالح اعمال کرنے والے ہوں گے اسی بقدر دیدار الٰہی جیسی عظیم نعمت سے بھی زیادہ سے زیادہ مشرف ہوں گے۔

روح المعانی میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، اپنا کلام خود سنائیں گے:

ان اهل الجنة يدخلون على الجبار كل يوم مرتين فيقرء عليهم القرآن

اہل جنت ہر روز دو مرتبہ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ جلالت شان میں حاضر ہوں گے اور حق تعالیٰ شانہ اپنا کلام خود تلاوت فرمائیں گے اور اہل جنت موتی، یاقوت، زمرد کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور جنت کی کسی نعمت میں ایسا لطف محسوس نہ کریں گے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ، کی تلاوت سے محسوس کریں گے۔ گویا کہ بزبان کہہ اٹھیں گے ۔جی اٹھے مردے تیری آواز سے۔ اور ملیک مقتدر کے پاس بیٹھے ہوں گے (روح المعانی، پارہ:۲۷ صفحہ:۹۲)۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو یہ نعمت نصیب فرمائیں کہ بار بار دیدار الٰہی ہو۔ آمین۔

جنت میں حسن کا بازار

وروی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان فی الجنة لسُوقاً مافیها شراء ولابیع الاالصور من الرجال والنساء فاذا شتهی الرجل صورةً دخل فیها)رواه

ابن ابی الدنیا والترمذی وتقدم فی عقوق الوالدین حدیث جابر عن رسول الله ﷺ وفیہ وان فی الجنۃ لسوقاً ما یباع فیھا ولا یشتری لیس فیھا الا الصور فمن احب صورۃً من رجل أو أمرأۃ دخل فیھا (رواہ الطبرانی الترغیب والترہیب)

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہوتی، اس میں صورتوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو کوئی صورت عورت یا مرد کی پسند کرے گا وہ اسی صورت میں آجائے گا۔ (طبرانی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس بازار میں خوبصورت سے خوبصورت شکل وصورت ملا کرے گی جو جس شکل وصورت کو دیکھ کر اس جیسا بننے کی دل میں خواہش کرے گا بس اسی شکل وصورت میں ہو جائے گا۔

عن انس بن مالک رضی الله عنہ ان رسول الله ﷺ قال ان فی الجنۃ لسوقاً یأتونھا کل جمعۃ فتھب ریح الشمال فتحثو فی وجوھھم وثیابھم فیزدادون حسناً وجمالاً فیرجعون الیٰ اھلیھم وقد ازدادوا حسناً وجمالاً فتقول لھم اھلوھم والله لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً فیقولون وانتم والله لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً (رواہ مسلم مشکوٰۃ الترغیب)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہے ہر ہفتہ اہل جنت وہاں جمع ہوا کریں گے وہاں شمالی ہوا جیسی مزے دار ہوا چلے گی جو چہرے اور کپڑوں پر پڑے گی جس سے اہل جنت کا حسن وجمال بہت بڑھ

جائے گا۔ جب وہ بازار سے گھر والوں کی طرف واپس جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ اللہ کی قسم تمہارا حسن و جمال پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے اور یہ بھی گھر والوں سے کہیں گے کہ تمہارا بھی حسن و جمال بڑھ گیا ہے (اس ہوا کی وجہ سے) (مسلم، مشکوٰۃ)

مشکوۃ ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کہ بے شک جنت میں ایک ایسا بازار ہے کہ اس میں خرید وفروخت کی بجائے شکلیں ملتی ہیں۔ پس جب جنتی مرد (عورت) جو شکل وصورت بنانا چاہے گا تو وہ بنا سکے گا (ترمذی، مشکوٰۃ)

خواتین کے ایک سوال کا جواب

بعض خواتین کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جنت میں مردوں کے لئے مختلف قسم کی انعامات کا ذکر ہے تو ہمارے لئے کیا ہے؟

اس کا سوال یہ ہے کہ سوائے حوروں کے باقی تمام تر انعامات میں مرد وعورت برابر ہیں۔ چونکہ دنیا میں عورت کے مقابلے میں مرد کو کئی اعتبار سے فوقیت حاصل رہی ہے۔ مثلا،، دنیا میں نبی صرف مردوں میں آئے ہیں نہ کہ عورتوں میں، دوم مرد عورت کے مقابلے میں عقلی اعتبار سے کامل ہوتے ہیں جبکہ عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں، سوم جسم کے اعتبار سے بھی عورت مرد کی نست کمزور ہوتی ہے۔ چہارم: دنیا میں مرد کے لئے چار تک نکاح کی اجازت ہے۔ جبکہ عورت ایک ہی مرد سے نکاح کرسکتی ہے (وگرنہ دنیا میں نسل واولاد میں جھگڑا رہے گا کہ ایک کہے گا یہ اولاد میری ہے دوسرا کہے گا کہ میری ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کی فطرت ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ

وہ گھر باروا ولاد، محبت کرنے والا شوہر ہوتو بس خوش رہتی ہے۔

❶ جنت میں دنیا کی بیویوں کا حسن وجمال حوروں سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

❷ اسی طرح سب سے زیادہ اعزاز بھی دنیا کی بیویوں کو ملے گا۔

❸ جنت کی حوریں بھی دنیا کی بیویوں پر رشک کریں گی کہ کاش اتنا اعزاز واکرام آج ہمیں ملتا جو دنیا کی بیویوں کو مل رہا ہے۔

❹ جنت میں عورت کو جو نعمتیں ملیں گی، مثلاً جہنم سے نجات، جنت میں ہر قسم کی انعامات بلکہ دل چاہی چاہت پوری ہوگی اور دیدار الٰہی بھی ہوگا۔تو عورت کے دل میں اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کی طرف خواہش ہی پیدا نہیں ہوگی کہ جس طرح مردوں کو کئی حوریں مل رہی ہیں۔

❺ دنیا کی بیویوں کی خدمت کے لئے سینکڑوں خوبصورت لڑکے مثل موتیوں کے ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہیں گے۔

❻ ہمیشہ کے لئے دائمی جنت کی زندگی بمع دیدار الٰہی نصیب ہوگی۔

❼ جنت میں فضول اور بے کار قسم کے خیالات ہی دل میں پیدا نہیں ہوں گے۔

❼ دنیا کی بیویاں جنت میں اپنی سہیلیوں اور رشتہ داروں سے ملاقات میں خوش وخرم رہیں گی۔

❾ ایک عورت پر دنیا میں اس کا شوہر ظلم وزیادتی کرتا تھا اب جنت میں اول تو بغض، حسد، کینہ ہی نہیں ہوگا۔پھر بھی اگر اس عورت کا اس کے ساتھ دل نہیں کرتا۔تو ارشاد خداوندی۔(وفیھا ماتشتھیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا خٰلدون (زخرف) اور اس (جنت) میں ہوگا وہ (کچھ) جو چاہیں گے ان کے نفس، اور لذت اندوز ہوں (ان سے انکی) آنکھیں اور تم ہمیشہ اس جنت میں

رہیں گے۔ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ۔۔اور تمہارے لئے اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کا تمہارا دل چاہے۔) کے مطابق غیر شادی شدا فوت ہونے والے شہداء، صلحاء میں سے کوئی اس عورت کا جی چاہے خاوند مل جائے گا۔

۱۰ جنت میں ہر وہ نعمت عورت کو ملے گی جس کا دل کرے گا۔ دنیا میں ان کے نیک اعمال پر ان کو اللہ رب العزت کی طرف سے رضا مندی اور خوشنودی کا تحفہ دیا جائے گا۔ دیدارِ الٰہی جیسی نعمت سے مشرف ہو کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ نہ موت آئے گی، نہ کوئی تکلیف و پریشانی دیکھے گی بلکہ ہمیشہ دائمی زندگی کمالِ جوانی کے ساتھ نصیب ہوگی۔ اور یہ جنت کی عورتیں اس کے خاوند کو ملنے والی حوروں کی سردار ہوں گی جس پر دوسری حوریں رشک کریں گی ۔خدمت کے لئے خوبصورت مثل موتیوں کے نوجوان لڑکے ہوں گے۔ دنیا کی طرح کوئی بیماری نہیں ہوگی۔ ہمیشہ پاک ناز نخرے سے رہنے کی زندگی نصیب ہوگی۔

جنت کی زندگی ہمیشہ پرسکون زندگی ہوگی

عن ابی سعید الخدری وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ ینادی منادان لکم ان تصحوا فلا تسقموا ابداً وان لکم ان تحیوا فلا تموتوا ابداً وان لکم ان تشبوا فلا تہرموا ابداً وان لکم ان تنعموا فلا تبأسوا ابداً وذالک قول اللہ عز وجل (نودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون)(اعراف رواہ مسلم وترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں

گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا جنت میں جنتیوں کو مخاطب کر کے پکارے گا کہ یہاں صحت ہی تمہارا حق ہے اور تندرستی ہی تمہارے لئے مقدر ہے۔اس لئے تم کبھی بیمار نہ پڑو گے، اور یہاں تمہارے لئے زندگی اور حیات ہی ہے اس لئے تمہیں موت کبھی نہ آئے گی، اور تمہارے واسطے جوانی اور شباب ہی ہے، اس لئے اب تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، اور تمہارے واسطے یہاں چین اور عیش ہی ہے۔اس لئے اب کبھی تمہیں کوئی تنگی اور تکلیف نہ ہوگی، اور یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛ جس کا ترجمہ یہ ہے؛،، اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے اور وارث ہوئے تم اس کے اپنے اعمال کے بدلے میں۔،، (مسلم وترمذی)

مختصر الفاظ میں جنت کی ایک جھلک

ارشاد باری تعالی ہے۔

یٰعباد لاخوف علیکم الیوم ولاانتم تحزنون الذین آمنوا باٰتنا وکانوا مسلمین ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون یطاف علیھم بصحاف من ذھب واکواب وفیھا ماتشتھیہ الأنفس وتلذ الأعین وانتم فیھا خالدون وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بماکنتم تعملون (زخرف)

ترجمہ: اے میرے بندو نہیں ہے آج تم پر کوئی خوف، اور نہ ہی تم غمگین ہوں گے۔وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری باتوں پر اور رہے وہ فرماں بردار۔ (کہا جائے گا ان سے کہ) تم داخل ہوجاؤ جنت (خود) اور تمہاری بیویاں۔ (اور اس جنت میں) تم خوش کیے جاؤ گے (انعام واکرام سے) لیئے پھریں گے ان کے پاس رکابیاں سونے کی اور آبخوروں کا اور اس (جنت) میں

ہوگا وہ (کچھ) جو چاہیں گے ان کے نفس، اور لذت اندوز ہوں (ان سے انکی) آنکھیں، اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے، اور یہ وہ جنت ہے کہ تم وارث بنائے گئے ہو اس کے بہ سبب اس کے تم جو (دنیا میں) نیک اعمال کرتے تھے۔ دوسری جگہ فرمایا؛

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروبالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیائکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون نزلا من غفور رحیم (السجدۃ)

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ، اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے دوست دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے وہاں جو چاہے جی تمہارا، اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو، مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔،،

جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی۔ یعنی جس چیز کی خواہش ورغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کروگے سب ملے گا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ یعنی سمجھ لو؛ وہ غفور رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت وتوقیر ہے کہ بندہ ضعیف اللہ رب العزت کا مہمان ہو۔ جنت کی نعمتیں، غلمان۔ یعنی خدمت پر مامور موتیوں کی طرح جوان لڑکے جام شراب بھر بھر کر جنتیوں کو پلائیں گے۔ اور پھر جنت کی سب سے اعلی چیز جس سے آنکھیں آرام پائیں گی وہ دیدار الہی ہے حق سبحانہ وتعالی کا۔ اللہ تعالی ہم سب کو اپنے فضل سے نصیب فرمائیں،، آمین۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ کامل ایمان والوں کی روح نرمی اور سہولت سے نکلے گی ، اور قبر کے عذاب سے نجات پائیں گے، پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جنت میں انسان کی ہر خواہش پوری کردی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر ہوا میں کوئی پرندہ اڑ رہا ہو۔اور جنتی کے دل میں یہ خیال آجائے کہ کاش یہ پرندہ کباب بن کر میرے سامنے حاضر ہو۔تو اسی وقت کباب بن کر اس کے سامنے دستر خوان لگ جائے گا اور یہ حوروں کے ساتھ اس کباب کو کھائے گا ۔اور وہ پرندہ دوبارہ اڑ کر چلا جائے گا۔اب اس جنتی کے لئے جس نے دنیا میں اپنے رب کو راضی کیا ہوگا۔جنت میں دو جنتیں ملیں گی۔ایک دوستوں سے ملاقات کے لئے اور ایک حوروں سے ملکر دائمی نعمتوں بھری زندگی گزارنے کے لئے ۔منتہاء نظر تک جنت ہوگی ، بلکہ اس سے بھی بڑی ۔گنجان باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاریں ہوں گی۔شراب کی نہر الگ۔پئے گا مگر نشہ نہیں آئے گا۔پانی کی الگ۔دودھ کی الگ۔شہد کی الگ۔اس کے علاوہ سینکڑوں ایسے مشروبات بھی پینے کو ملیں گے کہ جن کے بارے میں ہم نے کوئی تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔اور پھر ان کا مزہ جن کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔کھانے کے لئے دل چاہے سینکڑوں مختلف قسم کے میوے ۔پھل ،غذائیں ملیں گے اور ایک آدمی منوں من کھائے گا اور مزہ بڑھتا جائے گا۔پیشاب پاخانہ نہیں آئے گا بلکہ ایک خوشبودار ڈکار آئے گی۔جس سے وہ منوں من کھایا ہوا کھانا ہضم ہوجائے گا۔جس چیز کو کھانے کا دل کرے تو تکلیف اور مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ فوراً وہ چیز کھانے کے لئے حاضر ہوگی ۔ یہاں تک کہ اگر کسی میوے کو مثلاً انار، انگور وغیرہ جنت کے باغات میں دیکھ کر کھانے کا دل کرے تو ہاتھ بڑھانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ وہ خود آپ کے قریب ہوگا آپ

توڑ کر کھائیں گے۔جنت کی نعمتیں بالا از تصور ہوں گی۔

قال اللہ تعالی واذا رأیت ثم رأیت نعیما و ملکا کبیرا (الدھر)

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اور جب تو دیکھے گا جنت میں تو بہت بڑی راحت و بادشاہت دیکھے گا۔حدیث پاک میں اپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالی عز وجل اعددت لعبادی الصلحین مالا عین رءت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرءو ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرة اعین (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا؛ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اسکا خیال آیا ہے،، اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھ لو کہ پس کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ جنتیوں کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا رکھا ہے (بخاری، مسلم) رہنے کے لئے یاقوت زمرد، مرجان اوسونے، چاندی سے تیار شدہ عالیشان محلات ہوں گے۔آرام کے لئے اعلی قسم کے نرم بچھونے تختوں پر ہوں گے۔ غلمان ۔یعنی خوبصورت جوان لڑکے ہر وقت حاضر خدمت رہیں گے۔دور قریب برابر دکھائی دیکھے گا۔مردوں کو سینکڑوں حوریں ملیں گی۔اگر وہ کڑوے سمندر میں تھوک دے تو سمندر میٹھا ہو جائے۔اور اگر ایک انگلی زمین کی طرف کر دے تو اس کی روشنی سے زمین و آسمان روشن ہو جائے بلکہ سورج بھی ماند پڑ جائے۔اور اتنی خوبصورت کہ رنگ برنگ ستر جوڑے ہر حور پہنے ہوئے ہوگی تو ستر جوڑوں کے اندر اس کا جسم نظر آئے گا اور جسم کے اندر دل تک نظر آئے گا

کہ اسے اپنے خاوند سے کتنی محبت ہے۔ دنیا کی بیویوں کا حسن وجمال جنت کی حوروں سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ اوران کوایک زبردست اعزاز ومقام ومرتبہ حاصل ہوگا جس پر حوریں بھی رشک کریں گی۔ نغمہ سننے کو ملے گا۔ بلکہ اللہ تعالی خود کلام پاک سنائیں گے۔ جماع کے لئے سو مردوں کی طاقت ملے گی۔ کمزوری ہر گزنہیں ہوگی۔ جماع کے بعد نہانے اور غسل کی ضرورت نہیں۔ جنت میں حسن کا بازار لگے گا۔ جو شخص جس خوبصورت شکل وصورت کو دیکھے اور دل میں خیال پیدا ہو کہ میری شکل وصورت اس طرح ہوتو فوراً اسی طرح ہوجائے گی۔ آگے جا کر اس سے بھی اچھی، خوبصورت شکل وصورت کو دیکھے گا تو اس جیسا بننے کی دل میں خواہش پیدا ہوگی۔ تو بس اسی طرح ہوجائے گا۔ جنت میں قدوقامت ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام جیسا ہوگا۔ اور عمر حضرت عیسی علیہ السلام جتنی ہوگی۔ آواز حضرت داؤد علیہ السلام کی عطا کی جائے گی۔ حسن حضرت یوسف علیہ السلام جیسا عطا کیا جائے گا۔ اور اخلاق حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کیے جائیں گے۔ جنت میں نہ کمانے کی فکر، نہ بیماری کی، نہ گرمی، سردی کی، نہ پیشاپ پاخانے کی، نہ ہی موت آئے گی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ابدالاباد دائمی زندگی ہوگی۔

ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا وکواعب اترابا وکاسا دھاقالایسمعون فیھا لغوا ولاکذابا جزاء من ربک عطاء حسابا(سورۃ نباء)

بے شک (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لئے (اس جنت میں پوری) کامیابی ہے، باغات ہوں گے انگور کے اور نوجوان لڑکیاں ہوں گی ہم عمر، اور پیالے

چھلکتے ہوئے، نہ سنیں گے وہ اس جنت میں بک بک اور نہ جھوٹ، یہ بدلہ ہے تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے۔

فائدہ ازتفسیر عثمانی۔ یعنی متقین کے لئے نوخیز عورتیں جن کی جوانی پورے ابھار پر ہوگی اور سب ایک ہی سن وسال کی ہوں گی۔اور جنت میں بیہودہ بکواس یا جھوٹ فریب کچھ نہ ہوگا، نہ کوئی کسی سے جھگڑا کرے گا، کہ جھوٹ بولنے اور مکر کرنے کی ضرورت پیش آئے۔اوران کے نیک اعمال کے ذرے ذرے کا بدلہ ملے گا۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جنت کی تمام نعمتیں نصیب فرمائیں۔آمین۔

آج پل صراط پر موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا۔

❶ قال النبی ﷺ فاذا ادخل اللہ اھل الجنۃ الجنۃ و اھل النار النار قال اُتی بالموت فیوقف علی السور الذی بین اھل الجنۃ واھل النارَ ثم یقال یااھل الجنۃ فیطلعون خائفین یقال یااھل النار فیطلعون مستبشرین یرجون الشفاعۃ فیقال لاھل الجنۃ واھل النار ھل تعرفون ھذا فیقولون ھؤلآء وھؤلاء قدعرفناہ وھو الموت الذی وکل بنا فیضجع فیذبح علی السور الذی بین الجنۃ والنار ثم یقال یااھل الجنۃ خلود لاموت ویااھل النار خلود لاموت (ترمذی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جب اللہ پاک جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل فرمادیں گے تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا، پھر موت کو اس دیوار پر کھڑا کر دیا جائے گا جو جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ہے۔پھر جنت والوں کو بلایا جائے گا تو وہ لوگ ڈرتے ہوئے دیکھیں گے۔پھر

دوزخیوں کو پکارا جائے گا تو وہ خوش ہو کر دیکھیں گے کہ شاید شفاعت ہو۔ لیکن ان سب سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم لوگ اسے جانتے ہو۔ وہ کہیں گے، جی ہاں ہم نے اس کو پہچان لیا یہ موت ہے جو ہم پر مسلط تھی۔ چنانچہ اسے (بکری کی شکل میں) لٹایا جائے گا اور اسی دیوار پر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے جنت والو۔ اب تم ہمیشہ جنت میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی اور اے دوزخ والو تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی (ترمذی)

۲ وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ (یؤتی بالموت یوم القیمۃ کأنہ کبش املح فیوقف بین الجنۃ والنار ثم ینادی منادیا اہل الجنۃ! فیقولون لبیک ربنا قال فیقال ہل تعرفون ھٰذا فیقولون نعم ربنا ھٰذا الموت ثم ینادی منادیا اہل النار فیقولون لبیک ربنا قال فیقال لہم ہل تعرفون ھٰذا فیقولون نعم ربنا ھٰذا الموت فیذبح کما تذبح الشاۃ فیأ من ھٰؤلاء رجاء ھٰؤلاء (رواہ ابو یعلی والطبرانی والبزار)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا گویا کہ وہ کالے سفید رنگ کا ملا جلا مینڈھا ہو۔ اور اس کو جنت ودوزخ کے درمیان لاکر کھڑا کر دیا جائے گا پھر ایک منادی آواز دے گا اے اہلِ جنت: وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب، ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں، پھر کہا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی! ہمارے رب یہ موت ہے پھر ایک منادی پکارے گا اے دوزخیو، وہ

کہیں گے اے ہمارے رب ، ہم حاضر ہیں، ان سے کہا جائے گا کیا اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں اے ہمارے رب، یہ موت ہے چنانچہ پھر اس کو اسے ذبح کر دیا جائے گا جیسا کہ بکری کو ذبح کیا جاتا ہے (یہ سنکر) یہ (جنتی) بے خوف ہو جائیں گے اور مطمئن ہو جائیں گے اور ان (دوزخیوں) کی امید منقطع ہو جائے گی اور یہ نا امید ہو جائیں گے (کہ ہمیں کبھی بھی دوزخ سے نہیں نکالا جائے گا)۔،، (ابو یعلی، طبرانی، بزار، الترغیب والترہیب)

باب۔وجودِ باری تعالیٰ سے متعلق

دنیا میں تقریباً مسلمانوں کے علاوہ جتنے بھی کافر لوگ موجود ہیں وہ مطلقاً خدا کی ذات اور وجود باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔سب یہی عقیدہ رکھتے ہیں کی اس کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والی ذات صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔۔وہ ایک الگ بات ہے کہ یہ کافر لوگ آخری پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔آخری کتاب قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں وغیرہ یعنی ایمانیاتِ دین کا انکار تے ہیں جس کی وجہ سے وہ کافر قرار پائے۔مگر اس کے باوجود بھی ایک گروہ دنیا میں ایسا بھی موجود ہے جس کو دہری کہتے ہیں وہ عقل کا اندھا سرے سے وجود باری تعالیٰ کا منکر ہے۔حالانکہ یہ کائنات اور اس میں ہزاروں نشانیاں وجووجود باری تعالیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔مثلاً، جب ہمارا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام خود بخود نہیں ہوسکتا تو پھر اتنی بڑی کائنات کا بغیر خالق حقیقی کے خود بخود وجود میں آنا،اور پھر اس کائنات کے نظام کا صحیح صحیح چلنا یہ کیسے ممکن ہے۔ ضرور اس کائنات کو پیدا کرنے والی اور نظامِ کائنات چلانے والی ذات ہے جو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشرک لہ کی ذات ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جسم ،کمیت و کیفیت ،جہت و مکان سے پاک ہے،کیونکہ یہ احتیاجی کی علامت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ صمد ،بے نیاز ،غنی ،بے پرواہ ذات ہے۔یعنی اللہ موجود ضرور ہے کہ خالقِ کائنات ہے مگر وہ جسم سے پاک ہے۔وہ اپنی شان کبریائی کے مطابق موجود ہے۔اللہ کی ذات کے بارے میں غور فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ہاں مخلوق اور قدرت کی نشانیوں میں ضرور غور وفکر کریں۔

تو دل میں خیال آیا کہ وجودِ باری تعالیٰ پر بھی مختصراً چند سطور لکھے جائیں

جو ناظرین کے پیش خدمت ہیں۔

خدا پہ ایمان فطری امر ہے

وجود باری تعالیٰ پہ ایمان کو عین فطرت قرار دیتے ہوئے قرآن انسانوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

افی اللہ شک فاطر السمٰوت والارض (ابراہیم)

ترجمہ: کیا آسمان وزمین پیدا کرنے والے خدا پر ہی شک ہے؟،، اور فرمایا۔

ام خلقوا من غیر شیئ ام ھم الخالقون ام خلقوا لسمٰوت والارض بل لایوقنون (سورہ طور)

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے خالق ہیں؟ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ (کسی خالق کے وجود پر) یقین نہیں رکھتے۔

وجود باری تعالیٰ پر دلائل

انسان اپنی فطرت اور مزاج کے اعتبار سے ہی ایک دل چھینک پجاری واقع ہوا ہے۔ اپنی ابتدائی تاریخ سے وہ معبود حقیقی کی تلاش میں مگن نظر آتا ہے۔ معبود حقیقی سے آشنا ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی نہ کوئی معبود تراش لیتا ہے۔ کبھی دریا کو خدا بنا لیا، کبھی سورج کو، کہیں پتھر کو، کہیں سانپ کو، اور کچھ نہیں تو جاہ ومال یا اپنے نفس کا پجاری بن جاتا ہے۔ قدیم سے قدیم تاریخ دیکھیں تو انسان کسی نہ کسی معبود کے سامنے سجدہ ریز نظر آتا ہے۔ ہزارہا سال قدیم کھنڈرات میں جاؤ تو سب سے پہلے جو چیز ان

کھنڈروں میں نظر آتی ہے وہ کسی نہ کسی معبد کی چار دیواری ہوتی ہے۔قرآن کا طرز استدلال یہ ہے کہ وہ انسان کو اس کی فطرت کے اصل تقاضے کی طرف بلاتا ہے۔اور ایمان باللہ کو اور اسلام کو عین فطرت قرار دیتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے؛

فأقم وجهك لدين حنيفاًفطرة الله التى فطر الناس عليهالا تبديل لخلق الله ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون(سورہ روم)

ترجمہ: اپنا رُخ سب طرف سے پھیر کر، دین کی طرف کرو یہ خدا کی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا۔خدا کی بنائی ہوئی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔یہ سیدھا اور ٹھیک دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

اسی طرح ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مولود يولد علىٰ فطرة الاسلام فابواه يهود انه او ينصرانه او يمجسانه (صحیح بخاری)

فرمایا۔ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں یا نصرانی، یا مجوسی۔،،اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔اب اس کے ماں باپ اگر یہودی ہیں تو وہ اپنے عقائد و نظریات پڑھا کر اس کو یہودی بنادیتے ہیں اور اگر ماں باپ نصرانی ،عیسائی ہیں تو وہ اپنے اس نومولود بچے کو اپنے مذہب کی تعلیم دے کر نصرانی ،عیسائی بنادیتے ہیں اور اگر ماں باپ مجوسی ہیں تو وہ ان کو مجوسی بنادیتے ہیں۔۔(اور اگر مسلمان ہیں تو اسلام کی تعلیم وتربیت دیکر مسلمان بنادیتے ہیں)تو بچوں کو اگر وجود باری تعالیٰ اور وحدانیت کی تعلیم وتربیت دی جائے تو وہ قبول کرلیں گے اور اگر دہریت کی تعلیم وتربیت دی جائے تو خدا کے وجود کے منکر بنیں گے۔یا کفر کی تعلیم دیکر کافر ومشرک بنیں گے۔

اس بات کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بچوں کی مثال سفید کاغذ کی ہے، سفید کاغذ پر جو لکھیں گے وہ قبول کرتا ہے (یعنی جس رنگ کی لکھائی سفید کاغذ پر کریں گے وہ قبول کر لیتا ہے۔ تو ٹھیک اسی طرح چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ خالی الذھن ہوتے ہیں، اب ان کو جو لکھائیں گے پڑھائیں گے یعنی جس چیز کی اور جو بھی تربیت دیں گے وہ قبول کر لیتے ہیں۔ اب ماں باپ کی مرضی ہے کہ اپنے ان بچوں کو اچھی دینی اخلاقی تربیت دے کر وقت کے اچھے انسان بنادیں، یا پھر ان کو آزاد چھوڑ کر چور، ڈاکو، قاتل، ظالم اور بڑے سے بڑے جرائم و گناہوں کا ارتکاب کرنے والا بنا دیں۔ یا وجود باری تعالیٰ کا منکر بنادیں۔ تو بچے جس ماحول کے پروان چڑیں گے وہی عقائد و نظریات اپنا کر پختہ ہوجاتے ہیں۔

دوٹوک فیصلہ وجودِ باری تعالیٰ پر

وجود باری تعالیٰ سے متعلق بے شمار دلائل دیئے جاسکتے ہیں مگر یہاں صرف چند مختصر دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو وجود باری تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو اس کے منکر ہیں۔ ان دونوں کی پوزیشن کا الگ الگ ہے۔ جائزہ لینے سے بات خود بخود کھل جائے گی:

نمبر 1 حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جنہوں نے انسانیت کو وجود باری تعالیٰ اور توحید کی طرف دعوت دی ، نبوت کا دعویٰ لیکر آئے، یہ دعویٰ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی، انتہائی قرب، پیام اور مناجات حقیقی کا شرف حاصل کیا ہے۔ اور یہ بات وہ کسی اندازے اور ظن وتخمین کی بنیاد پر نہیں کہہ

رہے بلکہ وحی الٰہی اور مشاہدہ کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں۔وجود باری تعالیٰ کے حامی انبیاءعلیہم السلام مختلف زمانوں اور مختلف جگہوں پر آئے ہیں۔کوئی عرب میں ،کوئی مصرمیں،کوئی ہزارسال پہلے ،کوئی ہزارسال بعد،لیکن سب لوگ اپنے دعوے میں یک زبان ہیں،ان کی تعلیمات بھی بنیادی طور پرایک جیسی ہیں،کہ وہ سب ایک ہی ذریعہ تعلیم حق تعالیٰ کی جانب سے مستفید ہوکرآئے ہیں۔حضراتِ انبیاءکرام علیہم السلام نے ایک مرتبہ جوبات کہدی ،زندگی بھر کے لئے وہی تعلیم ٹھہری،اس میں کبھی تبدیلی وتغیر کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ہاں جہاں اللہ رب العزت کی طرف سے جوحکیم ذات ہے کسی مصلحت کے پیش نظر ناسخ منسوخ کاحکم نازل فرمایاتو وہ شارع ہے۔جو چاہے کرے۔آپ اس کواس مثال سے سمجھئے۔کہ ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پرعمل ہوتارہاپھرقانون بنانے والوں نے کسی مصلحت کے پیش نظراسے منسوخ کرکےاس کی جگہ اور قانون بنادیااب اس نئے قانون پرعمل کرنا ضروری ہے۔اب اگرکوئی کہے کہ ہم پہلے ہی قانون کو مانیں گے نئے قانون کونہیں مانیں گےوہ باغی ہےاور باغی کی سزاجیل خانہ ہے۔اسی طرح اللہ رب العزت کے باغیوں کے لئےجہنم ہے۔

انبیاءعلیہم السلام کی کی ہر بات ایمان ویقین کامل لیے ہوئے ہے۔اس لئے کہ ان کی باتیں وحی الٰہی ہوتی ہیں۔**ومایَنطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ**:۔وہ اپنی خواہشِ نفس سےنہیں بولتا،یہ توایک وحی ہے جواس پرنازل کی جاتی ہے۔جتنے انبیاءعلیہم السلام دنیامیں اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں سب وجودباری تعالیٰ اورتوحیدکا پیغام لیکرواضح دلائل کے ساتھ تشریف لائیں۔جیسے جتنے

انبیاء انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام نے دنیا میں آکر یہی فرمایا کہ؛ **قولوا لا اله الا الله تفلحوا**؛ کہ اے لوگ تم سب یہ کلمہ؛ **لا اله الا الله** کہدو توتم کامیاب ہوجاؤ گے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ تین چیزوں میں تمام انبیاء ورسل مشترک رہے ہیں۔توحید۔نبوت۔قیامت۔

فائدہ جہاں اس کلمہ میں توحید باری کی دعوت ہے وہاں وجودِ باری تعالیٰ کی بھی دعوت موجود ہے۔

منکرین وجودِ باری تعالیٰ کو جواب

نمبر ❷ اس کے برعکس منکرین وجود باری تعالیٰ جو ہمیشہ مختلف الخیال رہے ہیں۔خواہ قریب قریب رہتے ہوں یا دور دور، ایک ہی زمانہ میں ہوں یا پہلے اور بعد سب کے نظریات بہم دیگر مختلف ہیں۔آپس میں کوئی اتفاق نہیں۔اسی طرح وہ لوگ جو وجود الٰہی کے منکر ہیں،ان کے پاس اس قسم کا کوئی دعوی نہیں ہے نہ ہی ان کے پاس کوئی دلیل ہے۔ان کے پاس عقل کے علاوہ کوئی اور یقینی ذریعہ علم بھی نہیں ہے۔وہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کوشش کرتے ہیں، جو بات عقل اور سمجھ میں آجاتی ہے مان لیتے ہیں اور جو بات عقل اور سمجھ میں نہیں آتی ،ماننے سے انکار کردیتے ہیں ان کے افکار انہیں زیادہ سے زیادہ ظن وتخمین تک لے جاتے ہیں، انہیں خود بھی اپنے افکار پر بھروسہ ویقین حاصل نہیں ہے۔اسی طرح منکرین وجودِ باری تعالیٰ اپنے مختلف مسائل میں اپنی رائے پر یقین نہیں رکھتے،ان میں تبدیلی ،رائے کی مثالیں بے حد کثرت کے ساتھ ملتی ہیں۔ان کے اکثر مفکرین کا حال یہ ہے کہ کل تک جس نظریہ کو پورے

زور کے ساتھ پیش کر رہا تھا۔ آج اس نے اپنے پہلے نظریے کی تردید کر دی اور ایک نیا نظریہ پیش کر دیا۔ بخلاف انبیاء علیہم السلام کے جو من جانب اللہ وحی الٰہی کی تعلیم و نظریات کے ساتھ انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیمات و نظریات میں بنیادی طور پر کوئی فرق و تبدیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ یکساں ہوتی ہیں۔

وجود باری تعالیٰ پر نقلی دلیل

سوال کیا مادہ اپنا خالق خود آپ ہے؟ کیا عدم سے وجود میں لانے کے لئے کسی موجد کی ضرورت نہیں؟ کیا تخلیق بغیر کسی خالق کے ممکن ہے؟

جواب ان میں سے کچھ بھی ممکن نہیں بلکہ ارشاد خداوندی ہے۔

خلق سبع سمٰوٰت طباقاً خلق السمٰوٰت والارض انا زینا السماء الدنیا بزینۃ ن الکواکب وجعلنا الانہار وارسلنا الریاح والجبال اوتاداً جعلنا اللیل والنہار وجعلنا الشمس سراجا والقمر فیہن نوراً خلق الانسان من نطفۃ فمنہم من یمشی علی بطنہ ومنہم من یمشی علی رجلین ومنہم من یمشی علی اربع یخلق اللہ مایشاء خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تہہ بتہہ پیدا کیئے۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی۔ اور نہروں کو پیدا فرمایا۔ اور ہوائیں چلائیں۔ دن رات کو بنایا۔ اور سورج کو روشن، چاند کو چمکتا ہوا بنایا۔ انسان کو ایک کمزور نطفے سے پیدا کیا۔ بعض ان مخلوقات میں سے وہ

ہے جو پیٹ پر چلتے ہیں (جیسے سانپ وغیرہ) اور بعض وہ ہیں جو دو ٹانگوں پر چلتے ہیں (جیسے ہوا میں اڑنے والے پرندے وغیرہ) اور بعض ان میں سے چار پاؤں پہ چلتے ہیں (جیسے چوپائیں) اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دن پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوئے۔آپ قرآن مجید کی اس دلیل پر غور کیجئے:

ام خلقوا من غیر شیئ ام هم الخالقون ام خلقوا لسمٰوت والارض بل لا یوقنون (سورہ طور)

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے خالق ہیں؟ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ (کسی خالق کے وجود پر) یقین نہیں رکھتے۔

ان آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جو ذاتِ باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں ۔ مشاہدہ یہ ہے کہ یہ خود ایک وجود رکھتے ہیں تو کیا یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا کیے گیے ہیں یا پھر اپنے آپ کو خود پیدا کرنے والے ہیں؟ حالانکہ بات ان میں سے کوئی بھی نہیں۔یعنی نہ تو وہ بغیر خالق کے پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی خود کو پیدا کرنے والے ہیں بلکہ ان کو اور ساری کائنات کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ وجود باری تعالیٰ ہی کے منکر ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کائنات خود بخود وجود میں نہیں آئی ہے بلکہ اس کائنات کو پیدا کرنے والی ذات ضرور ہے اور وہ اللہ رب العالمین ہے۔

وجودِ باری تعالیٰ پر عقلی دلیل

سوال کیا اس کائنات کا کوئی خالق یعنی پیدا کرنے والا نہیں ہے؟ یا یہ

خود بخود وجود میں آئی ہے؟ کیا یہ کائنات ابدی ہے یا اس کے لئے ابتدا اور انتہا بھی ہے؟

جواب نمبر ا۔اس کائنات کو پیدا کرنے والی ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اور اس کائنات کو عدم سے وجود بھی اللہ نے دیا۔آپ اس مثال سے سمجھئے کہ کسی صحرا، جنگل اور بیابان میں اگر کوئی گھر، کٹیا نظر آئے تو مسافر فوراً یقین کر لیتا ہے اور یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس گھر اور کٹیا کو بنانے اور آباد کرنے والا ضرور کوئی انسان ہے۔کیونکہ یہ گھر اور کٹیا اپنے آپ وجود میں نہیں آئے ہیں۔جب یہ چھوٹا سا مکان اور کٹیا خود بخود وجود میں نہیں آسکتا تو اتنی بڑی کائنات خود بخود کیسے وجود میں آسکتی ہے۔لہذا ضروری ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق مان لیا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے تنِ تنہا اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔پھر نظامِ کائنات جو بالکل صحیح اور درست چل رہا ہے تو کوئی الٰہ ہی تو چلا رہا ہے یہی تو خالق کائنات رب العالمین پر دلالت ہے کہ اللہ موجود ہے۔

جواب نمبر ۲۔اس دور کے جدید ٹیکنالوجی میں سے جہاز، کمپوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل، وہ ایجادات ہیں جس نے انسان کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ چیزیں اپنے آپ یعنی خود بخود وجود میں آئی ہیں تو کوئی بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا بلکہ کہے گا ضرور ان ایجادات کا موجد انسان ہے جس نے اپنی عقل کو بروئے کار لاکر یہ چیزیں ایجاد کیں۔جب یہ چیزیں جو سینکڑوں فوائد پر مشتمل ہیں اپنے آپ وجود میں نہیں آسکتیں تو پھر یہ کارخانہ عالم جو بے حساب فوائد پر مشتمل ہے ،اور اتنی بڑی کائنات کیسے خود بخود وجود میں آسکتی ہے جو بالکل صحیح چل رہی ہے ضرور اس کا بھی کوئی خالق ہے جو اللہ رب العالمین کی ذات ہے۔

اسی طرح یہ کائنات ازلی وابدی نہیں بلکہ اس کی ابتدا بھی ہے وانتہا بھی۔ایک

وقت ایسا گزرا ہے جب یہ بالکل موجود نہیں تھی۔کوئی شے موجود نہ تھی۔ ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ۔اور ایک وقت ایسا پھر آئے گا کہ کائنات میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔**ھوالاول لیس قبلہ شیئ،وھوالآخر لیس بعدہ شیئ،وھو الظاھر لیس فوقہ شیئ،وھوالباطن لیس دونہ شیئ**۔۔ وہی (اللہ) اول ہے اس سے قبل کوئی شے نہیں، وہی آخر ہے اس کے بعد کوئی شے نہیں، وہی ظاہر ہے اس سے اوپر اور نمایاں کوئی شے نہیں، وہی باطن ہے اس کے اندر کوئی شے نہیں۔غرض اللہ تعالی ہی کی وہ ذات ہے جو اول ،آخر، ظاہر و باطن ہے۔،، نہ اللہ تعالیٰ سے پہلے کسی شے کا وجود تھا اور نہ بعد میں رہے گا بلکہ۔**کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذو الجلال والاکرام** (سورہ رحمٰن) یہ ساری کائنات ختم اور فنا ہوجائے گی ۔ایک اللہ تعالیٰ کی ذات جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے رہے گی، وہ ایسی ذات ہے کہ نہ اس کے لئے کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی انتہاء بلکہ وہ حی وقیوم ہے۔

موبائل کے تیز رفتاری پرسوال کا جواب

آج بھی کچھ یورپ میں جدید پڑھنے والے لوگ جو اپنے دین اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے نماز، قیامت، قرآن وغیرہ کے بارے میں عجیب وغریب سوالت کرتے ہیں جن سے دہریت کی بو آتی ہے۔بندہ کا اپنے شاگرد کے ہاں قیام تھا جس کے بھائی کے پاس جدید موبائل تھا جس میں باہر ملک کی سم کارڈ لگی تھی جس سے بندہ نے ایک دوست کو کال ملائی جو فوراً مل گئی ۔یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ کال ملنے میں کوئی زیادہ ٹائم نہیں لگتا۔زیادہ سے زیادہ دس ،بیس سیکنڈ لگا لے۔کال ختم ہونے کے بعد وہ جدید پڑھا لکھا شاگر کا بھائی جو دہریوں کی طرح باتیں کر رہا تھا بندہ

سے کہنے لگا آپ علماء لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔پھر آپ یہ بتائیں کہ دین اسلام یا قرآن میں اس طرح سیکنڈوں میں کسی کام کے ہو چکنے کا ذکر ہے۔بندہ کے ذہن میں اللہ تعالی نے ڈال دیا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ سائنس اور انسان کی نت نئے ایجادات جتنی بھی ترقی کرلیں اتنے مختصر وقت میں کوئی کام وجود میں نہیں آسکتا جس کا قرآن میں ذکر ہے کہ وہ کام پلک جھپکنے سے پہلے ہوا ہے۔واقعہ یہ ہے کہ،، جب ھدھد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کے متعلق خبر دی کہ وہ اور اس کی قوم سورج کو پوجتی ہے،اور اس کے لئے ایک بہت بڑا تخت بھی ہے۔جب سلیمان علیہ السلام کو پتہ چلا تو فرمایا کون ہے جو تخت بلقیس کو لاکر حاضر کردے۔قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔**قال یأ یھا الملؤ ایکم یأ تینی بعرشھا قبل ان یأ تونی مسلمین ۔قال عفریت من الجن ان اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامك وانی علیہ لقوی امین ۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیك بہ قبل ان یرتد الیك طرفك ۔فلما راٰہ مستقرا عندہ قال ھٰذا من فضل ربی ،(سورہ نمل)** سلیمانؑ نے کہا،،اے اہل دربار،تم میں سے کون اُس کا تخت میرے پاس لاتا ہے قبل اس کے کہ وہ لوگ مطیع ہوکر میرے پاس حاضر ہوں؟ جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے کہا،،میں اسے حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانتدار ہوں۔،،جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولا،، میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔،،جونہی کہ سلیمانؑ نے دیکھا وہ تخت حاضر تھا،وہ (سلیمانؑ) پکار اٹھا،،یہ میرے رب کا فضل ہے۔

فائدہ بعض لوگ کافروں کے ہاں پڑھتے ہیں۔جس کا ان پر بڑا اثر ہوتا ہے۔جیسے حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام فابواہ یہود انہ او ینصرانہ او یمجسانہ (صحیح بخاری)

فرمایا۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں یا نصرانی، یا مجوسی۔یعنی جس ماحول میں پروان چڑھیں گے اس ماحول کا اثر بھی ان پر ضرور ہوگا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے انسان نیک بن جاتا ہے اور بد، بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے انسان بُرا بن جاتا ہے۔یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

یہ لوگ چونکہ دین، مذہب، علماءاور قرآن وحدیث کے علوم سے دور ہونے کی وجہ سے اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔

اگر یہ لوگ قرآن اور اسلام کا مطالعہ کریں، یا علماء کی صحبت اختیار کریں تو **انشاء اللہ** تمام شکوک شبہات کا ازالہ ہوجائے گا۔

یادر ہے کہ آج یا آئندہ بھی جدید سے جدید ایجادات جتنی ترقی کرلیں اور بامِ عروج پر پہنچ جائیں مگر اتنے مختصر وقت میں کوئی کام ہوجائے یہ نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ لوگ اپنی کمزوری پر غور کرلیں کہ اس کارخانہ عالَم کا ضرور کوئی خالق ہے جس نے اس کائنات کو کسی مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔

وجود باری تعالیٰ پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقلی جواب اور دہری مناظر کا لاجواب ہونے کا عجیب واقعہ

کتابوں میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دہری کے ساتھ مناظرہ کے لئے وقت طے ہوا۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وقتِ مقررہ سے کچھ دیر بعد یعنی تاخیر سے پہنچے۔ آگے سے دہری مناظر نے کہا کہ آپ تاخیر سے آئے ہیں اس لئے اب مناظرہ نہیں ہوگا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ہم جیت گئے ہیں۔ آگے سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیکر فرمایا کہ دیکھیں میرے آپ کے گاؤں کے درمیان دریا ہے جب میں دریا کے کنارے آیا تو کوئی کشتی نہیں تھی جس میں سوار ہو کر آپ کے پاس وقت پر آ پہنچتا۔ پھر اچانک کیا دیکھا کہ ایک درخت خود بخود کٹ گیا پھر اس کے تختے بن گئے اور کشتی تیار ہو کر میرے پاس آئی تو میں اس کشتی میں بیٹھ کر آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ دہری لوگ یہ سنکر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ کوئی عقل کی بات کرو۔ کیا یہ ممکن ہے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بغیر کسی انسان کے خود بخود ایک درخت کٹ جائے اور کشتی تیار ہو کر آپ کے پاس آجائے پھر آپ اس میں بیٹھ جائیں اور کشتی اپنے آپ چلے پھر آپ کو پہنچا کر ساحلِ دریا کھڑی رہے۔ یہ کام خود بخود نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ہماری عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیکر فرمایا؛ پھر سن لیں اور سمجھیں کہ جب ایک درخت خود بخود کٹ نہیں سکتا خود بخود کشتی بن نہیں سکتی یعنی بغیر کسی بنانے والے انسان کے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اتنی بڑی کائنات بغیر خالق اور پیدا کرنے والے کے کیسے خود بخود وجود میں آسکتی ہے۔ یہ نظام کیسے اپنے آپ چل سکتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کائنات کو پیدا

کرنے والی کوئی ذات ہو۔اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے۔ یہ جواب سن کر دہری لاجواب ہوگئے۔بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہوگئے۔تو یہ ایک حقیقت ہے کہ وجودِ باری تعالیٰ پر یہ کائنات دلیل ہے۔کہ یہ کائنات نہ تو خود بخود وجود میں آئی ہے اور نہ ہی اپنے آپ چل رہی ہے بلکہ ایک ہی اللہ کی ذات ہے جو اس کائنات کے نظام کو چلا رہی ہے۔

باقی رہ گیا ایک خدا (برہانِ تمانع)

ارشاد خداوندی ہے۔،

قل لو کان معہ اٰلہۃ کمایقولون اذاً لابتغوا الیٰ ذی العرش سبیلاً سبحانہ وتعالیٰ عمایقولون عُلُواً کبیراًتسبح لہ السموت السبع والارض ومن فیھن وان من شیئ الایسبح بحمدہ(سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر خدائے واحد کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا کہ مشرک کہتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ ضرور خدائے مالک عرش کی طرف (لڑنے بھڑنے کے لئے) راستہ نکالتے ،تو پاک اور بلند ہے وہ خدا اس بات سے جو یہ کہتے ہیں،خدائے واحد کی پاکی اور بلندی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے،سب بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔

،دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔،،

ما اتخذا للہ من ولد وما کان معہ من اِلہٰ اذاًلذہب کل اِلہٰ بما خلق ولعلا بعضہم علیٰ بعض سبحٰن اللہ عمایصفون(سورہ

مؤمنون)

ترجمہ: خدا نے نہ تو اپنا کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔ یہ لوگ جو کچھ خدا کے بارے میں بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے۔،

،مذکورہ بالا آیت کی **تشریح:** ایک مفروضے کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔،،فرض کر لیجئے کہ اس دنیا میں ایک سے زیادہ یا دو خدا ہیں۔ اب ان خداؤں کا باہم دگر اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔فرض کیجئے ان میں سے ایک خدا دوسرے پر اپنے علم وقدرت میں غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔اب دو ہی صورتیں ممکن ہیں؛اول یہ ہے کہ خدا دوسرے خدا پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔اس صورت میں یہ تو عاجز ومقہور ہوگیا،خدا ہی نہ رہا۔باقی رہ گیا ایک خدا،جس پر غلبہ نہ پایا جاسکا۔دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ خدا نمبر ایک خدا نمبر دو پر علم وقدرت میں غلبہ پالے۔ایسی صورت میں اس کی خدائی توتسلیم لیکن خدا نمبر دو عاجز ومقہور ہوگیا۔وہ خدا نہ رہا۔تو باقی رہ گیا ایک خدا؛اس دلیل کو فلسفہ کی زبان میں،، برہانِ تمانع،، کہتے ہیں۔

اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ فرض کیجئے دو خدا ہیں۔ان میں سے ایک خدا زید کو کسی مقام پر متمکن یعنی برقرار رکھنا چاہتا ہے،دوسرا خدا اس کے برعکس زید کو معطل کرنا چاہتا ہے ۔اب دونوں باتیں بیک وقت تو ممکن نہیں ۔ظاہر ہے کہ دو خداؤوں میں سے ایک خدا کا ارادہ ہی پورا ہوسکے گا۔اب جس خدا کا ارادہ پورا نہ ہوسکا،وہ مقہور،عاجز اور مغلوب ہوکر رہ گیا،وہ خدا نہیں ہوسکتا۔تو باقی رہ گیا ایک خدا؛،،تو اس اعتبار سے دیکھا جائے تو منطقی طور پر ایک خدا سے زیادہ کا وجود عملاً ممکن

ہی نہیں۔قرآن مجید میں یہی دلیل پیش کی گئی ہے۔**لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا۔(الانبیاء)** ترجمہ۔اگر زمین و آسمان میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین و آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔جب نظام نہیں بگڑ رہا اور نظامِ کائنات ٹھیک ٹھیک صحیح چل رہا ہے تو دلیل ہے اس بات پر کہ کائنات میں دوسرا کوئی خدا بھی نہیں بلکہ صرف ایک ہی اللہ ہے جو نظامِ کائنات چلا رہی ہے۔
(ملخص از وجود باری تعالیٰ)

باب۔موت کی تلخی، عذابِ قبر اور جہنم کی سختیاں

اس باب کے اندر موت اوراس کی تلخی کہ کافر اور گنہگاروں کی روح کتنی سختی سے نکالی جاتی ہے۔موت کیا اعلان کرتی ہے یہاں تک کہ مرنے کے بعد اگرکسی پر دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کوپیش کیا جائے تو وہ موت کی سختی سے قبول نہ کرے۔اسی طرح عذاب قبر کے حوالے سے بیان ہے کہ اس اندھیری قبر میں جب کسی انسان کو رکھا جاتا ہے تو قبر نافرمانوں کو کیا کہتی ہے؟ اور کیا سلوک کرتی ہے؟ اسی طرح دوزخ کے عذاب کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد کافر،مشرک اور گنہگاروں کے لئے کس قسم کا عذاب ہوگا۔آگ کا عذاب الگ ہوگا۔جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) درجہ سخت ہے کہ دنیا کی آگ ہر روز جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔سردی کا عذاب الگ ہوگا۔بھوک کا عذاب ہوگا اور رونے کا عذاب ہوگا یعنی ہرطرف عذاب ہی عذاب ہوگا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موت کی سختی،قبر کے عذاب اور دوزخ کی سختیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائیں،آمین۔

یادرہے کہ دنیا کی کامیابی اصل کامیابی نہیں اور نہ ہی دنیا کی ناکامی اصل ناکامی ہے۔اصل کامیابی وناکامی تو آخرت کی ہے کہ جو وہاں کامیاب ہوا بس وہی مراد کو پہنچا۔اور جو وہاں ناکام رہا۔حقیقت میں وہ نامراد ہوا۔

موت کا اعلان

1. میں وہ موت ہوں جو ماؤں اور بیٹوں کے درمیان جدائی ڈالتی ہوں۔
2. میں وہ موت ہوں جو بھائیوں اور بہنوں کے درمیان جدائی ڈالدیتی ہوں۔

۳ میں وہ موت ہوں جو ہر حبیب کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہوں۔

۴ میں وہ موت ہوں جو خاوند اور بیویوں کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہوں۔

۵ میں وہ موت ہوں جو گھروں اور محلات کو ویران کر دیتی ہوں۔

۶ میں وہ موت ہوں جو قبروں کو آباد کر دیتی ہوں۔

۷ میں وہ موت ہوں جو تمہاری تلاش میں ہوں اور تمہیں مضبوط قلعوں میں بھی پکڑلوں گی اور مخلوق میں کوئی ایسا نہ رہے گا جو میرا ذائقہ نہ چکھے گا۔

زمین کی روزانہ انسان کو ندا

کہتے ہیں کہ زمین روزانہ پانچ مرتبہ دن انسان کو پکارتی ہے۔

۱ پہلی ندا یہ ہے کہ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے کل میرے پیٹ میں آئے گا۔

۲ دوسری ندا یہ ہے کہ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر رنگا رنگ کے کھانے کھاتا ہے اور میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے۔

۳ تیسری ندا یہ ہے کہ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے عنقریب میرے پیٹ میں آکر روئے گا۔

۴ چوتھی ندا یہ کہ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے لیکن جلد ہی تو میرے پیٹ میں غم اٹھائے گا۔

۵ پانچویں ندا یہ ہے کہ اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے عنقریب میرے پیٹ میں تجھے عذاب ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین)

موت کی یاد۔

یا صاحبی لاتغترر بتنعم
فالعمر ینفذ والنعیم یزول
واذا حملت الی القبور جنازۃ
فاعلم بانک بعد ھامحمول
ایام عمرک تذھب
وجمیع سعیک یکتب
ثم الشھید علیک منک
فاین این المھرب

ترجمہ: اے میرے ساتھی تو دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ نہ کھا۔۔۔کیونکہ زندگی ختم ہورہی ہے۔جب تو قبرستان کی طرف کوئی جنازہ اٹھا کر چلے۔۔تو تو جان لے کہ تجھے بھی ایک دن اٹھایا جائے گا۔تیری زندگی کے ایام گزر رہے ہیں۔اور تیری ساری کوشش لکھی جارہی ہے۔۔پھر تیرے اپنے اعضاء تجھ پر گواہی دیں گے۔پس تیرے لئے بھاگنے کی جگہ کہاں ہوگی۔

موت کی سختی

ارشاد خداوندی ہے۔**والنزعت غرقا،والنشطت نشطا(سورۃ نازعات)**قسم ہے سختی سے روح نکالنے والے فرشتوں کی ڈوب کر،قسم ہے آسانی سے روح نکالنے والے فرشتوں کی نرمی سے۔

فائدہ یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کافر (اور گنہگار) کی رگوں میں گھس کر اس

کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالیں۔جیسے خاردار بڑا درخت کسی کے بدن میں ڈال کر پھر اسے کھینچا جائے۔اور مومن بندوں سے فرشتے اس طرح سہولت سے روح نکالتے ہیں جیسے مشکیزے کا منہ کھولنے پر فورا پانی نکلتا ہے، یا جیسے آٹے سے بال نکالا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ان کے بہت سے واقعات بڑے عجیب ہیں۔اس کے بعد یہ واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا گزر ایک قبرستان پر ہوا تو آپس میں کہنے لگے کہ کیوں نہ ہم نماز پڑھکر اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ کسی مردہ کو اس کی قبر سے اٹھائے تا کہ وہ ہمیں موت کے حالات کی طلاع دے۔چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ کر دعا کی۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنا سر ایک پرانی قبر سے باہر نکالا اور کہنے لگا اے لوگو تم کیا چاہتے ہو۔بخدا مجھے موت آئے ہوئے نوے (۹۰) سال گزر گئے مگر موت کی تلخی اب بھی یوں محسوس ہوتی ہے جیسے کہ ابھی ابھی کا تازہ واقعہ ہے (تنبیہ الغافلین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت ابی ابن کعبؓ سے فرمانے لگے کہ ہمیں موت کے متعلق کوئی بات بتاؤ حضرت ابن کعبؓ نے کہا کہ موت ایک خاردار درخت کی طرح ہے جسے کسی انسان کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کے پیٹ میں اپنی جگہ پکڑ لے، پھر ایک طاقتور آدمی اس درخت کو زور سے کھینچنے لگے جس سے

اس کا کچھ حصہ ٹوٹ جائے اور کچھ اندر ہی پھنسا رہ جائے۔

موت کی تلخی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ بعض کافر کہنے لگے کہ آپ تازہ مرنے والے کو زندہ کرتے ہیں ممکن ہے کہ وہ ابھی مرا ہی نہ ہو۔ کسی پرانے مردہ کو زندہ کر کے دکھایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جس کا چاہو انتخاب کرلو۔ کہنے لگے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو زندہ کیجئے۔ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے سام کو زندہ فرمادیا۔ دیکھا گیا کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہو رہے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے زمانہ میں تو بال سفید نہ ہوتے تھے آپ کے بال کیسے سفید ہوگئے؟ کہنے لگے میں نے آواز سنی تو سمجھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے۔ بس اس کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے۔ پوچھا گیا کہ آپ کو موت آئے ہوئے کتنی مدت ہوگئی؟ کہنے لگے چار ہزار سال مگر موت کی تلخی کا اثر ابھی بدستور باقی ہے۔ کہتے ہیں کہ جو مومن بھی وفات پاتا ہے اس پر زندگی اور دنیا میں واپسی ایک بار پھر پیش کی جاتی ہے مگر وہ موت کی سختی کے ڈر سے اسے پسند نہیں کرتا البتہ شہداء چونکہ موت کی سختی سے محفوظ رہتے ہیں، اس لئے وہ دوبارہ لوٹنے اور پھر جہاد کر کے شہید ہونے کی تمنا کرتے ہیں (تنبیہ الغافلین، ص، ۳۱)

تین چیزیں تعجب خیز ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بعض نے ابوذرؓ اور بعض نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا نام لکھا۔ لیکن مشہور روایت ابوذر رضی اللہ عنہ کی

ہے۔فرماتے ہیں کہ تین چیزوں پر مجھے اس قدر تعجب ہوا کہ ہنسی آنے لگی اور تین چیزوں پر اس قدر غم ہوا کہ رونا آ گیا۔

ہنسی والی چیزوں میں سے پہلی چیز وہ شخص جو طالب دنیا ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے، یعنی لمبی لمبی امیدیں وابستہ رکھتا ہے لیکن موت کا دھیان نہیں کرتا۔

دوسرے وہ شخص ہے جو خود تو غافل ہے مگر اس سے غفلت نہیں کی جا رہی، یعنی موت سے غافل ہے اور قیامت اس کے سامنے ہے۔

تیسرے وہ شخص جو منہ بھر کے ہنستا ہے اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالی اس پر راضی ہیں یا ناراض۔

اور ،رلانے والی چیزوں میں سے ایک اپنے پیاروں کی جدائی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا وفات پا جانا۔

دوسرے چیز موت کے وقت کی گھبراہٹ اور تیسری بات اللہ تعالی کے سامنے حاضری ہے کہ کچھ پتہ نہیں میرے لئے کس جانب کا حکم ہو۔جنت کی طرف لے جانے کا یا دوزخ کی طرف۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ موت کے متعلق جو کچھ تم جانتے ہو اگر جانوروں کو بھی معلوم ہو جاتا تو تمہیں بڑھیا گوشت کھانے کو کہیں نہ ملتا۔

قبر کا عذاب

عذاب قبر سے پناہ مانگنا چاہیئے ۔اور یہ ہم سوچیں کہ اس اندھیری قبر میں جب ہمیں رکھا جائے گا تو ہمارا کیا بنے گا۔اس لئے آخرت سے غافل نہ ہو۔

قبر کی پکار۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی

کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہذ الذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

قبر پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑوں کا گھر ہوں۔

جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کی تیرا آنا مبارک ہو، بہت اچھا کیا کہ تو آ گیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع کر دی جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اس میں کھول دیا جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں۔

اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نا مبارک ہے۔ برا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالے ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ اس کو اس طرح سے دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اور ستر اژدھے اس پر ایسے مسلط ہو جاتے ہیں کہ ایک ہی زمین پر پھونک مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ اور اس کو قیامت تک ڈستے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **(القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار)** کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ راوی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں سے اشارہ کیا انگلیاں ایک دوسرے کے اندر داخل کیں (ترمذی، ص ۵۲۴)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جنت اور جہنم

کا ذکر ہوتا۔تو اس قدر نہ روتے ۔لیکن جب آپؓ کا قبرستان سے گزر ہوتا یا آپؓ کے سامنے قبرستان کا ذکر ہوتا تو خوب روتے یہاں تک کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔جب آپؓ سے اس قدر رونے کا پوچھا گیا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا ۔،**القبر اول منزل من منازل الآخرة**۔،قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہوا تو آگے بھی کامیاب ہوگا اور جو یہاں ناکام رہا وہ آگے بھی ناکام ہوگا۔فرمایا اس لئے رو رہا ہوں کہ کہیں اس پہلی منزل میں ناکام نہ ہو جاؤں ۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خاتون جنت کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا۔ ایک پاؤں کو حضرت علیؓ نے کندھا دیا دوسرے کو حضرت حسنؓ نے تیسرے کو حضرت حسینؓ نے۔جنازہ قبرستان کی طرف لے جا رہے ہیں کہ راستے میں حضرت ابوذر غفاریؓ ملے چوتھے پاؤں کو انہوں نے کندھا دیا۔جب قبرستان پہنچے تو حضرت ابوذر غفاریؓ سے رہا نہ گیا۔قبر سے کہنے لگے

یاقبر اتدری من التی جئنا بها الیك؟ هذه بنت رسول الله، هذه زوجة علی المرتضی ،هذه ام الحسنین،

ترجمہ:اے قبر کیا تو جانتی ہے ہم کس کو تیرے پاس لے کر آئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی، علیؓ کی بیوی، اور حسن حسین کی ماں ہیں۔قبر سے آواز آئی۔

یا ابا ذر ما انا موضع حسب ولا نسب، انما انا موضع عمل الصالح فلا ینجوا ،الامن کثر خیره وخلص عمله وسلم قلبه،

قبر نے کہا اے ابوذر، میں حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہوں ۔یہاں تو عمل صالح کا ذکر کرو۔یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں اور، جس کے عمل صالح ہوں گے جس کا دل مسلمان ہوگا۔یہ قبر ہے یہ نیک اعمال کی جگہ ہے۔(روضۃ الطالبین۔ص،،۱۶۷)

قبر کی پکار انسان کے نام

① میں وحشت کا گھر ہوں ساتھ نیک اعمال کی شکل میں دوست لے آنا۔
② میں اندھیروں کا گھر ہوں ساتھ صالح اعمال کی شکل میں روشنی لے آنا۔
③ میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں بچنے کے لئے اچھے کام کر کے آنا۔
④ میں تنہائی کا گھر ہوں ساتھ نیک اعمال کی صورت میں ساتھی لے آنا۔
⑤ میں مٹی کا گھر ہوں ساتھ نیک اعمال کی صورت میں اس گھر کو
خوبصورت بنانے کے لئے کچھ تیاری کر کے آنا۔

پل صراط ایک سخت ترین راستہ جس پر گزرنا ہوگا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پل صراط ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر بچھایا گیا ہے۔ جو تلوار کی دھار سے تیز ہے اور بال سے باریک ہے۔ ایمان دار اور اللہ کو راضی کرنے والے لوگ تو بجلی کی طرح گزر جائیں گے مگر کافر بے ایمان اور اللہ کے نافرمان اس پل پر سے گزرتے سیدھا جہنم میں گریں گے۔ (ملخص از احیاء العلوم)

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جہنم پر بچھا ہوا پل جو پندرہ سو سال کی مسافت پر ہے۔ پانچ سو سال چڑھائی۔ یعنی اوپر چڑھنا ہوگا اور پانچ سو سال سیدھا چلنا ہوگا اور پانچ سو سال اترائی ہے یعنی نیچے کی طرف اتر کر چلنا ہوگا۔ مطلب یہ کہ انتہائی مشکل ترین راستہ ہے۔ جو بھی کافر، نافرمان اور بے ایمان گزرے گا تو سیدھا جہنم میں گر کر ستر سال میں نیچے پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

پانچ اندھیرے پانچ چراغ

یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانچ اندھیرے ہیں اور پانچ ہی ان کے چراغ ہیں۔

❶ دنیا کی محبت اندھیرا ہے تقویٰ اس کا چراغ ہے۔
❷ گناہ اندھیرا ہے توبہ استغفار اس کا چراغ ہے۔
❸ قبر اندھیرا ہے کلمہ لآ الٰہ الا اللہ اس کا چراغ ہے۔
❹ پل صراط اندھیرا ہے یقین اس کا چراغ ہے۔
❺ آخرت اندھیرا ہے نیک اعمال اس کا چراغ ہے۔ (بکھرے موتی)

پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھا جائے

حضرت عمر بن میمون ؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو دوسری پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھ (کیونکہ ان کا خاتمہ ہونے والا ہے)

❶ غنیمت سمجھو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
❷ غنیمت سمجھو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے
❸ غنیمت سمجھو مالداری اور فراخی کو ناداری ار تنگدستی سے پہلے
❹ غنیمت سمجھو فرصت کو مشغول ہونے سے پہلے
❺ غنیمت سمجھو زندگی کو موت کے آنے سے پہلے (ترمذی، مشکوۃ، اسوہ رسول اکرمؐ)

جہنمی جہنم میں خون کے آنسو روئیں گے

قال رسول اللہ ﷺ یرسل البکآءعلی اھل النار فیبکون حتی تنقطع الدموع ثم یبکون الدم حتی یصیر فی وجوھھم کھیئۃ

الاحدود لوارسلت فیھا السفن لجرت (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمیوں پر رونے کا عذاب مسلط کیا جائے گا اتنا روئیں گے کہ آنسو ختم ہوکر خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہرے پر لمبے گڑھے بن جائیں گے اگر اس خون میں کشتیاں بھی چلائی جائیں تو چلیں (بخاری ومسلم)

جہنم میں دوزخیوں کا کھانا، پینا اور بچھونا

ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم (دخان) کانٹو نوالادرخت گنہگارونکا کھاناہوگا تیل کی تلچھٹ کی طرح انکے پیٹونمینکھولے گا جیسے گرم پانی کھولتاہے انھاشجرۃ تحرج فی اصل الجحیم طلعھا کانہ رئوس الشیاطین فأنھم لاٰکلون منھا فمالئون منھا البطون ثم ان لھم علیھا لشوبامن حمیم (صافات)

ترجمہ: وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلے گا۔ اس کا پھل ایسا ہوگا گویا کہ وہ شیطانوں کے سرہیں پھر جہنمی اسکو کھائیں گے پھر وہ اس سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لئے اس پر گرم کھولتے پانی کا ملانا ہے (یعنی اس پر بالکل گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا) لھم من جھنم مھادومن فوقھم غواش (اعراف) انکے لئے جہنم کا بستر ہوگا اور انکے اوپر اوڑھنا ہوگا۔

دوزخیوں کا کھانا زقوم

قال رسول اللہ ﷺ لوان قطرۃ من الزقوم قطرت فی دار الدنیا

لافسدت علی اھل الدنیا معایشھم فکیف بمن یکون طعامہ
وفی رویۃ فکیف بمن لیس لہ طعام غیرہ (اخرجہ الترمذی)

ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کا (دوزخیوں کی خوراک بننے والا درخت) ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو روئے زمین پر بسنے والوں کے سارے سامان زندگی کو خراب کردے (یہ تو ایک قطرے کا حال ہے) پھر آپ نے فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس کو کھائے گا۔ دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ سے فرمایا کہ اس شخص کا کیا بنے گا جس کا زقوم کے سوا کھانا ہی نہ ہو ہوگا (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، الترغیب والترھیب)

دوزخیوں کی جسامت اور بدہیئتی

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال لو ان رجلا من اھل النار اخرج الی الدنیا لمات اھل الدنیا من وحشۃ منظرہ ونتن ریحہ قال ثم بکی عبداللہ بکاءً شدیداً (رواہ ابن ابی الدنیا)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر کسی دوزخی کو دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اس کے منظر کی وحشت اور اس کی بدبو سے تمام دنیا والے مرجائیں پھر (یہ فرماکر) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے (ابن ابی الدنیا)

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال مابین منکبی الکافر مسیرۃ ثلاثۃ ایام للراکب المسرع (رواہ البخاری ومسلم الترغیب والتربیب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ (دوزخ میں کافر کے جسم کو اتنا موٹا اور فربہ بنا دیا جائے گا کہ) کافر کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا (بخاری، مسلم))

جہنم کی دہکتی آگ اور سختیاں۔

قال اللہ تعالی ومن لم یؤمن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا (الفتح)

ترجمہ: فرمایا اللہ جل شانہٗ نے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ویقین نہ لائے تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے لئے دہکتی آگ (الفتح)

ھذہ جھنم التی یکذب بھاالمجرمون یطوفون بینھاوبین حمیم آن

ترجمہ: یہی وہ دوزخ ہے جس کو گنہگار لوگ جھوٹ سمجھتے تھے۔ پھریں گے دوزخ کے بیچ اور (سخت) گرم کھولتے ہو پانے کے بیچ میں (رحمن)

ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم

ترجمہ: بلاشبہ درخت زقوم کا کھانا ہے گنہگار کا مانند پگھلے ہوئے تانبے کی، وہ کھولے گا پیٹوں میں تیز گرم پانی کے کھولنے کی طرح (حکم ہوگا) اسے پکڑو اور دھکیل کر لے جاؤ جہنم کے عین درمیان، پھر انڈیلو اس کے سر پر عذاب تیز گرم پانی کا (مزہ) چکھ (دنیا میں بد اعمال کا)۔

خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لایومن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام المسکین فلیس لہ الیوم ھٰھنا حمیم ولاطعام الا من غسلین لایاکلہ الا الخاطئون (الحاقۃ)

ترجمہ: (حکم ہوگا) پکڑو اسکو پھر اسے طوق ڈالدو، پھر دہکتی (بھڑکتی) آگ میں جھونک دو اس کو، پھر ایک زنجیر میں (کہ) اس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے، پس (اس میں) اسے جکڑ (پرو) دو، بلاشبہ وہ تھا نہیں ایمان لاتا اللہ عظمت والے پر۔ اور نہ وہ شوق دلاتا تھا کھانا کھلانے پر مسکین کو، لہذا نہیں ہے اس کے لئے آج یہاں کوئی غمخوار دوست، اور نہیں کوئی کھانا (اس کے لئے) سوائے زخموں کے دھووں کے، نہیں کھائیں گے اسے مگر گناہ گار ہی (الحاقۃ ۳۰ تا ۳۷)

ساصلیہ سقر وماادرٰک ماسقر لاتبقی ولا تذرہ لواحۃ للبشر علیھا تسعۃ عشر (المدثر)

ترجمہ: عنقریب میں اس (کافر، گنہگار) کو جلدی دوزخ میں داخل کردوں گا اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی ہے (وہ ایسی ہے کہ) نہ تو باقی رکھے نہ چھوڑے، وہ جلادینے والی ہے آدمیوں کو اور اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں (مدثر، ۲۶ تا ۳۰)

ان جھنم کانت مرصادا للطاغین مآبا لٰبثین فیھا احقابا لایذوقون فیھا بردا ولاشرابا الا حمیما وغساقا جزاء وفاقا (نبا)

ترجمہ: بے شک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا ٹھکانہ ہے جس میں وہ بے انتہا زمانوں رہا کریں گے اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ پینے

کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے، یہ ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا (سورۃ نبا، آیت ۲۱ تا ۲۶)

وبرزت الجحیم لمن یری فاما من طغیٰ وأثر الحیاۃ الدنیافان لجحیم ھی الماویٰ (نازعات)

ترجمہ: دوزخ ظاہر کردی جائے گی جو چاہے دیکھے، سو جس نے سرکشی وشرارت کی ہوگی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی جہنم اسی کا ٹھکانہ ہوگا (نازعات ۳۲ تا ۳۹)

وجیئ یومئذ بجہنم یومئذ یتذکر الانسان وانا لہ الذکری یقول یا لیتنی قدمت لحیاتی فیومئذلا یعذبہ عذابہ احدولایوثق وثاقہ احد (الفجر)

ترجمہ: اور لائی جائے گی اس دن دوزخ، اس روز انسان کو سمجھ آئے گی، اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا، کہے گا کیا اچھا ہوتا جو میں کچھ آگے بھیج دیتا، اپنی زندگی میں (نیک عمل) پس اس روز نہ خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا، یعنی بہت سخت عذاب ہوگا، کوئی چھڑا بھی نہ سکے گا (سورۃ فجر آیت، ۲۳ تا ۲۶)

وقودھاالناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین۔،، اور جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ یعنی جہنم کی انسانوں اور پتھروں سے بھڑکائی جائے گی۔

یوم تقول لجھنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید(قٓ)

جس دن ہم کہیں گے دوزخ کو تو بھر بھی چکی؟ تو وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے (ق)

مختصر الفاظ میں جہنم کے عذاب کی ایک جھلک

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور گنہگاروں کی روح کو سختی سے نکالا جاتا ہے۔ بے نمازیوں کو سخت پیاس کی حالت میں موت آئے گی اگر سمندر بھی پی لیں تو پیاس ختم نہیں ہوگی۔ پل صراط جوایک سخت اور مشکل ترین راستہ ہے جو تلوار کی دھار سے تیز، بال سے باریک، اور پندرہ سوسال کی مسافت پر جہنم پر بچھا ہوا یہ پل جس پر سے کافر اور گنہگار لوگ گزرتے ہوئے الٹے منہ جہنم میں گریں گے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کسی کافر یا گناہ گار کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہو زمین پر چلنے والوں میں تو مجھے بہت برا لگتا تھا اب تو میرا سلوک بھی دیکھے گا۔ چنانچہ قبر اس پر اس طرح تنگ کردی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ سوال کے لئے فرشتے آجاتے ہیں یہ تین سوالات کرتے ہیں۔ پہلا سوال یہ کہ تمہارا رب کون ہے؟۔ دوسرا سوال یہ کہ تمہارا نبی کون ہے؟ تیسرا سوال یہ کہ تمہارا دین کیا ہے؟ چنانچہ وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ ایسے شخص کو عذاب دینے کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اسے ایک دفعہ گرز سے مارے وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنسا جائے گا۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ دوزخ میں ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے بختی اونٹ ایک دفعہ ڈنگ ماردیں تو ستر سال تک اس کی تکلیف (کی لہر اٹھتی) رہے اور بچھو ایسے بڑے ہیں جیسے پالان کسے ہوئے خچر اگر وہ ڈنگ ماردیں تو چالیس سال تک اس کا زہر چڑھا رہے (احمد وطبرانی، ابن حبان)

آگ کا عذاب الگ ہوگا کہ آگ جلا کر کباب بنادے گی۔ عذاب میں اضافے کے لئے جلدوں کو تبدیل کردیا جائے گا۔ بھوک کا عذاب الگ ہوگا۔ ایسی

بھوک لگے گی کہ ہزار سال تک رو، رو کر کھانا مانگیں گے کھانا نہیں ملے گا، جب ہزار سال بعد کھانا دیا جائے گا تو وہ بھی زقوم کا کھانا کہ جیسے کھائیں گے تو سارے اینٹڑیاں پشاپ، پاخانے کے راستے سے باہر آجائیں گی۔ پیاس کا عذاب الگ ہوگا۔ اتنی شدت سے پیاس لگے گی کہ ہزار سال تک پانی کو طلب کریں گے مگر پانی نہیں ملے گا۔ پھر ہزار سال کے بعد جو پانی دیا جائے گا وہ اتنا گرم بلکہ کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ جیسے ہی منہ پر سے لگائیں گے۔ شدتِ حرارت کی وجہ سے ایک ہونٹ اوپر کی طرف چلا جائے گا اور ایک نیچے کی طرف لٹک جائے گا۔ بلکہ ان جہنمیوں کا کھانا پینا ہی زقوم اور جہنمیوں کا خون اور پیپ ہوگی۔ سردی کا عذاب الگ ہوگا۔ رونے کا عذاب الگ مسلط کر دیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ عذاب ہے کہ جس کو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اور ان اعمال بد کا بدلہ ہے جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ یعنی اللہ رب العزت کی نافرمانی اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، بیہقی، ابن حبان، احمد، طبرانی، زواجر)

گزارش

تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ فانی دنیا پہ دھوکہ ہرگز نہ کھائیں۔ بلکہ آخرت کی دائمی زندگی کے لئے محنت اور تیاری کریں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جنت میں ہر قسم کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں بلکہ من چاہی زندگی نصیب ہوگی۔ جی میں جو آئے گا پورا ہوگا۔ تو اس جنت اور اپنے کریم پروردگار کی رضا اور اس کے دیدار کے لئے اچھے اور نیک اعمال کرنے چاہئیے۔ مرنے کے بعد تو افسوس کریں گے کہ اے کاش کہ ہمیں ایک دفعہ دوبارہ دنیا میں بھیج

دیا جائے تو ہم پکے مومن بن کر آئیں گے مگر اس وقت بچھتانا بے کار ہوگا اس لئے کہ دوبارہ زندگی کسی کو نہیں ملتی ۔ہم سے تو دنیا کی سردی وگرمی برداشت نہیں ہوتی ،تو آخرت کی سردی وگرمی کیسے برداشت کریں گے جبکہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا زیادہ سخت ہے۔اس لئے آج کل کے دھوکے پر نہیں بلکہ اگر کسی سے کوئی گناہ ہوا ہے تو فورا ہم سچی پکی توبہ کریں اللہ تعالی معاف کرنے والے ہیں ۔حدیث پاک میں آتا ہے ۔ **التائب من الذنب کمن لا ذنب له**۔ کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ۔یعنی وہ بلکل پاک صاف ہوجاتا ہے۔ بلکہ حدیث پاک میں فرمایا؛ **التائب حبیب الله**، کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا درمائیں آمین ۔

باب۔درود شریف کے فضائل اور آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں اشعار پر۔

ارشادخداوندی ہے۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورۃ احزاب)

ترجمہ: بلا شبہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر: اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو (بہت) سلام۔

صلوٰۃ علی النبی کا مفہوم

صلوٰۃ علی النبیؐ کا مطلب ہے کہ نبی کی ثناء اور تعظیم، رحمت وعطوفت کے ساتھ،، پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگئی اسی کی شان ومرتبہ کے لائق ثناء وتعظیم، اور رحمت وعطوفت مراد لیں گے۔جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، اور بھائی بھائی پر مہربان ہے۔یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے، اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں، اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے، ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔اللہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔یعنی رحمت وشفقت کے ساتھ آپ کی ثناء اور اعزاز واکرام کرتا ہے۔اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں، مگر ہر ایک کی صلوٰۃ ورحمت، وتکریم جس اپنی شان ومرتبہ کے موافق ہوگی۔تو اسی طرح مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور رحمتیں بھیجو۔

علماء نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ، رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور

مؤمنین کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے۔حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ؛ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا (یعنی نماز کی تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے، **السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته**) صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمادیجئے، جو نماز میں پڑھا کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ درود شریف تلقین کیا۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجیداللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمیدمجید

غرض یہ ہے کہ حق تعالی نے مؤمنین کوحکم دیا کہ تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجو۔نبی علیہ السلام نے بتلادیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالاباد تک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد وانتہاء نہیں ہے۔یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جومزید رحمتیں نازل فرمائے، وہ ہم عاجز وناچیز بندوں کی طرف منسوب کردی جائیں۔گویا ہم نے بھیجی ہیں۔حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے۔کسی بندے کی کیا طاقت تھی کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ان کے رتبہ کے لائق تحفہ پیش کرسکتا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھی گئی ہے۔ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے۔وہ ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں۔مانگنے والے پر اب جس کا جتنا جی چاہے اتنا حاصل کرلے۔(تفسیر عثمانی)

درود شریف کے فضائل

عن انس ﷺ قال قال رسول الله ولا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے باپ اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے۔ (بخاری)

1. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اس کو مجھ پر درود بھیجنا چاہیئے جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا تو اللہ تعالی اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے (ترمذی)
2. حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا؛ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالی اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے،، دس نیکیاں لکھتا ہے،، دس گناہ مٹادیتا ہے،، دس درجے بلند کرتا ہے (نسائی)
3. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ اللہ کے مخصوص فرشتے پھرتے رہتے ہیں، جب کوئی میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو مجھ پر اس درود کو پہنچا دیتے ہیں (نسائی)
4. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے وہ شخص قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے (ترمذی)

۵ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ؛ کیا اگر حضورؐ اجازت دیں تو اپنے تمام خالی اوقات میں درود پڑھا کروں ؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اگر تو ایسا کرے گا تو تیرے تمام تفکرات کی اللہ تعالی کفالت کرے گا۔ اور تیرے گناہوں کو بخش دے گا (احمد)

۶ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اے ابی اگر تو تمام وقت درود میں خرچ کرے گا تو تیرے دنیا و آخرت کی کفالت اللہ تعالی کے ذمہ ہوگی (احمد)

۷ حضرت ابودرداء رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جمعہ کے دن تم لوگ کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو۔ اس درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے (ابن ماجہ)

۸ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جمعہ کے دن درود پڑھنے والوں میں جس کا درود (سب سے) زیادہ ہوگا وہ مجھ سے باعتبار مرتبہ کے (زیادہ) قریب ہوگا (بیہقی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اطہر میں کچھ اشعار

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں دیکھ رہا تھا؛ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ بلآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ منور اور حسین ہیں (شمائل ترمذی)

۱ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور جمال میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں۔شعر۔

لناشمس وللآفاق شمس

ایک میرا سورج ہے ایک آسمان کا

شمسی خیر من شمس السمآء

میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے

فان الشمس تطلع بعد الفجر

اس لئے کہ سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے

وشمسی طالع بعد العشآء

اور میرا سورج عشآء کے بعد طلوع ہوتا ہے

افلت شموس الاولین وشمسنا

پہلوں کے سورج توغروب ہوگئے،،،اور ہمارا سورج

ابدا علی افق العلی لا تغرب

آسمانوں کی بلندی پر ہوتا ہے کبھی غروب نہیں ہوتا

۲ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور جمال میں شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شعر

واحسن منک لم تر قط عینی

جہاں میں ان سا چہرہ ہے نہ ہے خندہ جبیں کوئی

واجمل منک لم تلد النسآء

ابھی تک جن سکی نہ عورتیں ان سا حسیں کوئی

خلقت مبراءً من کل عیب

نہیں رکھی ہے قدرت نے میرے آقا کمی تجھ میں

کانک قد خلقت کما تشآء

جو چاہا آپ نے مولی وہ رکھا ہے سبھی تجھ میں

۳ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور مدح میں کسی نے کیا خوب کہا ہے شعر

یاصاحب الجمال ویاسید البشر

اے حسن والے اور انسانیت کے سردار

من وجهک المنیر لقد نور القمر

آپ کے منور چہرے سے چاندروشن ہوا

لا یمکن الثناء کما کان حقه

آپ کی تعریف ممکن نہیں جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے

بعد از خدا توئی قصه مختصر

مختصر یہ کہ خدا تعالی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ہے

۴ ایک عربی شاعر شان مصطفی میں کہتا ہے شعر

بلغ العلیٰ بکماله

کمال خاتمیت سے گئے عرش معلیٰ پر

کشف الدجیٰ بجماله

جمال خاتمیت سے اجالے ہو گئے یکسر

حسنت جمیع خصاله

خصال خاتمیت سے وہی سب سے حسین بڑھ کر

صلوا علیه وآله

ذات خاتمیت پر درود اور آل اطہر پر

❺ ایک شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اطہر میں چالیس ہزار اشعار لکھ کر آخر میں اپنی کمزوری کو بیان کرتے ہوئے شانِ مصطفیٰ میں کہتا ہے شعر

تھکی ہے فکر رساں مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پامدح باقی ہے
ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا مدح باقی ہے

❻

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کیا انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیے مدنی کا چہرہ صاف ہے

❼

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون ومکان سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی
حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم وحکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً اُمیوں میں اٹھایا گیا
اس کی شفقت ہے بے حدوبے انتہاء
اس کی رحمت تخیل سے بھی ماوراء

جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا
اس کی رحمت سے اس کو بسایا گیا
حشر کا غم مجھے کس لئے ہوا ے قاسم
میرا آقا ہے وہ، میرا مولا ہے وہ
جس کے دامن میں جنت بسائی گئی
جس کے ہاتھوں میں کوثر لٹایا گیا

٨

یہ پھول نہ ہوتا تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہوتا
یہ گل نہ ہوتے تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا
نقش ہستی میں غنچے بھی پریشاں ہوتے
رخت بردوش پر سب دست وگریباں ہوتے
خیمۂ افلاک میں پھر سے تشتت ہوتا
بزمِ توحید کے نعروں میں تردد ہوتا
نہ دشت وجبل توحید کے حُدی خواں ہوتے
نہ مزین تیرے ذکر سے بیاباں ہوتے
حصولِ وحی میں موسیٰ طور پر پہنچے
پر کیا عجب جو وحی تیرے حضور پہنچے

٩

وہ آئے جنکے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جنکے آمد کے لئے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤ میں جن کا ترانہ تھا

وہ آئے گریہ یعقوب میں جنکا فسانہ تھا
وہ آئے جنکی خاطر مضطرب وادی بطحا تھی
وہ آئے جنکے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جنکو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جنکے دم سے عرشِ اعظم پر اُجالا تھا

⑩

کتابِ فطرت کے سرورق پہ جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح وقلم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکسِ کرم نہ ہوتا
بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیرالاُمم نہ ہوتا
نہ روئے خلق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فُروغ بخش نگاہ عرفاں اگر چراغ حرم نہ ہوتا

باب ہرمشکل سے نجات کےلئے تین مسنون اعمال ،نماز دعاؤں کا اہتمام، صدقہ۔ طب نبوی علیہ السلام۔ استخارہ۔قرآن نسخہ شفاءھے قرآن سے شفاءحاصل کرلیجئے اورجھوٹے عاملوں سے بچئے۔

مندرج ذیل تحریر بندہ نے استفتاء کی شکل میں حضرت اقدس مولانا مفتی احمدممتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ،کوکتاب کا حصہ بنانے کے ارادے سے سنائی۔تو حضرت مفتی صاحب نے دستخط کرکےفرمایا کہ ہاں اس کوکتاب کا حصہ بنایاجائے۔(اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کی زندگی میں،عمرمیں،علم وصحت میں برکتیں نصیب فرمائیں،اوران کےعلمی،روحانی فیض سے سب کوفائدہ اٹھانے کی توفیق عطافرمائیں آمین)۔اورپھرخودبھی جھوٹے عاملوں کی چال بازی ،تشہیر اور آنے ولوں سے حالات معلوم کرنے والے چیلوں کے حوالے سے فرمایا کہ چیلےکس طرح احوال پوچھ کر عامل تک پہنچاتے ہیں۔پر فرمایا۔اور بتایا کہ اس کا اضافہ بھی ساتھ کردے۔جو قارئین وناظرین کے پیش خدمت ہیں۔

جھوٹے عاملوں (تعویذگروں)سے بچئیے

جائزتعویذکاتوشایدکوئی انکارنہ کرسکےمگرآج کل کے عامل ،جنھوں نے تعویذگنڈوں کوکاروبار بنالیاہے۔کیاآپ جانتے ہیں کہ وہ کس طرح آنے والے

لوگوں کو جال میں پھنسا لیتے ہیں؟

❶ یہ عامل اتنے مکار اور ماہر نفسیات ہوتے ہیں کہ آنے والوں سے اُن کے حالات پوچھ کر پھر وہی حالات ہرا پھیری کے ساتھ بتلا کر اُن کا اعتقاد مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کے پاس پہلے سے مختلف قسم کی چیزوں میں تیار شدہ تعویذات موجود ہوتے ہیں۔ وہ تعویذات یا تو ان کے بیٹھنے والی گدی کے نیچے ہوتے ہیں۔ یا پھر ان کے کپڑوں، واسکٹ کے جیب میں۔ تو وہ عامل آپ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے آپ کو ایسی باتوں میں مصروف رکھے گا۔ کہ آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ہاتھ کی صفائی سے ایک تعویذ اوپر کی طرف پھینک دے گا جو نیچے گرتے ہوئے آپ کو بھی نظر آئے گا۔ پھر کہے گا کہ دیکھا میرے جنات اور مؤکلات نہ جانے کہاں سے تعویذ ڈھونڈ لائے۔

❷ بعض عامل پکے جادوگر ہوتے ہیں (حالانکہ جادو سیکھنا اور کرنا، کروانا کفر ہے) تو وہ آپ کی نظر پر جادو منتر پڑھ کر نظر بند کر دیں گے۔ جیسے مداری تماشا دکھاتے ہوئے کرتے ہیں۔ پھر خالی ہاتھ آپ کو دکھا کر بند کر دیں گے کچھ دیر تک کچھ پڑھ کر ہاتھ کھولیں گے تو ان کے ہاتھ میں تعویذ ہوگا۔ یہ آپ کو یقین دلانے کے لئے کہ میرے جنات اور مؤکلات نہ جانے کہاں سے یہ تعویز ڈھونڈ لائے۔ حالانکہ یہ اس نے آپ کی نظر پر جادو کر کے نظر بند کر دی تھی اور اپنے پاس موجود تعویز ہاتھ میں لیا تھا جو آپ کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہی دکھایا۔

❸ عاملوں کے پاس آنے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں عقل کی کمزور ہوتی ہیں جو جلدی باتوں میں آ کر اعتماد کر جاتی ہیں۔ پھر عامل بھی بڑے تجربہ کار ہوتے ہیں وہ بھی ان سے پیسہ نکلوانے کے

لئے ایسی ایسی باتیں کریں گے کہ عورتوں کو یقین آجاتا ہے۔ پھر آگے سے جتنے پیسوں کا مطالبہ ہو یہ عورتیں دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔

بعض عامل لوگوں کا اعتقاد اور گاہک بنانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ جی ہم پیسے نہیں لیتے مفت تعویذ دیتے ہیں۔ یاد رہے یہ بھی ان کا دھوکہ ہے۔ وہ اس لئے کہ ہر آنے والا مریض خود سے شرم کے مارے بھی کچھ نہ کچھ تو دے ہی جاتے ہیں۔ تب بھی اس عامل کے لئے بہت کچھ بنتا ہے۔

حالانکہ شریعت نے عورتوں کو سختی کے ساتھ شرعی پردہ پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ عاملوں کے پاس جانے میں دونوں طرف سے پردے کا اہتمام نہیں کیا جاتا جس کے بعض دفعہ سنگین نتائج بھی سب کے سامنے ہیں کہ پھر وہی جھوٹے جعلی عامل پیسے نکلوانے کے ساتھ ساتھ عزتوں کے بھی ڈاکو ثابت ہوتے ہیں۔

سوال یہ بھی یاد رہے کہ عورتیں ہی اکثر کیوں بیمار بنکر عاملوں کے پاس آتی ہیں؟ عورتیں ہی کیوں زیادہ جنات کی مریضہ بتلائی جاتی ہیں؟

جواب یہ ہے کہ اس کے پیچھے عورتوں کی بڑی مکاریاں ہیں۔ مثلاً،، پسند کی شادی کے لئے، یا، ساس سسر، نندوں سے تنگ آنا یا پھر کوئی اور بہانہ ہے۔ جس کے حلِ مقصد کے لئے وہ کبھی جنات کا ڈرامہ کبھی دوسرے ڈرامے بناتی ہیں۔ پھر اس سلسلے میں کہ گھر والے کیسے تابع ہوجائیں، پسند کی شادی میں کیسے کامیابی ہو۔ تو عاملوں کا رخ کر لیتی ہیں۔ جہاں مال و عزت کے ڈاکو، انسانی بھیڑیے شکار کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب کوئی شکار کے لئے مل جائے۔

قارئین کرام یہ گفتگو بظاہر شاید آپ حضرات کو سخت لگے۔ بندہ معذرت چاہتا ہے کہ آپ کے دل مجروح کر دے۔ مگر حقیقت کو کھول کر بیان کرنے کے سوا بھی

کوئی چارہ نہیں۔اس لئے کہ ایک طرف ان عاملوں کے پاس جانے سے ایمان وعقائد خراب ہوتے ہیں جو ایمان اور کفر کا مسئلہ ہے۔ دوسری طرف بہت ساری خواتین کی عصمتوں کا سودا کیا جاتا ہے۔اگر آپ کو ان باتوں کو ماننے میں شک ہے تو اخبارات اور ٹی وی پر اس قسم کے حالات نشر کیے جاتے ہیں۔آپ ضرور تحقیق کریں۔

❹ ان جھوٹے عاملوں کے پاس جو مریض آتے ہیں۔تو آگے سے تقریباً ہر مریض سے کہا جاتا ہے کہ اوہو آپ پر سخت جنات کا اثر ہے اور جادو بھی کیا گیا ہے۔ان کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں ۔یعنی نفسیاتی مریض ہوتے ہیں یا دیگر پریشانیاں مگر یہ عامل ایسی جھوٹی باتیں کریں گے کہ ان مریضوں کو شک میں ڈال کر ٹھیک ٹھاک لوگ بھی سوچوں میں پڑ کر بیمار ہو جاتے ہیں۔کہ میرے اوپر جنات کا اثر ہے اور جادو بھی کیا گیا ہے تو میرا کیا بنے گا۔خدا کے لئے ان عاملوں کی بجائے مسبب الاسباب اللہ کی طرف رجوع کریں۔جو مسائل کو حل کرنے والی ذات ہے۔

❺ عاملوں (تعویذ گروں) کی منافقت دیکھئے کہ گاہک بنانے اور لوگوں میں تشہیر اور یقین بنانے کے لئے چیلوں سے کس طرح کام لیتے ہیں۔اور اس کام پر ان کے لئے ٹھیک ٹھاک معاوضہ مقرر ہوتا ہے۔اب یہ چیلے کیا کرتے ہیں؟ پڑھئے اور دل سے سوچئے۔

بعض تو لوگوں میں اس طرح تشہیر کریں گے کہ کوئی ایک چیلہ لوگوں سے پوچھے گا کہ سنا ہے یہاں اس نام کا بہت بڑا ماہر عامل ہے جس سے کافی لوگوں کی مرادیں پوری ہو چکی ہیں۔اور کافی لوگوں کے مسائل حل ہو چکے ہیں ۔تو یہ چیلہ اس قسم کی باتوں سے اس عامل کی تشہیر کرتا ہے۔تاکہ جن لوگوں کو پتہ نہ ہو انہیں معلوم ہو جائے

کہ یہاں پر مرادیں پوری ہونے والا بڑا ماہر عامل موجود ہے۔

٦ بعض چیلوں میں سے کوئی چیلہ آنے والے لوگوں کا عامل پر اعتقاد بنانے کے لئے بڑی مکاری اور چلاکی سے آنے والے مریضوں سے بات چیت شروع کرے گا۔ پھر اپنے آپ کے آنے کے حوالے سے بتائے گا کہ میرا فلاں مسئلہ ہے جو اس عامل کے پاس آیا ہوں۔ سنا ہے کہ یہ بڑا ماہر عامل ہے جس سے بہت ساروں کی مرادیں پوری ہوچکی ہیں۔ آپ بتائیں کہ آپ کا کیا مسئلہ ہے؟ تو آنے والا مریض اس چیلے کو مریض گمان کر کے سب کچھ بتلا دیتا ہے کہ میرا فلاں مسئلہ ہے۔ جس کے حل کے لئے آیا ہوں۔ پھر یہ ساری باتیں اس کے جانے سے پہلے وہ ،چیلہ عامل تک پہنچا کر بتلا دیتا ہے۔ اب عامل کو چیلے نے اس آنے والے مریض کے حوالے سب کچھ بتا دیا۔ تو اب ظاہر ہے کہ مریض جیسے ہی عامل کے پاس داخل ہوتا ہے تو عامل اُن سے پوچھے بغیر اس کے آنے کا مقصد اور مسئلہ بتلا دیتا ہے۔ کہ آپ اس ارادے سے آئے ہیں۔ وہ یہ سن کر بڑا متاثر ہوجاتا ہے کہ میرے بتائے بغیر سب کچھ بتلا دیا،، واہ کیا ماہر عامل ہے۔ وہ کیا جانتا ہے کہ اس کے پیچھے کیا حقیقت ہے؟ تو اس طرح وہ لوگوں کو لوٹنے اور گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عاملوں کی حقیقت

ان عاملوں کا دعوی ہوتا ہے کہ ہمارے پاس مؤکلات ہوتے ہیں جو ہمارے تابع ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مؤکلا جنات ہیں یا کوئی الگ مخلوق۔ اگر جنات ہیں اور بقول ان کے ان کے تابع بھی ہیں۔ تو پھر یہ جھوٹے عامل، جھوٹ بولکر، دھوکہ دیکر ہمارے جیبوں کو کھنگالنے اور پیسے نکالنے کے لئے ذلت کے ساتھ کیوں بیٹھے

ہیں۔ان کو چاہئے کہ اپنے ان جنات یا موٴکلات کو حکم دیں کہ وہ بینکوں سے کروڑوں ،کربوں پیسے نکال لائیں،اورراحت والی زندگی گھر بیٹھے بیٹھے گزاریں۔جنات تو ویسے بھی کسی کو نظر نہیں آتے۔اگر ایسا کر سکتے تو ضرور کرتے مگر حقیقت کچھ نہیں سب فریب اور دھوکہ ہے۔

جب ان کے اوپر یا گھر والوں پر بیماریاں اور سخت حالات آجاتے ہیں تب تو تعویذوں کی طرف کوئی توجہ نہیں بلکہ ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔اس لئے کہ وہ اندر سے جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہ دھوکہ ہے۔محض لوگوں کو اُلو بنانے کی ناکام اور مذموم کوشش ہے۔

فائدہ اللہ کے لئے کچھ سمجھنے کی کوشش کریں،غیب کا علم کسی مقرب فرشتے ،نبی اور ولی کو بھی نہیں ۔تو پھر ان بے نمازیوں ،جیب کتروں،جھوٹے عاملوں ،جادوگروں کو کیسے ہوسکتا ہے۔اگر تجربے یا جادو اور شیطانی اعمال سے کچھ بتلا بھی دیں تو وہ غیب میں داخل نہیں ۔اور نہ ہی ان کا یہ بتانا یقینی ہوتا ہے بلکہ ظنی اور تخمینی باتیں کریں گے جن کا کوئی اعتبار نہیں۔بہرحال یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔اس لئے ان عاملوں کے پاس جاکر اپنا مال اور ایمان خراب نہ کریں اور نہ ہی اپنی بیٹیوں،بہنوں کی عصمت اور عزت کا سودا کریں۔کیونکہ یہی عامل بڑی مکاری سے عورتوں کی عزت فروشی کے ڈاکو بنے بیٹھے ہیں۔آپ مانے یا نہ مانے ہم نے حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔اگر عمل کریں گے تو اپنا فائدہ۔ورنہ نقصان اپنا۔

ہر مشکل سے نجات کے لئے تین مسنون اعمال

درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ دنیا کے

مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکونِ دل تو حاصل ہوتا ہی ہے۔احادیث مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مشکل میں نماز کی طرف رجوع ہوتا تھا۔وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔جس پر بھی کوئی حادثہ پیش آتا یا گزرتا تو وہ جلدی نماز کی طرف رجوع کرتا۔یعنی ہر مشکل وقت میں اللہ سے براہ راست مانگتے اور اللہ کے حضور دو رکعات نفل پڑھ کر دعا کرتے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا، بیماری اور مصیبت کو دور کرنے والا نہیں۔اے اللہ تو ہی ہمارے مشکلات کو آسان اور دور فرما۔تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔حقیقت ہی یہی ہے کہ اللہ سوا کوئی کچھ نہیں کرسکتا بلکہ سب اللہ ہی کے محتاج ہیں۔

اول نماز

یہ بات یاد رہے کہ یہ دنیا دار الامتحان یعنی امتحان کی جگہ ہے۔اس دنیا میں رہتے ہوئے ضرور ہر انسان یا خوشی کی حالت میں ہوتا ہے یا پھر غمی، پریشانی میں۔اسی طرح یا تو صحت ہوگی یا بیماری، کاروبار میں نفع ہوگا یا نقصان۔اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور پاک وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسائل کے حل اور ہر مشکل وقت میں نماز، صبر اور دعاؤں کے اہتمام اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا حکم فرمایا ہے اور اپنے عمل سے سے دکھلایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی مشکل اور سخت حالات میں نہ کبھی کسی کو تعویذ دیا ہے اور نہ ہی کسی کو تعویذ کے بارے میں حکم فرمایا ہے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ

کا یہ عمل رہا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ نماز، توبہ استغفار اور اعمال کی طرف رجوع کرنے حکم فرمایا ہے۔

اس لئے جب کبھی ہمارے اوپر مشکل حالات آجائیں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قرآن مجید اور حدیث میں کس عمل کا حکم دیا گیا ہے؟ پڑھئے اور عمل کیجئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ **عن حذیفة رضی الله عنه قال، کان رسول الله ﷺ اذا حزبهُ امر، فزع الی الصلوٰة (ابوداود واحمد)**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی سخت امر (معاملہ) پیش آتا تھا تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ **یاایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰة ان الله مع الصابرین۔**

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرو نماز اور صبر کے ساتھ، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فائدہ ماخوذ از فضائل اعمال۔ نماز اللہ کی بڑی رحمت ہے، اس لئے ہر پریشانی کے وقت میں ادھر متوجہ ہو جانا گویا اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور جب رحمت الٰہی مساعد اور مددگار ہو تو پھر کیا مجال ہے کسی پریشانی کی کہ باقی رہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے نہ نکلتے۔ اسی طرح جب سورج یا چاند گرہن ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے

انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے (فضائل اعمال نماز کی فضیلت کا بیان)

نماز پرنجات کا سبق آموز واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قصہ وارد ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں شام کے شہروں سے مدینہ کی طرف تجارت کرتا تھا۔اور وہ شخص قافلوں کے ساتھ نہ چلتا ذاتِ باری تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے۔

ایک مرتبہ اسی دوران وہ شام سے آرہا تھا کہ ایک چور اس کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوکر آیا اور اس نے تاجر کو پکار کر کہا ٹھہر جا۔تو تاجر ٹھہر گیا۔اور اس چور سے کہا کہ تیرا کام مال سے ہے۔تو چور نے اس سے کہا کہ مال تو میرا ہی مال ہے ۔میں تو تیری جان بھی چاہتا ہوں (یعنی تجھے بھی قتل کروں گا) تو اس تاجر نے چور سے کہا کہ تو مجھے مہلت دے تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔تو اس چور نے کہا کہ تو کرلے جو تیرے جی میں آرہا ہے۔اس شخص نے چار رکعات نماز پڑھی اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگا۔

يَارَحِيمُ يَاوَدُوْدُ ! يَاذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ! يَامُبْدِئُ يَامُعِيْدُ! يَافَعَّالُ لِمَايُرِيْدُ! اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَاَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِيْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَاَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَامُغِيْثُ اَغِثْنِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ: اے انتہائی رحم کرنے والے،اے بے پناہ محبت کرنے والے،

اے عرش کے مالک عظمت والے، اے ظاہر کرنے والے، اے لوٹانے والے، اے ہراس کام کو کرگزرنے والے جس کا ارادہ کرلے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے چہرے کے اِس نور کے طفیل جس نے تیرے عرش کے تمام ارکان کو بھر دیا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری اُس قدرت کے طفیل جس کے ذریعہ سے تو اپنی تمام مخلوقات پر قدرت رکھتا ہے اور میں تجھ سے تیری اس رحمت کے طفیل سوال کرتا ہوں جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ اے فریاد رسی کرنے والے تو میری مدد فرما۔

یہ کلمات اس تاجر نے تین مرتبہ پڑھے۔ تو اسی وقت ایک گھڑسوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جب اس چور نے شاہسوار کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ دیا اور شاہسوار کی طرف چل دیا۔ جب وہ شاہسوار کے قریب ہوا۔ تو شاہسوار نے اس کو نیزہ مارا۔ اور پھر اس چور کو گھوڑے سے گرادیا پھر اسے قتل کر دیا۔ اور تاجر سے کہا۔ تو جان لے کہ میں تیسرے آسمان کا ایک فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی مرتبہ دعا کی تو ہم نے آسمانوں کے دروازے کھٹکھٹانے کی آواز سنی تو ہم نے کہا کہ کوئی معاملہ پیش آگیا ہے پھر تو نے دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور ان سے آگ کی چنگاری ظاہر ہوئی۔ پھر تو نے تیسری مرتبہ دعا کی تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور پکارا کون ہے جو اس مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرنے والا؟ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس قتل کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔ اور تو جان لے اے اللہ کے بندے کہ جو شخص بھی تیری دعا کے کلمات سے دعا مانگے ہر قسم کی مصیبت میں تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی فرمائے گا اور اس کی مصیبت کو دور کردے گا۔ پھر وہ تاجر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا

قصہ سنایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بہترین نام سکھلائے ہیں۔ جب بھی ان کلمات سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمائیں گے اور جب بھی ان کلمات سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں (بحوالہ **نفحة العرب**، صفحہ ۹۴)

دوم دُعاؤں کا اہتمام

دعائیں ایک اہم عبادت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ **عن انس رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ الدعاء مخ العبادة**، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لیس شیء اکرم علی الله من الدعاء (رواہ الترمذی، مشکوۃ) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر عظمت والی نہیں (ترمذی، مشکوٰۃ)

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔،، (مشکوٰۃ، ترمذی)

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

وأذا سئلک عبادی عنی فأنی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یر شدون (سورہ بقرہ)

ترجمہ: اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہئے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں مجھ پر تا کہ نیک راہ پر آئیں۔ (سورہ بقرہ)

وقال ربکم ادعونی أستجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین (سورہ مؤمن)

ترجمہ: اور کہا تمہارے رب نے (کہ ہر مشکل اور پریشانی میں) مجھ ہی کو پکارو، کہ پہنچوں تمہاری مدد کو۔ بے شک جولوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے عنقریب داخل ہونگے دوزخ میں ذلیل ہوکر (سورہ مؤمن)

توجو بھی یقین کے ساتھ اللہ رب العزت کو مشکل حالات میں پکارتا ہے تو اللہ رب العزت ضرور اس کی فریادرسی اور مدد، فرماتے ہیں۔

دُعا کے، فوائد

1. دعا عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز ہے۔
2. دعا سے دل میں اللہ کی محبت، نورانیت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔
3. دعا سے انسان اللہ کا مقرب بن جاتا ہے۔
4. اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا عاجزی ہے جو مطلوب و مقصود ہے اور اللہ سے دعا کرنے والے اور مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا غرور و تکبر ہے۔ اور متکبرین کا ٹھکانہ اور انجام بہت برا ہے۔
5. جس مقصد اور حاجت کے لئے دعا کی جائے اول تو وہ دعا قبول ہوگی اور آپ کی

وہ حاجت اور مقصد پورا ہوگا۔

٦ یاپھر آپ کی طرف اگر مصائب تقدیر معلق کے طور پر متوجہ ہوں تو ان دعاؤوں کی برکت سے وہ مصائب ٹل جائیں گے۔

٧ یاپھر یہ دعائیں آپ کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ بن جاتی ہیں۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب انسان قیامت کے دن اپنی دنیا میں مانگی گئی دعاؤوں پر ملنے والا اجرِ عظیم دیکھے گا تو دل میں افسوس کرے گا کہ اے کاش دنیا میں میری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوچکی ہوتی تا کہ آج مجھے ان دعاؤوں پر اجرِ عظیم مل جاتا۔تو دعائیں رائگاں نہیں جاتی کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ملے گا۔

مشکل وقت میں اللہ کو پکارنے پر مدد کی چند مثالیں

مثال نمبر ا۔حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا۔لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین

تو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی۔

مثال نمبر ۲۔حضرت ایوب علیہ السلام آزمائشی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اپنے رب کو پکارا۔**رب انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین**۔اے میرے رب مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔تو اللہ رب العزت نے شفاء عطا فرمائی اور جو کچھ لیا تھا وہ بھی اور اُس جیسا اور بھی عطا کیا۔

مثال نمبر ۳۔جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کم،کافروں کی زیادہ۔اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حضور دعا مانگی اور فرمایا؛اے اللہ اگر تو چاہتا ہے اِس

زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی باقی رہے تو اِن تین سو تیرا کی مدد فرما۔ تو قرآن گواہ ہے۔

بثلاثة آلف من الملائكة منزلين بخمسة آلف من الملائكة مسومين

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؑ اور صحابہ کرامؓ کی مدد کے لئے آسمان سے تین ہزار، پھر پانچ ہزار فرشتے بھیج دیئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر ایمان والوں کی ایسی مدد فرمائی کہ ستر بڑے بڑے کافر مارے گئے اور ستر کے قریب گرفتا ہوئے۔ مسلمانوں کو فتح عظیم ملی۔

مثال نمبر ۴۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابو سلمہ کا جب انتقال ہوا تو کسی نے ان سے کہا کہ مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے آپ پڑھ لے۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا، ان شاء الله** ،، آپ بہتری دیکھے گی۔ اس نے کہا ابو سلمہ جیسے شوہر تو مجھے نہیں مل سکتے۔ لیکن جب اس نے یہ دعا پڑھ لی اس سنت پر عمل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا۔ ایسی بہتری ملی کہ صرف ابو سلمہ نہیں بلکہ مخلوقات میں سب سے افضل ترین انسان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی ہوئی اور امہات المؤمنین بنی۔

فائدہ آپ نے دیکھا کہ مصیبت کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے کیسا بہتر بدلہ عطا فرمایا۔

مثال نمبر ۵۔ دعا کی قبولیت پر ایک سبق آموز واقعہ۔

جب بھی سچے دل سے اللہ کو پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما کر مدد فرماتے ہیں۔ خواتین اسلام میں ایک واقعہ نظر سے گزرا۔ سعودی عرب میں احمد نامی ایک

بڑے قابل مشہور ڈاکٹر تھے، لوگ ان سے مشورہ لینے کے لئے کئی کئی دن تک انتظار کرتے ان کی شہرت بڑھتی چلی گئی۔ دارالحکومت میں ایک انٹرنیشنل میڈیکل کانفرنس کا فیصلہ ہوا جس میں ان کو دعوت دی گئی۔ کہ وہ حرف کلیدی مقالہ ہی نہیں پڑھیں گے بلکہ اس کو ایک اعزازی شیلڈ اور سرٹیفکیٹ سے نوازا جائے گا۔ چنانچہ وہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے ائیر پورٹ پہنچے جہاز وقت کے مطابق پرواز کر گیا لیکن کچھ دیر بعد فنی خرابی کی وجہ سے قریبی شہر میں جہاز کو اتارنا پڑا۔ ائیر پورٹ کی اتھارٹی کی طرف سے اعلان ہوا کہ فنی خرابی کی وجہ سے آج جہاز کی پرواز نہیں ہوگی بلکہ کل ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب بڑے پریشان ہوئے پھر ائیر پورٹ اتھارٹی آفیسر کے پاس پہنچے، تعارف کرایا اور کہا کہ مجھے تو آج ہی کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچنا ہے تو اتھارٹی آفیسر نے کہا کہ پھر دارالحکومت زیادہ دور نہیں چار گھنٹے کا راستہ ہے ہم آپ کو گاڑی دے دیتے ہیں آپ کو خود چلانی ہوگی۔ بس آپ روانہ ہو جائیں چنانچہ ڈاکٹر صاحب گاڑی لے کر روانہ ہو گئے مگر راستے میں سخت آندھی طوفان اور بارش کی وجہ سے راستہ بھول گئے۔ یہاں تک کہ ایک دیہات پہنچے۔ وہاں ایک گھر کے دروازے پر دستک دی۔ ایک بوڑھی اماں نے دروازہ کھولا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے اولاً موبائل چارج کے لئے چارجر کا تقاضا کیا۔ اماں نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے اس وقت آپ ایسی جگہ ہیں کہ یہاں فون اور بجلی نام کی چیز نہیں۔ یہ ایک دیہات ہے پھر اماں نے کھانا ان کے سامنے رکھا۔ ڈاکٹر صاحب کھانے میں مصروف رہے۔ ڈاکٹر صاحب کھانا کھانے سے فارغ ہو کر اماں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوچھنے لگے کہ اماں آپ کچھ دعائیں مانگ رہی تھیں خیر تو ہے کہا ہاں بیٹا اللہ تعالیٰ نے میری بہت ساری دعائیں قبول فرمائی ہیں۔ بس ایک دعا اور ہے جس کی قبولیت کے لئے دعا کر رہی ہوں۔ پوچھا وہ کیا ہے؟

تو اماں نے بتایا کہ یہ چھوٹا بچہ جو ہڈی کی بیماری میں مبتلا ہے کچھ عرصہ قبل اس کے ماں باپ دونوں فوت ہو چکے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ اس ملک میں فلاں شہر میں ہڈی کے ایک بڑے ڈاکٹر موجود ہیں مگر میں ایک غریب نابلد عورت ہوں، ان تک رسائی کیسے ممکن ہوگی بس یہ دعا کرتی ہوں کہ کسی طرح میں وہاں پہنچوں اور میرے اس پوتے کا علاج ہوجائے۔ یہ سن کر ڈاکٹر احمد بولا کہ اماں پھر آپ کی یہ دعا بھی قبول ہوگئ آپ کی دعا اتنی وزن دار تھی کہ آپ کی اس دعا کی قبولیت کے لئے آسمان کی فضا حرکت میں آ گئ اور زمین کی فضا حرکت میں آ گئ۔ آپ کو ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سن لی ہے اس ڈاکٹر کو آپ کے پاس بھیج دیا ہے اور وہ میں ہی ہوں۔ اماں آپ پریشان نہ ہوں آپ کے بچے کا علاج ہوجائے گا۔ تو جب دل سے دعائیں مانگی جاتی ہیں تو وہ قبول بھی ہوجاتی ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہر مشکل وقت میں اللہ کو پکاریں اور اللہ ہی سے اپنے مسائل حل کروائیں جو حل کرنے والی ذات ہے۔ ماسوا اللہ، سب اللہ کے محتاج ہیں (ملخص از خواتین کا اسلام)۔

ہر پریشانی ومقصد میں کامیابی کے لئے چند دُعائیں

دعا کا مطلب اللہ کے حضور اپنی عاجزی اور اللہ رب العزت کو رب مانتے ہوئے اس کی رحمت کو متوجہ کرنا ہے۔ جب پروردگار کی رحمت متوجہ ہو، تو ہر پریشانی آسان اور ختم ہوجاتی ہے۔ دعا ایک مستقل عبادت ہے تو دعاؤں کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کیجئے۔ ان شاء اللہ، ان دعاؤں کی برکت سے جب پروردگا ذوالجلال کی بارگامیں عاجزی مشکلات سے نجات کے لئے دعائیں کریں گے تو ضرور اللہ رب الوزت اس بندے کی مدد فرماتے ہیں۔

① ہر مقصد میں کامیابی کی ایک عظیم دعا اور معمول

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: اے الٰہی ؛میں تجھ سے (اپنا،قصد ومطلوب) اس وسیلے کے ساتھ مانگتا ہوں کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایسا یکتا اور بے نیاز ہے کہ نہ تو اُس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

فضیلت۔حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (مذکورہ) دعا کرتے ہوئے سنا (جب اس نے دعا ختم کی تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اس نے اللہ تعالیٰ (کے ناموں میں) سے اسمِ اعظم کے ذریعے دعا کی ہے اور یہ وہ نام ہے جس کے ذریعے سے مانگا جائے تو اس کو عطا کیا جاتا ہے اور جب اِس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے (ترمذی، ابوداود، مشکوٰۃ،، بحوالہ ادعیہ نافعہ)

② قرض اور ہر چھوٹی بڑی پریشانی سے نجات کی مجرب دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شدید غم سے بھی اور اس سے کم درجے کے غم سے بھی اور تیری پناہ چاہتا ہوں (نیکی اور عبادت کے کرنے سے) عاجز اور بے بس ہونے سے اور (باوجود قدرت اور طاقت کے نیکی اور عبادت میں) سستی

اور کاہلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کی کثرت اور بوجھ سے اور لوگوں کے مجھ پر غالب آنے سے۔

اس دعا کی فضیلت۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ ایک شخص نے کہا(**هموم لزمتني وديون يارسول الله**) پریشانیوں نے مجھے گھیرلیا ہے اور قرضے چڑھے ہوئے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا(**الا اعلمك كلاماً اذا قبلته اذهب الله همك وقضیٰ عنك دينك**) کیا میں آپ کو ایسی دعا نہ بتلاؤں جب آپ اس کو پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غموں کو بھی ختم کردے گا اور آپ کا قرض بھی چکادے گا، فرماتے ہیں (**قلت بلیٰ**) میں نے کہا کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا صبح وشام یہ (مذکورہ) دعا پڑھ لیا کرو۔۔وہ شخص فرماتے ہیں (**ففعلت ذٰلك**) پھر میں نے اس دعا کا معمول بنالیا (**فاذهب الله همي وقضى عني ديني**) تو اللہ تعالیٰ نے میرے غموں کو بھی ختم کیا اور میرے قرض کو بھی اتاردیا (رواہ ابوداود، مشکوٰۃ،، بحوالی، ادعیہ نافعہ)

۳ غربت کے خاتمے اور فاقے کا علاج

عن ابن مسعود رضی الله قال قال رسول الله ﷺ من قرء سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة ابدا و كان ابن مسعود رضی الله عنه يامر بناته يقرأن بها كل ليلة (رواه البيهقي في الشعب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر رات میں اس سورہ کو پڑھیں (بیہقی فی الشعب)

عن عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال من قرء یٰس فی صدر النہار قضیت حوائجہ (رواہ الدارمی)

ترجمہ: عطاء بن رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورہ یٰس کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

احادیث میں سورہ یٰس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے۔ **لکل شیئ قلب وقلب القرآن یٰس**،، کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے، قرآن کا دل سورہ یٰس ہے۔ جو شخص سورہ یٰس پڑھتا ہے حق تعالی شانہ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو یٰس کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو شخص جانور کے گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھے وہ پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کو بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لئے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ (فضایل اعمال، فضائل قرآن، سورہ یٰس کی برکات وفضائل)

④ روحانی اور جسمانی سلامتی کی دعا

روزانہ اس دعا کو پڑھنے کا معمول بنا لیجئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ

تَرْجَمَہ: اے اللہ! میں تجھ سے عفو مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں عافیت اور معافات مانگتا ہوں۔

فضیلت ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے، ثم بکی، پھر روئے اور (روتے ہوئے) فرمایا: ،،**سلوا اللہ العفو والعافیۃ**،، اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگا کرو،، اس لئے کہ کسی کو بھی ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَ فُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ (مسلم مشکوٰۃ)

تَرْجَمَہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے جاتے رہنے سے (نعمت سے مراد ایمان واسلام ونیکیاں ہیں) تیری عافیت کی تبدیلی سے (مثلاً صحت کے بدلے بیماری اور غناء کے بدلے محتاجگی ہوجانے سے) تیرے ناگہانی عذاب سے اور تمام غصوں اور ناراضگیوں سے (بحوالہ ادعیہ نافعہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛،،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَہْلِیْ وَمَالِیْ (ابن ماجہ ۳۸۴۱)

تَرْجَمَہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں معافی اور عافیت کا میرے دین اور دنیا میں گھر اور مال میں۔ (ابن ماجہ)

۵ بڑی اور اچانک مصیبت سے حفاظت کی دعا

یہ بہت ہی مجرب دعا ہے صبح شام تین تین مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالیجئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ: ہر تکلیف دہ چیز سے اس اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت اور مدد سے حفاظت چاہتا ہوں جس اللہ کا نام اخلاص اور اعتقاد سے لینے کے بعد زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہی اللہ تعالیٰ تمہارے سارے اقوال کو سننے والے اور تمہارے سارے احوال کو جاننے والے ہیں۔(مرقاۃ صفحہ ۳۰۲ کی وضاحت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے)

فضیلت۔حضرت ابان تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا۔فرمارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مامن عبد یقول فی صباح کل یوم ومساء کل لیلۃ بسم اللہ الخ،،جو شخص ہر دن صبح کو اور ہر رات شام کو(یہ دعا)،،بسم اللہ الخ،،تین تین بار پڑھے گا،،**فلا یضرہ شیئ (وفی روایۃ ابی داود) لم تصبہ فجاءۃ بلاء**۔وہ بڑی اور ناگہانی مصیبت سے محفوظ رہے گا،پھر ابان رحمہ اللہ پر فالج گرا تو ایک شخص جس نے یہ حدیث ابان رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنی تھی تعجب سے دیکھنے لگا،ابان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہیں کیا ہوا کہ مجھے تعجب سے دیکھ رہے ہو؟ خبردار! حدیث ویسی ہی ہے جیسے میں نے سنائی لیکن اس دن میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا،تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے تقدیری اور تکوینی فیصلے کو مجھ پر حاوی فرمادیں(ترمذی،ابوداود،ابن ماجہ،مشکوٰۃ، بحوالہ،ادعیہ نافعہ)

❻ ہر شر سے حفاظت کا معمول اور دعا

صبح وشام تین تین بار سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ والناس پڑھنا۔

فضیلت۔ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم شدید تاریک اور بارش والی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلے **فادر کناه**۔۔ پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیا۔۔**فقال قل**۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔ پڑھ۔۔ **قلت ما اقول**۔۔میں نے کہا کیا پڑھوں؟ **قال قل هو الله احد والمعوذتين حين تصبح وحين تمسي ثلث مرات تكفيك من كل شيئ**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پڑھ لیا کر،، **قل هو الله احد**،، اور معوذتین یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ والناس صبح وشام تین تین بار، یہ معمول ہر شے اور شر سے تیرے لئے کافی ہو جائے گا (**ترمذی، ابوداود، نسائی، مشکوٰۃ، بحوالہ ادعیہ نافعہ،، للشیخ المفتی احمد ممتاز صاحب اطال اللہ عمرہ**)

❼ کسی بھی حاجت اور ضرورت کے وقت پڑھنے کی دعا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں وہ بڑے علم والا، بڑا کریم، پاک ومقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے ساری حمد وستائش

اس اللہ کے لئے وہ سارے جہانوں کا رب ہے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اعمال کا اور ان اخلاق واحوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنیں، اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا اور ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا، اے اللہ! میرے سارے ہی گناہ بخش دیجئے اور میری ہر فکر اور پریشانی دور کر دیجئے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اس کو پورا فرما دے۔ اے سب مہربانوں سے بڑے مہربان۔

فضیلت۔ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو بہر صورت) اس کو چاہئے کہ وضوء کرے اور خوب اچھا وضوء کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد وثناء کرے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے،، **لاالٰہ الا اللہ الحلیم الکریم الخ۔**
(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ،، بحوالہ،، ادعیہ نافعہ (یعنی یہ مذکورہ دعا دو رکعت نفل پڑھ کر حمد وثناء اور درود شریف کے بعد پڑھی جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی)

❽ دعائے ابوالدرداءؓ برائے حفاظت از مصائب

ایک دفعہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسجد میں علم کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالدرداء (آس پاس

آ گ لگی ہوئی ہے جس سے) آپ کا گھر بھی جل رہا ہے۔فرمایا؛ ہرگز میرا رب ایسا نہیں کریں گے (کہ میرا گھر جل جائے) لوگوں نے کہا کہ آپ اتنے یقین کے ساتھ کیسے کہتے ہیں؟ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا؛ اس لئے کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ۔جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے

(اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآاِلٰہَ اِلَّااَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَا لَمْ یَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّاباللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ کُلِّ شَرِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌبِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمِ) (کنز العمال)

من قال ذلک لایمسہ مکروہ وانا قلت ذالک فرجعوا ووجدوا جمیع البیوت والمنازل ان احترقت الابیت ابو الدرداءؓ)

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔تجھ پر میں نے توکل کیا اور تو ہی عرش عظیم کا رب ہے۔جو اللہ چاہے وہ ہوگا اور جو اللہ نہ چاہے وہ نہیں ہوگا۔اور نہیں ہے کسی میں گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور نہ ہی نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ ہی کی توفیق سے جو بہت بلند اور بڑی ذات ہے۔میں جانتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر جاندار کے شر سے۔ہر جاندار کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے۔۔بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔۔جو شخص یہ کلمات کہے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور میں یہ کلمات پڑھ چکا ہوں۔پس جب لوگ لوٹے تو تمام گھروں کو جلا ہوا پایا سوائے ابوالدرداءؓ کے گھر کے۔

⑨ دنیاوآخرت کی بھلائی کے لئے بہترین دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقرہ)

ترجمہ: اے ہمارے رب ! ہم کو دنیا میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خوبی وبھلائی عطا کراور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

⑩ ہر چھوٹی بڑی پریشانی ومصیبت میں پڑھنے کی دعا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

ترجمہ: م اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو واپس جانا ہے۔اے اللہ! میری مصیبت پر مجھے ثواب دے اور (اس مصیبت میں) جو چیز میرے ہاتھ سے گئی ہے اس کا نعم البدل عطا فرما۔"

فضیلت۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ۔؛

قال رسول اللہ ﷺ مامن مسلم تصیبہ مصیبۃ فیقول ماامرہ اللہ بہ

ترجمہ: جب کوئی مسلمان کسی (چھوٹی یابڑی) مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ دعا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا ۔۔ پڑھے۔الا اخلف اللہ لہ خیراً منھا ۔تو اللہ تعالیٰ اسے اُس چیز کا بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔فلما مات ابوسلمہ قلت ای المسلمین

خیر من ابی سلمه ۔اول بیت هاجر الی رسول الله ﷺ... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (میرے پہلے شوہر) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا جنہوں نے سب سے پہلے مع اہل وعیال کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی -- **ثم انی قلتها فأخلف الله لی رسول الله ﷺ**.. پھر میں نے یہ دعا پڑھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیئے (یعنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی اور میرے لئے میرے شوہر ابوسلمہؓ سے بہتر بدلہ تھا)۔(مسلم، مرقاة ۸۶/۴)

فائدہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کو بھی جانی نقصان ہو یا مالی یعنی مصیبت اور غم کے وقت اس دعا کو پڑھے تو اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کو خیر اور بہتر بدلہ عطا فرمائیں گے۔

سوم صدقہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **الصدقة رد البلاء** کہ صدقہ کرنا بلاؤں اور مصائب کو ٹال دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے سے محفوظ کرو۔ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور مصائب کے طوفان کا مقابلہ دعا وتضرع سے کرو۔ (ابوداؤد)

صدقہ کی برکت سے ٹانگ کٹنے سے بچنے پر عجیب واقعہ۔

چودھری حیدر علی میرے جاننے والے ہیں۔ بزرگ آدمی ہیں۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ وہاں ان کا تعارف معراج عالم

نامی ایک صاحب سے ہوا جو بڑے زمیندار تھے اور پاکیزہ زندگی گزار رہے تھے۔ اس زمیندار نے چودھری حیدر علی صاحب کو بتایا کہ چند سال قبل ان کی ایک پنڈلی پر پھوڑا نکل آیا جو کسی بھی علاج سے ٹھیک نہ ہوا اور پھیلتا چلا گیا، حتیٰ کہ اسلام آباد کے ایک اعلیٰ درجے کے ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بھی اسے لاعلاج قرار دے دیا اور بتایا کہ ٹانگ کاٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں، ورنہ زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس کے لئے ہسپتال کے سرجنوں نے آپریشن کی تاریخ دے دی اور انہیں ہسپتال میں داخل کرلیا۔ مذکورہ زمیندار نے بتایا کہ حتمی طور پر جب یہ طے پا گیا کہ میری ٹانگ کاٹ دی جائے گی اور مجھے ہسپتال میں داخل کرلیا گیا تو اس روز میرے پاس پچھتر (۷۵۰۰۰) ہزار روپے تھے۔ میں نے ہسپتال کے نچلے درجے کے ملازموں کو یعنی چپراسیوں، صفائی کرنے والوں اور مالیوں، بیلداروں کو بلایا اور ساری کی ساری رقم اُن میں تقسیم کردی۔

آپریشن والا دن آیا تو آخری مرتبہ ڈاکٹروں کا پینل بیٹھا۔ ان میں ایک نیا ڈاکٹر بھی تھا اس نے پھوڑا دیکھ کر کہا کہ ابھی ٹانگ نہ کاٹیں، فلاں ٹیکہ آزمالیں۔ جب وہ ٹیکہ لگایا گیا تو حیرت انگیز طور پر پھوڑا ٹھیک ہونا شروع ہوگیا اور چند روز میں پھوڑے کا وجود ختم ہوگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے دنیا جہاں کے بہترین علاج آزمائے جا چکے تھے اور افاقے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہورہی تھی۔ دراصل یہ کرامت تھی پچھتر ہزار روپے کے صدقے کی اور قرآن پاک کی اس نوید کی تھی کہ جو چیز عام انسانوں کے لئے نفع بخش بنتی ہے، اللہ اس کو دوام عطا کردیتا ہے، وہ خیر وبرکت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ تو حقیقت ہی یہی ہے کہ صدقہ سے مشکلات آسان اور مصائب ختم ہوجاتے ہیں۔ تو ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے مشکلات کا حل صدقات سے

کروائیں (مکافاتِ عمل،ص،۷۲)

جب کوئی بیماری درپیش ہو کیا کرنا چاہیئے۔تو سب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ کے حضور دعا کریں۔ پھر اگر ضرورت پڑے تو صدقہ دینے کا اہتمام کریں۔ دعاؤں کا اہتمام کریں۔ پھر بھی اگر ضرورت پڑے تو کوئی روحانی علاج کریں۔اس روحانی علاج کے لئے کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کے گھر میں قرآن نسخہ ئے شفاء موجود ہے اس سے شفاء حاصل کر لیجئے۔ یا کسی بھی مستند حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کروائیں۔ کیونکہ علاج بھی منع نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔علاج ہرگز نہ چھوڑیں۔ کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔کہ۔،،اللہ تعالیٰ نے ہر بیمار کی شفاء(علاج اور دوا) نازل فرمائی ہے(بخاری)

قرآن نسخہ ئے شفاء ہے

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنیایا،عقل وشعور سے نوازا، بولنے کی طاقت عطا کی، اپنی ذات کی پہچان کروائی اور اپنے پاکیزہ کلام کو پڑھنا سکھایا۔اور لاکھوں کروڑوں درودوسلام ہو محسنِ انسانیت رحمتِ عالم،شافع محشر،ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کہ جنہوں نے امت کی خاطر خود تو ناقابل برداشت تکلیفیں اٹھائیں مگر دین کا حق ادا کر دیا جس کے نتیجے میں آج ہمیں ایمان اور اسلام جیسی عظیم نعمت ودولت ملی ہے۔یہی قیامت کے دن جہنم سے بچنے اور اللہ کی رضامندی اور دخول جنت کا سبب ہے۔

اللہ رب العزت کی آخری کتاب قرآن مجید جو لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر یک بارگی لیلۃ القدر کی رات میں نازل ہوا۔پھر آسمانِ دنیا سے انسانوں کی کامل

ہدایت اور کامیابی کے لئے آخری پیغمبر محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حسبِ ضرورت ،،۲۳،، سال کے عرصے میں نازل ہوتا رہا۔ تو جس طرح یہ کتاب کتابِ ہدایت ہے اسی طرح یہ کتاب نسخہ ئے شفاء بھی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ تم اپنے لئے شفاء کی دو چیزیں ؛ یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑلو۔ (ابن ماجہ: ۳۴۵۲،، عن عبداللہ بن مسعودؓ) یقین کامل کے ساتھ پڑھے اور دم کریں پورا قرآن شفاء ہے۔ جب ہمارے گھروں میں یہ نسخہ ئے شفاء موجود ہے تو پھر عاملوں کے پاس جا کر ایمان خراب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عزیزانِ گرامی! انسانی جسم کو دنیا میں دو قسم کی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک جسمانی اور دوسری روحانی، اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا فرمائی ساتھ ہی اس کا علاج بھی پیدا فرما دیا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ۔،، اللہ تعالیٰ نے ہر بیمار کی شفاء (علاج اور دوا) نازل فرمائی ہے (بخاری)

اب اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو جائے کہ ہم گنہگار ہیں یا شیطان یہ وسوسہ ڈالدے کہ تم تو اتنے گنہگار ہو کہ تم اگر خود پڑھو گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔

یادرہے یہ شیطان کا زہریلا وار اور وسوسہ ہے۔ اب اس وسوسے کا علاج یہی ہے کہ آپ شیطان پر لعنت بھیجیں اور کہیں کہ نہیں میں مسلمان ہوں اور میرے دل میں کلمہ طیبہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؛ اللہ ولی الذین آمنوا،، اللہ دوست ہے ایمان والوں کا۔ دوسرا کام یہ کریں کہ پکی سچی توبہ کریں۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ،، گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے گویا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ یعنی پہلے اگر کوئی گناہ کیا تھا یا گناہوں میں مبتلا تھے، شیطان سے دوستی تھی تو اب آپ توبہ تائب ہو چکے

ہیں۔ پکی سچی توبہ سے انسان گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ التائب حبیب اللہ۔،توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ جب آپ کے گناہ معاف ہو گئے تو آپ اللہ کے دوست بن گئے اور اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو دشمن کے حوالہ نہیں کرتا۔،،ذیل میں چند اعمالِ قرآنی لکھے جاتے ہیں۔ بجائے دوسروں کے پاس جانے کے خود یقین کے ساتھ پڑھئے اور دم کیجئے یا پانی وغیرہ پر دم کر کے خود پئیں اور دوسروں کو پلائیں۔ اگر زمزم کا پانی استعمال کریں تو بہت اچھا کیونکہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ زمزم کے پانی میں شفاء ہے۔۔ان شاء اللہ ضرور شفاء مل جائے گی۔

چند مختلف پریشانیوں اور بیماریوں کا قرآنی علاج

سورہ فاتحہ میں تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔حدیث پاک میں ہے۔

عن عبدالملک بن عُمیر رحمہ اللہ مرسلاً قال قال رسول اللہ ﷺ فی فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کو ایمان ویقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفاء ہوتی ہے۔ صحاح کی کتابوں میں وارد ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں پر اور دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضور ﷺ نے اس کو جائز بھی رکھا۔ نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ پر حضور ﷺ نے اس سورت کو دم فرمایا اور یہ سورت پڑھ کر لُعاب دَہن درد کی جگہ لگایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے ارادے سے

لیٹے اور سورہ فاتحہ اور ،، قل ھواللہ احد،، پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے، موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دوتہائی قرآن کے برابر ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ عرش کے خاص خزانہ سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانہ سے کسی کو نہیں ملی۔

اول، سورہ فاتحہ۔ دوم، آیۃ الکرسی۔ سوم، سورہ بقرہ کی آخری آیات۔ چہارم، سورہ کوثر۔ (فضائل اعمال، فضائل قرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا گذر ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک شخص کو بچھو نے ڈس لیا تھا، وہاں کے لوگوں میں سے ایک شخص نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دم کرنے کی درخواست کی چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا وہ اچھا ہو گیا۔ (بخاری)

1. اگر کسی کو بخار ہو تو سورہ فاتحہ اور آیت: **قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ**،، پڑھیں اپنے اوپر یا مریض پر دم کریں اور پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں۔ یہ عمل چند دنوں تک جاری رکھیں ان شاء اللہ صحت مل جائے گی۔اسی طرح ٹھنڈے پانی سے غسل کرے مجرب ہے۔
2. کسی کی آنکھوں میں تکلیف ہو یا نظر کمزور ہو تو روشنی اور حفاظت کے لئے ،،سورہ فاتحہ اور آیت،، **فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (سورہ قٓ)** پڑھیں آنکھوں پر دم کریں یا پانی پر دم کر کے اس پانی سے آنکھیں دھولیں۔ان شاء اللہ شفا مل جائے گی۔
3. زہریلا جانور کاٹے تو ،،سورہ فاتحہ ،،آیت،، **وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ** (شعراء) آیۃ الکرسی ،،سورہ انشراح،، پڑھ کر دم کریں ان شاء اللہ

صحت مل جائے گی۔

❹ میاں بیوی اور گھروں میں نااتفاقی دور کرنے اور محبت کے لئے

سورہ یٰس: آیت وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ لَوْاَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً مَّااَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (انفال) وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (توبہ) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّالِلّٰہِ (بقرہ)

آیت کریمہ، پڑھنا جاری رکھیں، پانی پردم کرکے سب کو پلائیں۔حسب توفیق صدقہ دے۔اور بزرگوں کی نااتفاقی دور کرنے کے موضوع پر دینی کتابوں کوگھرمیں رکھیں اوران کا مطالعہ کریں،،مثلاً۔

مثالی ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول،سکونِ خانہ،خواتین اسلام کے کارنامے،خواتین کے لئے تربیتی بیانات، خواتین کے مثالی واقعات،تقوی کے ثمرات، روح کی بیماریاں اوراُن کا علاج، مثالی دولہا ودلہن، وغیرہ۔اسی طرح جوان لڑکوں کوعلماء کی صحت اور جماعت میں چلہ، چار مہینے کے لئے بھیجنے سے ان شاءاللہ نااتفاقی دور ہوجائے گی اور دلوں میں محبت پیدا ہوجائے گی۔

❺ رشتہ کے لئے یا رشتہ میں رکاوٹ دور کرنے کے لئے،یعنی جس کی بیٹی کا کوئی رشتہ نہ آتا ہو یا رکاوٹ ہوجاتی ہو اور کامیابی نہ ہوتی ہو تو وہ سورہ رحمٰن روزانہ تین مرتبہ پڑھے،اس وقت تک جب تک کامیابی نہ ہو،ان شاءاللہ جلد کامیابی نظر آئے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ رحمٰن کوقرآن کی دُلہن کہا ہے۔(بحوالہ ہر پریشانی وبیماری کا علاج) ساتھ مندرج ذیل آیات کا پڑھنا بھی جاری رکھیں۔بہت مجرب ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا (فرقان) اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (یوسف) اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ (نحل) رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (قصص) فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (انشراح) اور یَالَطِیْفُ یَابَاسِطُ آیتِ کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ

اور حسب توفیق صدقہ دے اور استغفار پڑھنا جاری رکھیں اسی طرح چند رکعات نفلِ حاجت پڑھ کر اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر اچھے رشتے کے لئے دل سے دعا کریں۔ ان شاء اللہ جوڑ کا رشتہ مل جائے گا۔

٦ نظر بد لگی ہو اس کا اثر ختم کرنے اور حفاظت کے لئے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَیْنٍ لَامَّةٍ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ (قلم) فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ (ملک) آیۃ الکرسی چار قل یَاوَهَّابُ یَاشَافِیْ

پڑھ کر مریض پر دم کریں یا پانی پر دم کر کے پلائیں اور اس کے چہرے پر اس پانی کا چھڑکاؤ کریں۔ ان شاء اللہ نظر بد کا اثر ختم ہو کر صحت مل جائے گی۔ اگر اپنی نظر کسی کو لگی ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کریں۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی پسندیدہ چیز دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔

اسی طرح حدیث پاک میں ہے؛ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں جس کی نظر لگی ہو اس سے وضو کرایا جائے، پھر اسی پانی سے وہ شخص جس کو نظر لگی ہے، غسل کرے۔ (اس عمل سے ان شاء اللہ نظر بد کا اثر ختم ہو جائے گا) (ابوداود؛ ۳۸۸۰)

❼ زبان میں لکنت سے صحت اور شفاء کے لئے دعا۔ ہر نماز کے بعد پابندی کے ساتھ، سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، اور آیت۔،،

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ:،، طاق عدد پڑھنا جاری رکھیں۔ اول آخر درود شریف پڑھیں ان شاء اللہ، اللہ کے فضل اور توفیق سے زبان کی لکنت ختم ہو جائے گی۔

سحر (جادو) کے خاتمے کا مجرب علاج

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار ہوتے، تو معوذتین یعنی **(قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس)** پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کرتے تھے۔،، (مسلم؛ ۵۷۱۵)

❶ اگر کسی پر جادو کا اثر ہو تو اس کو ختم کرنے کے لئے مندرج ذیل عمل بہت مجرب ہے۔ جس کی برکت سے ان شاء اللہ جادو کا اثر بالکل ختم ہو جائے گا۔ ❶ سورہ فاتحہ ❷ سورہ بقرہ کی شروع کی پانچ آیات ❸ آیۃ الکرسی ❹ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ❺ سورہ الم نشرح لک صدرک ❻ سورہ اخلاص ❼ سورہ فلق ❽ سورہ والناس ۹۱) آیت۔؛

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَاهُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَاشَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ ۱۰۲) -فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (سورہ اعراف آیت ۱۱۷ تا ۱۲۲) ⓫ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (سورہ یونس آیت ۸۱ تا ۸۲) ⓬ وَاَلْقِ مَا فِىْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۶۹ تا ۷۰)

مذکورہ بالا سورتیں اور آیات تین تین مرتبہ اول آخر درود شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں یا مریض پر دم کریں۔ اسی طرح پانی پر دم کر کے خود پئیں اور مریض کو پلائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ کے فضل سے ہر قسم کے جادو کا اثر ختم ہوجائے گا اور صحت مل جائے گی۔

❷ حضرت مفتی ولی حسن صاحب نور اللہ مرقدہ جادو کے علاج کے لئے عمل: درود شریف تین بار، سورہ فاتحہ تین بار، آیۃ الکرسی تین بار، سورہ اخلاص تین بار، سورہ فلق تین بار، سورہ والناس تین بار اور تین بار درود شریف، فجر ظہر اور عشاء کے بعد پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں اور ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیریں۔ یہ دم مریض پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ پڑھ کر مریض پر دم کریں۔

ان شاءاللہ جادو کا اثر ختم ہوگا۔(ہر پریشانی و بیماری کا علاج)

بے چینی و پریشانی سے نجات کا مستند علاج

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے اس سے فرمایا استغفار کرو، یعنی اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ دوسرے شخص نے آکر غربت و افلاس کی شکایت کی تو اس سے فرمایا استغفار کرو۔ تیسرا آدمی آیا اس نے نرینہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا، استغفار کرو چوتھے شخص نے آکر اپنے باغ کے خشک ہوجانے کا ذکر کیا تو آپ نے اس سے بھی فرمایا، استغفار کرو۔

چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس چار آدمی الگ الگ شکایت لے کر آئے اور آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا۔ تو جواب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بتلائی، خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا

ترجمہ: اپنے رب سے گناہوں کی معافی طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، تمہارے اموال اور بیٹوں میں اضافہ کردے گا اور تمہارے لئے باغ اور نہریں بنائے گا ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں۔ اول۔ موسلا دھار بارش۔ دوم۔ مال۔ سوم۔ اولاد میں اضافہ۔ چہارم۔ باغات و نہروں کی فراوانی ......کی نعمتوں کو استغفار کے نتیجے کے طور پر ذکر کیا

ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ واستغفار کی کثرت ان نعمتوں کی وصول یابی کا سبب بنتی ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے مختلف شکایتوں والے چاروں اشخاص کو استغفار کا حکم دیا۔

ہر قسم کی بیماری سے نجات اور شفاء حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب عمل و نسخہ

❶ اول، آخر درود شریف ❷ تعوذ و تسمیہ ❸ سورہ فاتحہ ❹ سورہ بقرہ کی شروع کی پانچ آیات ❺ آیۃ الکرسی ❻ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ❼ سورہ حشر کی آخری تین آیات ❽ سور قلم کی آخری تین آیات۔سورہ انشراح یعنی الم نشرح لک صدرک ⓫ سورہ کافرون ⓬ سورہ اخلاص ⓭ سورہ فلق ⓮ سورہ والناس ⓯ آیت کریمہ ⓰

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ⓱ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ⓲ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ⓳ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقرہ) ⓴ چھ آیاتیں شفاء جو یہ ہیں ❶ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ❷ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ❸ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (۴) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ❺ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ❻ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

یہ مختصر عمل ہے مگر بہت ہی مجرب اور ہر بیماری سے شفاء کے لئے مفید ہے۔ یاد رہے کہ قرآن نسخۂ شفاء ہے یہ نسخۂ شفاء ہر گھر میں موجود ہے۔ کسی عامل کے

پاس ہرگز نہ جائیں بلکہ خود یہ تین تین مرتبہ اول آخر درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر یا گھر کے کسی بھی مریض پر دم کریں، یا پانی وغیرہ پر دم کر کے اکتالیس (۴۱) یا اکیانوے (۹۱) دن تک پئیں اور پلائیں۔ اگر زمزم کا پانی ہو تو بہت ہی اچھا کیونکہ، حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ زمزم کے پانی میں خوراک بھی ہے اور شفاء بھی ہے۔ ان شاء اللہ کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی ہر قسم کی بیماری سے شفاء اور صحت مل جائے گی۔

درج ذیل ہدایات پر عمل کریں

❶ دو رکعت صلوٰۃ حاجت وتوبہ پڑھیں ❷ دعاؤں کا اہتمام کریں ❸ حسبِ توفیق صدقہ دیں ❹ بروقت نماز پڑھنے اہتمام کریں، اور یہ ارادہ کریں کہ اگر آج تک میری کوئی نماز قضا ہوتی تھی تو آج کے بعد کوئی نماز قضا نہیں ہوگی بلکہ خشوع وخضوع کے ساتھ وقت پر پڑھنے کا اہتما کروں گا۔ ❺ روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کریں چاہے جتنا بھی ہو۔ ❻ سورہ یٰس پڑھنے کا معمول بنائیں۔ ❼ ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کریں ❽ اگر کسی کا حق مارا ہے یا ناحق کسی چیز پر قبضہ کیا ہے فوراً واپس کر دیں ❾ اگر کسی پر ظلم کیا ہے تو معاف کرانا ضروری ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ظلم کی سزا مرنے سے پہلے ملتی ہی ہے۔ -اگر والدین کو ناراض کیا ہے فورا معافی مانگیں اور ان کو راضی کر کے ان کی ایسی خدمت کریں کہ ان کی دعاؤں سے آپ کی پریشانی دور ہو جائے۔ ⓫ آیاتِ کریمہ کا روزانہ۔ ۳۰۰۔ مرتبہ پڑھنے کا اہتما کریں۔ ⓬ استغفار پڑھنا حسب توفیق جاری رکھیں ۔ ⓭ درود شریف کا اہتمام کریں۔ صبر کا اہتما کریں کہ صبر کا بدلہ جنت ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں

کے ساتھ ہے۔ ⑭ تقدیر پر راضی رہیں، ⑮ اللہ کی مخلوق پر رحم کرنے کا عزم کریں ۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ تم زمین والوں پہ رحم کرو آسمان والا تمہارے اوررحم کردے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوجائے گی تو پھر ہر پریشانی آسان ہوجاتی ہے۔ ⑯ اگر کسی کے ساتھ قطع رحمی کی ہے ،خاصکر رشتہ داروں کے ساتھ فوراً ختم کریں۔ ⑰ ہرایک سے خندہ پشانی،نرمی،محبت،اچھے اخلاق اور حسن سلوک سے پیش آئیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ مندرج بالاہدایات پر عمل کریں گےاللہ تعالیٰ ہماری پریشانیوں کوآسان اور ختم کردیں گے۔اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطافرمائیں۔

قرآن کے ذریعہ ایک ہندو کو کینسر سے شفاء اور اُس کے اِسلام لانے پر سبق آموز واقعہ

یہ واقعہ،محبوب العلماء والصلحاء حضرت اقدس،مرشدی مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے بیان میں سنایا تھاجو اپنے الفاظ میں پیش خدمت ہیں۔واقعہ کچھ اس طرح تھا کہ فرمایا؛ سندھ کے اندر ایک اسکول میں دو بچیاں جوایک کلاس میں پڑھتی تھیں ایک مسلمان،دوسری ہندو۔ایک محلے کے رہنے والی تھیں۔دونوں کے درمیان دوستی ہوگئی تو ہندو بچی مسلمان بچی کے گھر کھیلنے کے لئے آتی۔اُدھر مسلمان بچی کی والدہ عالمہ تھی وہ اپنے گھر محلے کے بچوں کوقرآن ،اسلامیات وغیرہ پڑھاتی تھی۔جب مسلمان بچی نورانی قاعدہ پڑھتی تو ہندو بچی بھی ساتھ بیٹھ کر آنجانے میں پڑھتی۔ جہاں مسلمان بچی کا قاعدہ ختم ہوگیا اُدھر ہندو بچی کا بھی قاعدہ ختم ہوا۔جب مسلمان بچی نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو ہندو،دوست

نے بھی پڑھنا چاہا۔مسلمان بچی کی والدہ نے اُسے کہا کہ قرآن شروع کرنے سے پہلے یہ کلمہ؛**لاالٰہ الا اللہ محمدرسول اللہ**، پڑھ لے مگر گھر میں بتانے کی ضرورت نہیں پھرقرآن شروع کرلینا۔چنانچہ اُس نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔توجہاں مسلمان بچی کا قرآن ختم ہوا اُدھراِس بچی کا بھی قرآن ختم ہوگیا۔اب یہ بچی جب گھر جاتی تو ہندو کی ہندو رہتی اور جب اپنی باجی اور دوست کے گھر آتی تونمازیں پڑھتی۔قرآن پڑھتی۔چنانچہ اس طرح زندگی گزر رہی تھی اور یہ بچی جوان ہوگئی۔

ایک دن روتے ہوئے اپنی باجی کے پاس آئی ،باجی نے رونے کی وجہ پوچھی۔توبتایا کہ میں ایک پکے ہندو کارکن کی بیوی بننے والی ہوں اوردودن بعدمیری شادی ہونے والی ہے ۔میں پریشان ہوں کہ میں کیاکروں گی۔باجی نے بتایاگھبرانے کی ضرورت نہیں فارغ وقت میں اللہ کی کتاب قرآن کی تلاوت کرتی رہنا۔اللہ کوئی راستہ نکال دے گا۔اُس نے کہا کہ قرآن تومیرے پاس نہیں ہوگا اس لئے کہ میرے شوہرکوپتہ چلاتب تومیری زندگی کا آخری دن ہوگا۔باجی معلِمہ نے کہا کہ قرآن آپ تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔چنانچہ بازار سے ایک خوبصورت قرآن لیااورپھرایک اچھا قیمتی سوٹ (کپڑوں کا جوڑا) لیا ۔قرآن مجیدکوکپڑوں کے سوٹ میں رکھ کرگفٹ تیارکرکے مضبوط طریقے سے باندھا تاکہ یہاں نہ کھلنے پائے ۔جب سامان شوہرکے گھر پہنچے گا تو یہ خود سامان کھولکر قرآن کسی جگہ شوہرسے چُھپاکرر کھے گی۔چنانچہ باجی صاحبہ نے یہ گفٹ لاکراس بچی کی والدہ کودیا کہ آپ کی بچی میری بچی کی کلاس فیلواوردوست ہے۔اس کی شادی ہونے والی ہے یہ ہماری طرف سےان کوگفٹ ہوگیا قبول کرلے۔بچی کی رخصتی ہوگئی۔جب شوہرکام پہ چلے

جاتے ہیں پیچھے یہ قرآن نکال کر بوسے لیتی ہے، سینے سے لگا لیتی ہے اور نمازیں قضا کر لیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ میرے لئے بس یہی ایک راستہ ہے۔ جب شوہر گھر آتا ہے تو ہندو بنی رہتی ہے۔ یہ بھی شوہر کی خدمت دل سے کرتی ہے اور شوہر بھی اپنی اس بیوی سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ اچھی پرسکون زندگی گزر رہی ہے۔ اللہ کی شان کافی عرصہ گزر گیا۔ اس دوران ان کے ہاں تین چار بچے بھی ہو گئے۔ ایک دن شوہر جب کام سے گھر آیا تو بیوی سے کہنے لگا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں، کچھ کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ بیوی نے کہا کہ آپ کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس جا کر چیک اپ کروائیں پتہ چلے گا کہ آپ کو کیا مسئلہ ہے۔

یہ ڈاکٹر کے پاس گیا اور کچھ ٹیسٹ کروا لئے۔ جب رپوٹ آئی تو ڈاکٹر نے کہا کہا آپ کو آخری درجہ کا کینسر لگ چکا ہے بس آپ نو، دس دنوں کے مہمان ہیں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ گھر آئے محبت کرنے والی بیوی اور بچوں کو دیکھے تو روئے۔ بیوی نے رونے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ بس میں تو چند دن کا مہمان ہوں۔ رپوٹ آئی مجھے آخری درجے کا کینسر لگ چکا ہے۔ بیوی نے جب یہ سنا وہ بھی بڑی پریشان ہوگئی کہ کینسر تو لاعلاج بیماری ہے۔ پھر اپنی معلمہ باجی سے رابطہ کیا کہ میرے شوہر کو آخری درجہ کا کینسر لگ چکا ہے ہم بڑے پریشان ہیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ باجی صاحبہ نے جواب میں کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن نسخہ شفاء ہے میں آپ کو قرآنی عمل بتلا دیتی ہوں آپ اسے پڑھ کر اکتالیس دنوں تک پانی پر دم کر کے وہ پانی شوہر کو پلائیں۔ ان شاء اللہ موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء اور صحت مل جائے گی۔ وہ عمل یہ ہے۔ ① سورہ فاتحہ ② سورہ الم نشرح لک ③ چھ آیتیں شفاء جو یہ ہیں۔

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّوْمِنِيْنَ (۲) فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ (۳) وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (۴) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ (۵) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۶) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

چنانچہ اس کو، قرآن پر یقین تھا کہ قرآن ہر بیماری کے لئے نسخہ شفاء ہے۔ پھر اپنے شوہر سے کہنے لگی کہ اگر میں آپ کو کوئی دوا پلادوں اور آپ ٹھیک ہو گئے تو آپ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ جو میں کہوں گی آپ مانیں گے۔ شوہر کہنے لگا کہ کینسر تو ایک لاعلاج مرض ہے اُس سے مجھے کیسے شفاء اور صحت مل سکتی ہے؟ بیوی نے کہا اگر صحت نہ ملی تب تو بات ہی ختم۔ اور اگر آپ کو صحت مل گئ تو وعدہ کرے کہ جو میرا مطالبہ ہوگا آپ پورا کریں گے۔ ہندوؤں کے طریقے کے مطابق اس سے سارے وعدے اور قسم لے لئے۔ اس نے بھی وعدہ کرلیا کہ ہاں اگر مجھے زندگی مل جاتی ہے تو آپ کا کہنا مانوں گا۔ چنانچہ بیوی نے اللہ کی کتاب قرآن جو ہر مرض کے لئے نسخہ شفاء ہے۔ باجی کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق قرآنی عمل یعنی سورہ فاتحہ، سورہ انشراح اور چھ آیتیں شفاء پڑھ کر پانی پر دم کر کے شوہر کو پلاتی ہے۔ شوہر آگے سے پوچھتا ہے کہ اس میں کیا ہے؟ بیوی کہتی ہے کہ پیئو اس میں شفاء ہے۔ چنانچہ دس دن گزر گئے، بیس دن گزر گئے، تیس دن گزر گئے، چالیس دن گزر گئے۔ ماشاء اللہ، چہرے پہ لالی، سرخی اور جسم میں طاقت آ گئ۔ بیوی سے کہنے لگا کہ لگتا ہے آپ کی دوا کام آ گئ۔ بیوی نے کہا اچھا پھر اسی ڈاکٹر کے پاس جا کر ٹیسٹ کروالے۔ رپوٹ آجائے گی پتہ چل جائے گا۔ وہ اسی ڈاکٹر کے پاس ٹیسٹ کروانے گیا۔ جب رپوٹ آئی تو ڈاکٹر حیران ہو کر کہنے لگا کہ آپ کو تو ایسی صحت مل چکی ہے کہ آپ نے کبھی کینسر کی بیماری دیکھی ہی نہیں۔ جب گھر آئے بیوی سے کہا کہ واقعتاً آپ کی دوا تو کام

آ گئی۔ رپوٹ بالکل صاف آ گئی اور ڈاکٹر نے کہا لگتا ہے کہ آپ نے کینسر کی بیماری دیکھی ہی نہیں۔ بیوی یہ سنکر بڑی خوش ہوئی اور اپنے کریم پروردگار کا شکر ادا کیا۔ پھر شوہر سے کہنے لگی کہ اپنا وعدہ پورا کرلو کہ جو میں کہوں گی آپ مانیں گے۔ شوہر کہنے لگا کہ ٹھیک ہے کسی بھی چیز لانے کا کہو گی۔ کپڑے، زیور وغیرہ تو میں لے آؤں گا۔ بیوی نے کہا نہیں،، آپ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوجاؤ۔ شوہر یہ سنکر ہکا بکا رہ گیا۔ ہاں یہ کیا کہہ رہی ہو میں ہندو، باپ دادا ہندو۔ پھر بیوی نے سارا قصہ سنایا کہ میں کیسے مسلمان ہوئی اور قرآن کیسے میرے پاس پہنچا۔ بتایا کہ دیکھے آپ کو جو صحت مل گئی یہ اللہ کے قرآن سے کہ میں وہ پڑھ کر پانی پر دم کرتی اور آپ کو پلاتی ۔ دیکھو آپ کو کینسر جیسے لاعلاج بیماری سے صحت اور نئی زندگی مل گئی۔ چنانچہ شوہر بھی ایمان لایا۔ ان کی باقی زندگی اسلام کے مطابق گزرگئی۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم بھی قرآن سے شفاء حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ یقیناً اگر دل کے یقین کے ساتھ مذکورہ بالا قرآن کا حصہ پڑھا جائے اور مریض پر اور پانی وغیرہ پر دم کر کے پلایا جائے تو ہر بیماری سے صحت اور شفاء مل جائے گی۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اس پر یقین کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین (یہ واقعہ قرآن عظیم الشان کتاب میں بھی چھپ چکا ہے)

استخارے سے متعلق اہم مباحث۔

استخارہ کا مطلب۔ استخارہ کسی معاملہ میں خیر اور بھلائی کو طلب کرنا یعنی روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے اپنے ہر جائز کام میں اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس سے خیر وبھلائی اور رہنمائی طلب کرنا ہے۔

استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے (ترمذی)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرنا انسان کے لئے بدبختی میں شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الاسانید) ایک اور حدیث میں ہے؛ جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا (یعنی انجام کے اعتبار سے کامیابی ایسے شخص کو ملے گی اگر چہ کسی موقع پر یہ خیال دل میں آجائے کہ جو ہوا وہ اچھا نہیں ہوا مگر ہوگا وہی جو اس کے حق میں خیر ہوگا)

استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ

استخارہ ایک مسنون عمل ہے جس کا طریقہ اور دعا احادیث میں منقول ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دن یا رات میں کسی بھی وقت (بشرطیکہ وہ نفل کی ادائگی کا مکروہ وقت نہ ہو) دو، رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں۔ سلام پھیر کر یہ دعا عربی میں مانگیں، اگر عربی میں مشکل ہو تو ترجمہ پڑھ لیں۔ دعا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (اس

جگہ اپنی حاجت کی نیت کریں) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (یہاں بھی حاجت کی نیت کریں) شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ (بخاری ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ؛ میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ طاقت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ (اس معاملہ کی بہتری کو) جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا اور آپ غیب کا علم جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لئے استخارہ کررہے ہیں) میرے حق میں بہتر ہے میرے دین کے اور معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادیجئے اور میرے لئے آسان بھی فرمادیجئے پھر اس میں برکت بھی ڈال دیجئے اور اگر آپ کے علم میں یہ ہے کہ معاملہ (اس جگہ بھی معاملہ کا تصور کرے) میرے حق میں بُرا ہو میرے دین کے اعتبار سے یا میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے یا میرے انجام کے اعتبار سے اور فوری نفع یا دیرپا نفع کے اعتبار سے بہتر نہیں تو اس کو مجھ سے پھیر دیجئے اور مجھے اس سے پھیر دیجئے اور میرے لئے خیر مقدر فرمادیجئے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی اور مطمئن بھی فرمادیجئے۔،، (اصلاحی خطبات)

استخارہ کے بعد خواب کو ضروری سمجھنا

یہ بھی غلط فہمی ہے کہ استخارہ کے بعد خواب دیکھنا یا خواب میں نظر آنا ضروری

ہے کہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کوئی کشف والہام ہوگا یا کوئی فرشتہ آسمان سے آ کر بتلادے گا یہ سب غلط ہے۔مسنون استخارہ جو پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالی سے خیر کو طلب کیا جائے اور دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھی جائے۔اس کے بعد جس طرف زیادہ میلان اور دل مطمئن ہو اسی میں خیر ہوگی۔

استخارہ کتنی بار کیا جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ انس جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو پھر اس کے بعد اس کے بارے میں دیکھو تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے (مظاہر حق) بہتر یہ ہے کہ استخارہ تین سے سات دن تک پابندی سے کیا جائے اگر اس کے بعد بھی شک باقی رہے تو مسلسل کرتا رہے جب تک ایک طرف رجحان نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہ کرے۔ استخارہ کرنے کے لئے کوئی مدت متعین نہیں (رحمۃ اللہ البالغہ) لیکن ضروری نہیں ہے کہ دل یکسو ہو ہی جائے اگر کئی مرتبہ استخارہ کے بعد بھی یکسوئی نہ ہو تو کسی سے مشورہ بھی کرلے (الکلام الحسن)

استخارہ کے مقبول ہونے کی علامت

استخارہ کے مسنون عمل سے دو فائدے ہوتے ہیں ❶ دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا۔ ❷ اور اس مصلحت کے اسباب میسر ہو جانا۔تاہم اس میں خواب آنا ضروری نہیں۔(آپ کے ظاہری و باطنی مسائل کا حل۔)

استخارہ خود کرنا مسنون ہے نہ کہ دوسرے سے کروانا

استخارہ خود کرنا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے لہٰذا کسی سے استخارہ کروانا صحیح نہیں ہے بلکہ خلاف سنت ہے۔اس وجہ سے استخارہ خود کرنا چاہیے ۔آج کل یہ فراڈ عام ہے اور عام ہوتا جارہا ہے کہ آن لائن استخارہ کررہے ہیں یاایک ہی وقت میں پانچ سولوگوں سے پیسے لیکر جھوٹا استخارہ نکالا جاتا ہے بلکہ ٹی وی وغیرہ پر استخارے نکلوائے جارہے ہیں حالانکہ استخارہ اللہ تعالیٰ سے اپنے معاملہ میں خیر اور بھلائی طلب کرنا ہے نہ کہ خبر معلوم کرنا۔پھر جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ہدایت ہے کہ جس کا کام ہے وہ خود استخارہ کرے۔ دوسرے سے کروانے کا کوئی ثبوت نہیں۔آپ اس سے زنداز ہ لگایئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ دین پر عمل کرنے والا کوئی نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہتر استخارہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ کسی صحابی نے پیغمبر علیہ السلام سے جاکر کہا ہو کہ میرے لئے استخارہ کردیجئے ۔تو سنت یہی ہے کہ صاحب معاملہ خود استخارہ کرے اسی میں برکت ہے۔لوگ یہ سمجھ کر ہم تو گناہ گار ہیں ہمارے استخارہ کا کیا اعتبار کسی بزرگ اور عالم سے استخارہ کرواتے ہیں کہ اس میں برکت ہوگی لیکن حدیث میں استخارہ کے لئے نیک ہونے کی شرط نہیں ہے۔ دعا کے الفاظ میں سارے صیغے متکلم کے ہیں۔اس لئے جو مریض ہے وہ دوا استعمال کرے تو اس کو فائدہ ہوگا یعنی جو اللہ تعالیٰ سے مشورہ مانگنا چاہتا ہے تو وہ خود مانگے۔ وسروں سے استخارے کروانا نہ سنت سے ثابت ہے،نہ ہی درست ہے اور نہ ہی یہ فراڈی لوگ ہمارے لئے مخلص ہوسکتے ہیں بلکہ چند پیسوں کی خاطر سوا فریب اور دھوکہ کے اور کچھ نہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے مشورہ (استخارہ) خود کریں، عاملوں سے بچیں۔

استخارہ کے لئے وقت مقرر کرنا۔ واضح رہے کہ استخارہ دن میں کیا جائے یا رات میں کوئی قید نہیں۔ کسی بھی وقت چاہے کر لے جائز ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ عشاء کے بعد یا سوتے وقت ہی استخارہ کرنا ضروری ہے یہ غلط ہے۔ اگرچہ بعض سے منقول ہے کہ رات کو سونے سے پہلے دو رکعت نفل کی نیت باندھے پہلی رکعت میں آیت الکرسی دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی جائے۔

استخارہ ہر کام کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ استخارہ صرف اہم اور بڑے کاموں میں نہیں بلکہ اپنے ہر کام میں خواہ وہ کام چھوٹا ہو یا بڑا اللہ رب العزت سے خیر اور بھلائی کو طلب کرنی چاہیئے۔ حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو ہر کام میں استخارہ یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ (بخاری)

نوٹ: یاد رہے کہ استخارہ اوامر اور نیک کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا۔ مثلاً: میں نماز پڑھو یا نہیں، روزے رکھو یا نہیں، حج کرو یا نہیں، ذکر عبادت کروں یا نہیں وغیرہ ذالک۔ اور نہ ہی استخارہ نواہی سے بچنے یا نہ بچنے کے لئے کیا جاتا ہے، مثلاً قتل، زنا، جھوٹ، غیبت، دھوکہ وغیرہ یا کوئی بھی گناہ ہے کروں یا نہیں۔ بلکہ جن کاموں کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ہر حال میں کرنے ضروری ہیں۔ اور جن کاموں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے ان سے بچنا ہر حال میں لازمی ہے۔ استخارہ صرف اُن مباح کاموں کے لئے کیا جاتا ہے (جو خلاف سنت و شریعت نہ ہو) جن کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں شریعت نے نہ کوئی حکم دیا ہو اور نہ منع فرمایا ہو۔ مثلاً سفر پہ جانے نہ جانے، کوئی کاروبار شروع کرنے یا نہ کرنے، فلان جگہ رشتہ کرنے یا نہ کرنے

وغیرہ ذالک، کے بارے میں انسان کو اختیار ہے مگر انسان نہیں جانتا کہ اس میں میرے لئے بھلائی، فائدہ ہے یا نقصان جس کے لئے مسنون عمل استخارہ کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کے طلب کے لئے مشورہ کرنا ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے؛ جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علاج

❶ نماز میں شفاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر بیٹھ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف توجہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا؛ کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ میں نے کہا؛ جی ہاں، یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اُٹھو نماز پڑھو، کیونکہ نماز میں شفاء ہے۔ (ابن ماجہ)

نوٹ؛ نماز اہم ترین عبادت ہونے کے ساتھ بہت سی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج بھی ہے، اس لئے نماز کو عبادت سمجھ کر ہی ادا کرنا چاہیے۔

❷ ٹھنڈے پانی سے بخار کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ تم میں سے کسی کو جب بخار آئے تو سحری کے وقت ٹھنڈا پانی (اس کے بدن پر) تین رات تک چھڑکا جائے۔،، (مستدرک؛ ۸۲۲۶، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

فائدہ آج جدید طریقہ علاج کے مطابق ڈاکٹر حضرات بھی بخار کے مریض

کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹی رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ مفید ہے۔

۳ بخار کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جسے بخار آجائے وہ تین دن غسل کے وقت یہ دعا پڑھے، تو (ان شاء اللہ) اسے شفاء حاصل ہوگی (**بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِغْتَسَلْتُ رَجَآءَ شِفَائِكَ وَتَصْدِيْقِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ** ﷺ) ترجمہ۔اے اللہ! میں نے تیرے نام سے غسل کیا، شفاء کی امید کرتے ہوئے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے۔،، (ابن ابی شیبہ؛ ۷:۵ ۱۴، عن مکحول رضی اللہ عنہ)

۴ زمزم میں شفاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم کے بارے میں فرمایا؛ یہ ایک مکمل خوراک بھی ہے اور بیماریوں کے لئے شفاء بخش بھی ہے،، (بیہقی فی شعب الایمان)

۵ صدقہ سے علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ صدقہ سے اپنے مریضوں کا علاج کیا کرو۔ کیونکہ صدقہ بیماریوں اور پیش آنے والی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔،، (کنز العمال: ۲۸۱۷۸، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۶ سورہ فاتحہ سے علاج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا گذر ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک شخص کو بچھو نے ڈس لیا تھا، وہاں کے لوگوں میں سے ایک شخص نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دم کرنے کی درخواست کی چنانچہ ایک صحابی

ؓ تشریف لے گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا وہ اچھا ہو گیا۔ (بخاری)

۷ سورہ فاتحہ سے علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ سورہ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے(سنن دارمی؛ ۳۳۴۳،عن عبدالملک ؓ،طب نبوی)

فائدہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؛اگر جسم میں کہیں درد ہو،تو درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورہ فاتحہ،، پڑھے ان شاء اللہ آرام ملے گا (طب نبوی،،بحوالہ صرف پانچ منٹ کا مدرسہ)

۸ عجوہ کھجور سے زہر کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے(ترمذی؛۲۰۶۸،عن ابی ہریرہ ؓ)

۹ مریض کی شفاء کا کامیاب نسخہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہے اور اس کے لئے سات مرتبہ یہ دعا کی؛ (اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ ،رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ) تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور شفاء عطا فرمائیں گے۔،، (عن ابو داود؛۳۱۰۶؛عن ابن عباس ؓ)

۱۰ نظر لگنے سے حفاظت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جس شخص نے کوئی ایسی چیز دیکھی جو اسے پسند آ گئی

،پھر اسنے (ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ) کہہ لیا ،تو اس کی نظر سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔،، (کنز العمال؛ ۱۷۶۶۶، ،عن انسؓ)

⑪ نظر بد کا علاج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں جس کی نظر لگی ہو اس سے وضو کرایا جائے، پھر اسی پانی سے وہ شخص جس کو نظر لگی ہے، غسل کرے۔ (ابوداود؛ ۳۸۸۰)

نوٹ؛ ؛جس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ اس کی نظر لگی ہے تو اس کے وضو کے پانی سے غسل کرایا جائے (بحوالہ صرف پانچ منٹ کا مدرسہ)

⑫ بڑی بیماریوں سے سے حفاظت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ جو شخص ہر مہینے تین دن صبح کے وقت شہد چاٹے گا، تو اسے کوئی بڑی بیماری نہیں ہوگی۔،، (ابن ماجہ؛ ۳۴۵۰، ،عن ابی ہریرہؓ)

⑬ شہد کے فوائد

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (**يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ**؛ سورہ نحل) **ترجمہ**: ان مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔

خلاصہ؛ شہد ایک ایسی قدرتی نعمت ہے، جو مکمل دوا اور بھرپور غذا بھی ہے، جو ہر شخص اور ہر عمر والے کے لئے بے حد مفید ہے، خصوصیت سے صبح نہار منہ اس کا استعمال بڑی بڑی بیماریوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے (صرف پانچ منٹ کا مدرسہ)

⑭ شہد اور قرآن سے شفاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ تم اپنے لئے شفاء کی دو چیزیں؛ یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑلو۔ (ابن ماجہ: ۳۴۵۲، عن عبداللہ بن مسعودؓ)

⑮ دعائے جبریل علیہ السلام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس دعا کو پڑھ کر دم کیا

(بِسْمِ اللهِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ) مسلم ۵۶۹۹)

⑯ ہر بیماری کا علاج

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پوچھا؛ اے محمد! کیا آپ کو تکلیف ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ ہاں! تو جبریل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی (**بِسْمِ اللهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَّعَيْنٍ حَاسِدٍ بِسْمِ اللهِ أَرْقِيْكَ وَاللهِ يَشْفِيْكَ**) ترجمہ۔ اللہ کے نام سے جھاڑتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے خواہ کسی جاندار کی برائی ہو یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی ہو، اللہ کے نام سے جھاڑتا ہوں، اللہ آپ کو شفاء دے۔ (ترمذی: ۹۷۲، عن ابی سعیدؓ)

⑰ معوذتین سے بیماری کا علاج

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار

ہوتے ،تو معوذ تین یعنی (قل اعوذ برب الفلق،قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے او پر دم کرلیا کرتے تھے۔،، (مسلم:۵۷۱۵)

۱۸ کلونجی سے علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ،، بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں، جس کے لئے کلونجی میں شفاء نہ ہو۔،،، (مسلم:۵۷٦۸،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

باب۔کچھ اشعار اور تین تین چیزوں پر مشتمل ایک اہم نصیحت پر۔

اس باب میں عبرت کے لئے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں۔حقیقت میں یہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔**لاتغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور**، کہ یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔**انما الحیاۃ الدنیا لھو ولعب**۔بے شک یہ دنیا کی زندگی کھیل ہے۔موت پر سب کچھ ختم ہوجاتا ہے۔جس نے دنیا میں اچھے اعمال کیے اور اپنے کریم پروردگار کا راضی کرلیا تو وہ کامیاب ہوا۔اور جس نے غفلت کی زندگی گزاری وہ ناکام ہوا۔موت نے نہ تو کسی فقیر کو چھوڑا ہے اور نہ ہی کسی بادشاہ کو۔ہر ایک نے مرنا ہے۔اور کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر ذرے ذرے کا حساب دینا ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ تم میں سے عقل مند انسان وہ ہے جو مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے مرنے پہلے تیاری کرلے۔

اس لئے بزگانِ دین ومشائخ مراقبے کا حکم فرماتے ہیں کہ صبح شام یہ مراقبہ کرلیا کرو۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوزانو بیٹھ کر آنکھیں بند کرتے ہوئے یہ تصور کرلیں کہ دنیا کا نظام درہم برہم ہوچکا ہے۔یعنی قیامت برپا ہوچکی ہے۔ایک اللہ کی ذات موجود ہے اور ایک میں موجود ہوں۔اللہ تعالی نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کردیا ہے اور مجھ سے ذرے ذرے کا حساب لیا جارہا ہے۔تو آپ کے دل کا آئینہ آپ کو سب کچھ بتادے گا کہ صبح سے لے کر رات تک اور رات سے لے کر صبح تک آپ نے کمایا کتنا اور کھویا کتنا۔یعنی آپ نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اچھے اعمال کتنے کیے۔اور شیطان کو خوش کرنے

والے بُرے اعمال کتنے کیے۔تو اس برکت سے آپ گناہوں سے بچیں گے۔اور اللہ رب العزت کو راضی کرنے لئے اچھے اعمال کرنے کی توفیق مل جائے گی۔

درس عبرت۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے
جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا حسرت سدھارا
پڑا رہ گیا سب یہی ٹھاٹھ سارا
جگی جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ،ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسن ظاہری نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی
جہاں تاک میں کھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی
یہ طرز معیشت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو
ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو

سمجھ لینا اب چاہیئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے
نہ دلدادۂ شعر گوئی رہے گا
نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہاہے نہ کوئی رہے گا
رہے گا تو ذکر نکوئی (اچھا) رہے گا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر
اور اٹھتے چلے جارہے ہیں برابر
یہ ہروقت پیش نظر ہے یہ منظر
یہاں پرتیرادل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے
جہاں میں کہیں شور ماتم بپاہے
کہیں فکر وفاقہ سے آہ وبکاہے
کہیں شکوۂ جور ومکر ودغاہے
غرض ہرطرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے

مراقبہ موت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ
بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ
چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا
گنج سیم وزر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالی شان بھی بنوایا تو کیا
دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر وسکندر وجسم چل بسے
زال اور سہراب ورستم چل بسے
کیسے کیسے شیر وضغیم (بہادر) چل بسے
سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیلتن (قوی) کیا کیا پچھاڑے موت نے
سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس و شیطان ہیں خنجر در بغل
وار ہونے کو ہے اسے غافل! سنبھل
آنہ جائے دین وایمان میں خلل
باز آ، باز آ، اے بدعمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفعتہً سر پر جو آ پہنچے اجل
پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل
پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عشرت دنیائے فانی ہیچ ہے
پیش عیش جاودانی ہیچ ہے

مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے
چند روزہ زندگانی ہیچ ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم
دفعتاً ایک روز جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن
قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن
اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ہے ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر ایک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
تجھ پہ ایک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہرِ غفلت یہ تیری ہستی نہیں
دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش وعشرت ومستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ تو آرام کر
مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یادِ حق دنیا میں صبح شام کر
جس لئے آیا ہے تو وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال دولت کا بڑھانا ہے عبث
زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث
رہ گزر کو گھر بنانا ہے عبث

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش وعشرت کے لئے انسان نہیں
یاد رکھ تو بندہ ہے مہمان نہیں
غفلت ومستی تجھے شایاں نہیں
بندگی کر تو اگر ناداں نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا
عالم فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بے کار رکھ
آخرت کے واسطے تیار رکھ

غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ
موت کا ہر وقت استحضار رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی
مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی
پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر
یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل یادِ حق دن رات کر
ذکر و فکر ہاضم اللذات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تین تین چیزوں پر مشتمل ایک اہم نصیحت

❶ تین چیزوں پہ ایمان رکھنا

۔توحید۔۔رسالت۔۔قیامت۔

❷ تین چیزوں کے لئے لڑنا۔۔۔اسلام۔۔ملک۔۔حق۔

❸ تین چیزوں کا احترام کرنا۔۔والدین۔۔استاد۔۔قانون۔

❹ تین چیزوں کو حاصل کرنا۔۔۔علم۔۔اخلاق۔۔شرافت۔

❺ تین چیزوں کو ہمیشہ عزیز رکھنا۔۔۔نیکی۔۔ایمان۔۔سچائی۔

❻ تین چیزوں کی کوشش کرنا۔۔۔نماز۔۔جہاد۔۔حلال رزق۔

❼ تین چیزوں کو قابو میں رکھنا۔۔۔زبان۔۔دل۔۔غصہ۔

❽ تین چیزوں کو پاک رکھنا۔۔۔خیالات۔۔جسم۔۔لباس۔

❾ تین چیزیں باعث فساد ہیں۔۔زن۔۔زر۔۔زمین۔

❿ تین چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔موت۔۔احسان۔۔نعمت۔

⓫ تین چیزوں کو فکر کے ساتھ اٹھانا۔۔۔قلم۔۔قسم۔۔قدم۔

⓬ تین چیزوں کو پسند کرنا۔۔۔حق گوئی۔۔رحمدلی۔۔عاجزی۔

⓭ تین چیزوں کی تمنا کرنا۔۔۔تندرستی۔۔نیک اولاد۔۔نیک بیوی۔

⓮ تین چیزوں سے کام لینا۔۔۔عقل۔۔ہمت۔۔صبر۔

⓯ تین چیزوں سے پرہیز کرنا۔۔۔چغلخوری۔۔دروغ گوئی۔۔غیبت۔

⓰ تین چیزوں سے خود کو باز رکھنا۔۔۔آفسوس۔۔فریاد۔۔بددعا۔

۱۷ تین چیزوں کے ساتھ رہو(۵۴۵)۔۔ادب۔۔تقوی۔۔طہارت۔

۱۸ تین چیزوں کو کبھی نہ جانے دو۔۔ایمان۔۔اعتماد۔۔اتحاد۔

۱۹ تین چیزوں پہ کبھی دھوکہ مت کھاؤ۔۔دنیا۔۔دولت۔۔جوانی۔

۲۰ تین چیزیں باعث پریشانی ہیں۔۔سستی۔۔بداخلاقی۔۔بد پرہیزی۔

۲۱ تین چیزوں سے ڈرو۔۔خدا کی نافرمانی سے۔۔شیطان کی دوستی سے۔۔ کفر پر خاتمہ سے۔

۲۲ تین چیزوں کے اپنانے میں عار محسوس نہ کرو۔۔علم حاصل کرنے میں۔۔حلال کمائی میں۔۔ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنے میں۔

۲۳ تین چیزوں کے لئے تیار رہو۔۔دین کی طلب۔۔حصولِ مقصد۔۔تیاری برائے آخرت۔

۲۴ تین چیزوں کی حفاظت تین چیزوں سے کرو۔۔دل کی حفاظت نماز سے۔۔نگاہ کی حفاظت مجلس سے۔پیٹ کی حفاظت دستر خوان پر حرام سے۔

۲۵ تین چیزوں کی حفاظت تین چیزوں سے ہوتی ہے۔۔شرمگاہ کی حفاظت آنکھ کی حفاظت سے۔۔بیماری کی حفاظت احتیاط اور پرہیز سے۔۔برے خاتمے سے حفاظت۔۔ایمان،،یقین،،نیک اعمال سے۔

۲۶ تین چیزوں سے بچ کے رہو۔۔عورت کی مکر سے۔۔بجلی کی ٹکر سے۔۔پانی کی چکر سے۔

اشعار کی صورت میں دعا

مرشدی ،محبوب العلماء والصلحاء حضرت اقدس مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے اختتام بیان پر مراقبے میں اشعار کی

دل مغموم کو مسرور کردے
دل بے نور کو پُرنور کردے
فروزاں دل میں شمع طور کردے
یہ گوشہ دل نور سے معمور کردے
ہے میری گھات میں خود نفس میر
خدایا اس کو بے مقدور کردے
مئے وحدت پلا مخمور کردے
محبت کے نشے میں چور کردے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی
میرے باطن کی ظلمت دور کردے
ہوا وحرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے ۔
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
فضل فرما اے اللہ دل بدل دے
رہوں بیٹھا میں اپنا سر جھکا کر
سرور ایسا عطا کر دل بدل دے
گناہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا راستہ دل بدل دے

سینوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزا آجائے مولا دل بدل دے
سہل فرما مسلسل یاد اپنی
کرم فرما اے اللہ دل بدل دے
یہ کیسا دل ہے سینے میں
جو زندہ بھی ہے مردہ دل بدل دے
تیرا ہوجاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
پڑا رہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
جو ہو دیدار تیرا روز محشر
تو دیکھے مسکرا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوا سے
جیوں، میں تیری خاطر دل بدل دے
میری فریاد سن لے میرے مولا
بنالے اپنا بندہ دل بدل دے
ہوا وحرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے

کرم فرما اے اللہ دل بدل دے۔(آمین)

ایسی صورت جو مجھے آپ سے غافل کردے
اے خدا اس سے بہت دور مرا دل کردے
اپنی رحمت سے طوفان کو ساحل کردے
ہر قدم پر تو مرے ساتھ میں منزل کردے
اے خدا دل پہ مرے فضل وہ نازل کردے
جو مرے درد محبت کو بھی کامل کردے

اے اللہ مذکورہ بالا دعاؤں کو ہم سب کے حق میں قبول کردے
ہمارے دلوں کو اپنی نور محبت سے معمور کردے (آمین)

خاتمہ

واختم ھٰذا الکتاب بما ختم بہ البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کتابہ وھو حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (رواہ البخاری)

ترجمہ۔میں اس کتاب کو ختم کرتا ہوں جس کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بخاری شریف (اصح الکتب بعد کتاب اللہ) احادیث کی کتابوں میں قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے) کو ختم کیا ہے۔اور وہ حدیث حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو

بہت محبوب ہیں، زبان پر پڑھنا بہت آسان ہے، ترازو میں بہت وزن دار ہیں (وہ یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم)

تمام ناظرین وقارئین بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کی جاتی ہے کہ اس کتاب کو عمل کی نیت سے پڑھنے کی کوشش کیجئے اور آخرت، جنت کی دائمی زندگی کے لئے تیاری میں لگے رہئے اور بندہ ابوحمدان ،محمد عکاشہ کو اپنی پُر خلوص دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور بندہ فقیر سمیت لوگوں کے لئے کامل ہدایت کا ذریعہ بنائیں آمین

جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الرحمین

(یکم ربیع الأول۔ ۱۴۳۷ھ۔ بمطابق۔ ۱۳ دسمبر ۲۰۱۵ء۔ بروز اتوار بوقتِ بعد از نماز ظہر)

تمت بالخیر

ماخذومراجع

۱۔ قرآن مجید
۲۔ روح المعانی
۳۔ تفسیر قرطبی
۴۔ التفسیر الکبیر،للامام رازی
۵۔ التفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی
۶۔ التفسیر الواضح المیسر
۷۔ تفسیر عثمانی
۸۔ تفسیر معارف القرآن (مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)
۹۔ تفسیر بیان القرآن
۲۰۔ گلدستہ تفاسیر
۱۱۔ معارف القرآن (ادریسی)
۱۲۔ تفسیر مظہرہ
۱۳۔ اردو ترجمہ فتح العزیز
۱۴۔ ترجمہ معانی القرآن العظیم
۱۵۔ بخاری
۱۶۔ مسلم
۱۷۔ ابوداؤ
۱۸۔ ترمذی

۱۹۔ ابن ماجہ

۲۰۔ مسند احمد

۲۱۔ مشکوٰۃ

۲۲۔ طبرانی

۲۳۔ مستدرک

۲۴۔ حاکم

۲۵۔ بزار

۲۶۔ ابویعلی

۲۷۔ ابن حبان

۲۸۔ کتاب الزواجر

۲۹۔ ابن ابی الدنیا

۳۰۔ الدر المنثور

۳۱۔ الترغیب ولترہیب

۳۲۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ

۳۳۔ شرح نخبۃ الفکر

۳۴۔ شرح السنہ

۳۵۔ فضل الباری

۳۶۔ انوار الباری

۳۷۔ نصر الباری شرح اردو بخاری

۳۸۔ ارشاد الطالبین شرح اردو زاد الطالبین

۳۹۔ انعامات المنعم شرح اردو مسلم

۴۰۔ حجۃ اللہ البالغۃ

۴۱۔ الورد الطری علی جامع الترمذی

۴۲۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل

۴۳۔ مظاہر حق

۴۴۔ منتخب احادیث

۴۵۔ فضائل اعمال

۴۶۔ حقیقت ایمان

۴۷۔ اہمیت ایمان

۴۸۔ تنبیہ الغافلین

۴۹۔ کشکول معرفت

۵۰۔ البشیر والنذیر

۵۱۔ جنت کے دلکش نظارے اور جہنم کے دہکتے انگارے

۵۲۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۳۔ خزائن معرفت ومحبت

۵۴۔ اکفار الملحدین

۵۵۔ توضیحاتِ مشکوٰۃ

۵۶۔ فتح المجید

۵۷۔ وجودِ باری تعالیٰ

۵۸۔ مکافاتِ عمل

۵۹۔ ادعیہ نافعہ

۶۰۔ ہر پریشانی اور بیماری کا علاج

۶۱۔ آپ کے ظاہری وباطنی مسائل کا حل

۶۲۔ اصلاحی خطبات۔

۶۳۔ رہنمائے تبلیغی سفر اور چھ نمبر

۶۴۔ صرف پانچ منٹ کا مدرسہ

۶۵۔ کشکول مجذوب

تمت بالخیر

لقمان حکیمؒ کا اپنے بیٹے کو چار باتوں کی نصیحت

حضرت لقمانِ حکیمؒ نے اپنے بیٹے کو چار باتوں پر پابندی کی نصیحت فرمائی۔

❶ **اذا کنت فی الصلوٰة فاحفظ قلبك؛**۔ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتو اپنے دل کی حفاظت کرنا۔یعنی نماز کے دوران اِدھر اُدھر کے خیالات میں گم نہ ہو بلکہ پورے دھیان اور نماز کی حضوری کے ساتھ اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہو۔

❷ **واذا کنت فی الناس فاحفظ لسانك؛**۔ اور جب آپ لوگوں میں ہوتو اپنی زبان کی حفاظت کرنا۔یعنی جب آپ لوگوں کے پاس ہوتو غیبت، جھوٹ، چغلی، بیہودہ گفتگو سے اپنی زبان کی حفاظت کرنا۔حضرت لقمانِ حکیمؒ سے اس کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے بکری کی سب سے بہتر چیز لے آؤ۔حضرت لقمان حکیمؒ زبان اور دل لیکر آئے۔پھر کہا کہ اب اس کی سب سے بُری چیز لے آؤ۔تب بھی زبان اور دل ہی لیکر آئے۔پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہ یہی چیزیں بُری بھی ہیں اور بہتر بھی۔فرمایا کہ اگر دل کے خیلات اور زبان سے نکلنے والے الفاظ کا استعمال درست ہو۔تو یہ دونوں چیزیں سب سے اچھی ہیں۔اور اگر ان کا استعمال غلط ہوتو سب سے زیادہ بُری بھی یہی چیزیں ہیں۔

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے ایذ ارسانی اور کسی کو تکلیف دینا ہر وقت ممکن نہیں۔جبکہ زبان سے ہر وقت بلکہ جب چاہو تکلیف دینا ممکن ہے۔حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے کہ وہ اِن دو چیزوں کا غلط استعمال نہیں کرے گا ایک زبان، دوسری

شرمگاہ۔ تومیں اسے جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں۔

❸ **واذا کنت فی بیت الناس(او علی الطریق) فاحفظ عینیک**
اورجب آپ کسی کے گھر ہو(یاکسی راستے پر)تواپنی نظر کی حفاظر کرنا۔اس لئے کہ پھریہی نظرانسان کوزنا جیسے گیرہ گناہ تک پہنچاتی ہے۔

❹ **واذا کنت علی الطعام فاحفظ بطنك** اورجب آپ کھانے کے لئے دسترخوان پر ہوتو اپنے پیٹ کی حفاظت کرنا۔یعنی یہ دیکھنا ہے کہ یہ کھانا حلال ہے یاحرام۔اگرحلال ہےتو کھالےاوراگرحرام ہےتو بچے۔